مقالاتِ حسینیت

16.61

تالیف

سیّد جمیل احمد رضوی

2016

مقالاتِ حُسَینیت

تالیف

سیّد جمیل احمد رضوی

لاہور

۲۰۱۰ء

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

84028

عنوان: مقالاتِ حُسینیت

مؤلف: سیّد جمیل احمد رضوی

ناشر: مؤلف

نیو شالیمار ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور۔ ۵۴۵۰۰

مطبع: ظفر سنز پرنٹرز، ۵۵ بی شمع پلازہ، لاہور

اشاعت اوّل: ۲۰۱۰ء

ہدیہ: برائے ایصالِ ثواب

۱۔ مؤلف کے والد محترم (حکیم سیّد بشیر احمد رضوی مرحوم)

۲۔ مؤلف کی والدہ ماجدہ (سیّدہ امتہ الغفور مرحومہ)

۳۔ نیز مؤلف کے تمام دیگر مرحومین / مرحومات۔

قارئین سے التماس ہے کہ ان کے ایصالِ ثواب کے لیے ایک بار سورۃ فاتحہ اور تین بار سورہ اخلاص تلاوت فرما کر ممنون فرمائیں۔

فجزاکم اللہ احسن الجزاء

Marfat.com

انتساب

نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام جن کے متعلق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حسین منی وانامن حسین

(حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں)

آپؑ نے کربلا کے میدان میں راہِ حق میں ایسی قربانی پیش کی جس نے شجرِ اسلام کی خون سے آبیاری کی۔ علامہ اقبالؒ نے کہا ہے:۔

بہرِ حق در خاک و خوں غلطیدہ است
پس بنائے لا الہ گردیدہ است

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مندرجات

	عنوان	صفحہ
	پیش لفظ	ز
۱۔	امام حسینؑ کے معجزات	۱
۲۔	سیّد الشہداءؑ اور جود و عطا	۱۰
۳۔	بلاغۃ الحسینؑ	۱۸
۴۔	شبِ عاشور اور دعوتِ فکر و عمل	۲۴
۵۔	شہدائے کربلا اور حیاتِ اُخروی	۳۱
۶۔	امام حسینؑ کی خبرِ شہادت کا نظامِ ابلاغ	۴۲
۷۔	امام حسینؑ کی خبرِ شہادت کا نظامِ ابلاغ (سیّدہ زینبؑ کے خطبات و مراثی کی روشنی میں)	۵۲
۸۔	الصواعق المحرقہ میں اخبار و روایاتِ شہادت	۶۵
۹۔	اصحابِ حسینؑ کی کربلا میں رجز خوانی	۷۲
۱۰۔	قمرِ بنی ہاشم حضرت عباسؑ کی رجز خوانی	۸۴
۱۱۔	حضرت علی اکبرؑ کی رجز خوانی	۹۱

Marfat.com

۱۲۔	امام حسینؑ کی رجز خوانی	۹۸
۱۳۔	شہادت امام حسینؑ پر جنوں کی نوحہ خوانی	۱۰۷
۱۴۔	بحار الانوار میں باب المراثی	۱۱۸
۱۵۔	اہلِ حق حریت آموز از حسینؑ	۱۲۶
۱۶۔	فائز کی فارسی مرثیہ گوئی (مع انتخابِ مراثی)	۱۳۲
۱۷۔	احزان الصدور (عزائی ادب کی ایک غ...)	۱۴۴
۱۸۔	کربلا میں موالیوں کی جانثاری	۱۵۶
	فہرست مآخذ و مصادر	۱۷۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

آئندہ صفحات میں ایسے مقالات پیش کیے جارہے ہیں جن کا تعلق واقعۂ کربلا سے ہے۔ یہ نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اعوان وانصار سے متعلق ہیں۔ اگر ان کی موضوعاتی درجہ بندی کی جائے تو یہ نمایاں موضوعات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کی ذاتی صفات اور فضائل، امام علیہ السلام اور دیگر شہداء کی رجز خوانی، موالی شہداء کے مختصر حالات و جانثاری اور فارسی ادبیات کی دو غیر مطبوعہ کتابوں کا تعارف جن کے مصنف نواب صدرالدین فائز دہلوی (م ۱۱۵۱ھ) ہیں یعنی احزان الصدور اور فائز کی فارسی مرثیہ گوائی (مع انتخابِ مراثی)۔

یہ مقالاتِ قریباً بیس سال (۱۹۷۴ء تا ۱۹۹۴ء) کی مدت میں لکھے گئے اور مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے، بعد میں ان میں سے بعض بار بار بھی شائع ہوتے رہے۔ یہ دراصل ان مقالات کا انتخاب ہے جو راقم السطور نے واقعۂ کربلا کے بارے میں لکھے۔ جن رسائل و جرائد میں یہ شائع ہوتے رہے، ان کے عنوانات یہ ہیں۔ ہفت روزہ رضاکار، لاہور، ماہنامہ معارف اسلام، لاہور اور ماہنامہ خیر العمل، لاہور۔ ان رسائل کے محرم میں خصوصی نمبر شائع ہوتے تھے، بالعموم ان کی اشاعت ان نمبروں میں ہوتی رہی۔ بعد میں پیام عمل، لاہور میں بھی ایک مقالہ شائع ہوا۔ یہاں پر اس امر کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک مقالہ بعنوان: ''ادبِ حسینیت۔ کتابیات'' ماہِ نو، لاہور میں جون ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔ یہ اس مجموعہ میں بوجوہ شامل نہ ہوسکا۔ راقم السطور کے خیال کے مطابق زیرِ حوالہ کتاب میں اس مقالے کو آخر میں شامل ہونا چاہیے تھا تاکہ حسینی ادب سے متعلق کتابیات (Bibliography) کے

Marfat.com

بارے میں معلومات حاصل ہوسکتیں۔ بہرحال اس موضوع سے متعلق انفارمیشن کے لیے ماہِ نو کی مذکورہ اشاعت میں اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

ان مقالات کی کمپوزنگ قریباً آٹھ نو سال پہلے مکمل ہو چکی تھی اور ٹریسنگ بھی تیار ہوگئی تھی لیکن ان کی اشاعت ممکن نہ ہو سکی۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ اس کے مصداق ان کی کتابی شکل میں اشاعت میں بھی تاخیر ہوتی رہی۔ بعض اعزہ اس کتاب کو شائع کرنے کی یاددہانی کرواتے رہے، خاص طور پر عزیز سیّد فیض الحسن رضوی سلمہ، نے اپریل ۲۰۰۹ء میں اصرار سے ترغیب دلائی کہ زیرِ حوالہ کتاب کو جلد شائع ہونا چاہیے تاکہ اس کا افادہ عام ہو سکے۔ میں ان سب اعزہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم ان سب کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔ محمد اویس قریشی صاحب کا بھی سپاس گزار ہوں کہ انہوں نے ان مقالات کی کمپوزنگ کمپیوٹر پر کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزاعطا کرے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے یہ کام مکمل ہوا اور اب اس کے خاص لطف و کرم سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ اس کی نعمتیں غیر محدود ہیں اور انسانی بساط محدود ہے۔

از دست و زبان کہ برآید   کز عہدۂ شکرش بدر آید

سیّد جمیل احمد رضوی
نیو شالیمار ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور
۵۴۵۰۰

۱۶ مئی ۲۰۰۹ء/ ۲۰ جمادی الاوّل ۱۴۳۰ء۔

Marfat.com

امام حسینؑ کے معجزات

سرکار رسالت مآبؐ سے ایسی بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آنحضرتؐ نے فرمایا! حسین منی و انا من حسین یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ ارشادِ پیغمبرؐ کا آخری حصہ بہت فکر انگیز اور معنی خیز ہے۔ اس میں سرکار رسالت مآبؐ کے اثرات کو بقا اور دوام بخشنے کی جانب اشارہ ملتا ہے۔ امام حسینؑ کی قربانی نے اسلام اور شعائر اسلام کے لئے حیاتِ دوام کا کام کیا جو اعجاز کی شان لئے ہوئے ہے۔ اگر معجزات کے خصائص کو تقسیم کیا جائے تو اس کے دو بڑے پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو قابل محسوس اور ظاہری آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور دوسرا وہ ہے جو معنوی حیثیت رکھتا ہے۔ امامؑ عالی مقام سے دونوں قسم کے معجزات ظاہر ہوئے۔ اسی حقیقت کو معجزے کے مادی اور فکری پہلو سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

جوش ملیح آبادی نے مؤخر الذکر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

آشنا بحر صداقت کا حسینؑ ابن علیؑ
مدرسہ درس شہادت کا حسینؑ ابن علیؑ
معجزہ فکری نجابت کا حسینؑ ابن علیؑ
حوصلہ تیری نبوت کا حسینؑ ابن علیؑ
جس نے بجھنے نہ دی شمع آدمیت وہ حسینؑ
سانس جس کے دم سے لیتی ہے مشیت وہ حسینؑ (۱)

اسی حقیقت کو سید آل رضا مرحوم نے اس طرح بیان کیا ہے۔

Marfat.com

حسینؑ ناز مشیت حسینؑ امام نیاز
حسینؑ ایسی حقیقت جو اصل میں اعجاز
حسینؑ اپنے ہی جد کی یہ مستقل آواز
ہزار کرب و بلا ہو مگر نماز نماز
جناں کے سمت نہ وقت نماز بڑھ کے چلے
نماز رہ گئی ، ایسی نماز پڑھ کے چلے(۹۲)

امام حسینؑ کے چند معجزات یہاں درج کئے جاتے ہیں ۔ ان کے مطالعہ سے نواسۂ رسولؐ کی عظمت اور رفعت معلوم ہوتی ہے ۔ نوری مخلوق فطرس کو بال و پر اس وقت دوبارہ ملتے ہیں جب وہ اپنے جسم کو امام علیہ السلام کے جسم اطہر سے مس کرتا ہے ۔ آپؑ کی خواہش پر ہرنی اپنے بچے کو خدمت رسولؐ میں لے کر آتی ہے ۔ جنت سے جوڑے ان کے لئے فرشتہ لے کر آتا ہے ۔ آپؑ شان اعجاز سے خاکِ کربلا امّ المومنین ام سلمہؓ کو دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب یہ تازہ خون ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ میں کربلا میں شہید ہو گیا ۔ انہی چند معجزات کی تفصیل یہاں پر بیان کی جاتی ہے ۔

فطرس کے بال و پر: فطرس نامی فرشتے کے بال و پر کسی کمزوری اور ضعف کی بنا پر چھین لئے گئے تھے ۔ جب امام حسینؑ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپؑ کے جسم اطہر سے مس کرنے کی وجہ سے اس کی نورانی قوتیں بحال ہو گئیں ۔
"شہادت کبریٰ" کے حوالے سے اس واقعہ کو نقل کیا جاتا ہے۔

فطرس ایک فرشتہ تھا جو عرش الٰہی کے گرد طواف کیا کرتا تھا۔ اتفاقاً کسی حکم الٰہی کی تعمیل میں اس سے کمزوری اور ضعف کا ظہور ہوا تو حکم خدا سے اس سے بال و پر یعنی نوری قوتوں سے محروم کر دیا گیا اور زمین کے جزیرہ میں اتار دیا گیا۔ وہ اپنی منزلت سے محروم اور زیر عتاب خداوندی تھا۔ اور

Marfat.com

ساتھ ہی عبادت میں منہمک و مشغول رہتا تھا یہاں تک کہ فرزند رسولؐ حضرت امام حسینؓ بن علیؓ کی ولادت ہوئی تو جبرائیل امین ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ خدمت رسولؐ میں بغرض تہنیت مولود آتے ہوئے اس کی طرف سے گزرے تو اس نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جبرائیل نے جواب دیا... نبی امی احمدؐ کے نواسہ کی ولادت ہوئی ہے جس کی ماں فاطمہؓ اور والد علی مرتضیٰؓ ان کے وصی ہیں۔ اس کی مبارکباد کے لیے ہم جا رہے ہیں۔ فطرس کی درخواست پر جبرائیل امین نے اسے اپنے ساتھ لے لیا اور خدمت خاتم المرسلینؐ میں حاضر ہوئے۔ پھر تہنیت ادا کرنے کے بعد فطرس کا حال بیان کیا۔ حضورؐ انور نے اس فرشتہ کو حکم دیا کہ جسم حسینؓ سے اپنے بدن کو مس کرے۔ بس جیسے ہی اس نے اپنے بدن کو مس کیا' فوراً اس کے بال و پر پیدا ہو گئے یعنی اس کی قوتیں عود کر آئیں اور وہ آسمان کی طرف پرواز کرنے لگا۔ اس وقت وہ یہ کہہ رہا تھا... یا رسولؐ اللہ! عنقریب وہ وقت آئے گا جب آپؐ کی امت کے کچھ لوگ آپ کے اس فرزند کو شہید کریں گے اور اس نعمت آزادی کے شکریہ میں اب میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں آپ کے اس نواسہ کی ہمیشہ خدمت میں لگا رہوں' تو جب بھی کوئی زائر اس کی قبر کی زیارت کرے گا میں اس کی خبر اور اس کا حال آپ کے فرزند کی خدمت میں عرض کروں گا اور جو شخص بھی ان پر سلام کرے گا یا درود بھیجے گا' اسے میں ان کی بارگاہ تک پہنچانے کا شرف حاصل کرتا رہوں گا۔ یہ کہہ کر وہ فرشتہ آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کر گیا اور اس کے ساتھ ہی کہتا جاتا تھا۔ من مثلی و انا اعتاقۃ الحسین بن علی و فاطمۃ وجدہ احمد الحاشر " (یعنی) اب میری مثل کون ہو سکتا ہے کیونکہ میں آزاد کردہ حسینؓ ہوں جو فاطمہؓ و علیؓ کے فرزند اور احمدؐ حاشر کے نواسے ہیں"(۴)

Marfat.com

ہرنی اور اس کے بچے کی آمد: حضرت امام حسینؑ کی دل جوئی اور ناز برداری کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ خداوند عالم نے نواسہ رسولؐ کی خواہش کو پورا کرنے کا کس قدر اہتمام کیا۔ اس سے آپؑ کی قدر و منزلت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اس واقعہ کو کتاب "خلاصتہ المصائب" از محمد ہادی سے اخذ و استفادہ کے ساتھ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

صاحب کتاب روضہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک اعرابی ہرنی کا بچہ لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یہ بچہ میں نے شکار کیا ہے اور حسنینؑ کے لئے بطور تحفہ لایا ہوں۔ آپ نے وہ بچہ لے لیا اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اس وقت آپؐ کے پاس حضرت امام حسنؑ تشریف فرما تھے۔ امامؑ نے اس بچے کی خواہش کی، آنحضرتؐ نے وہ بچہ آپ کو دے دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت امام حسینؑ بھی وہاں آگئے۔ جب آپ نے بھائی کے پاس ہرنی کا بچہ دیکھا، تو کہا۔ میرے بھائی یہ بچہ آپ کو کس نے دیا؟ وہ بولے نانا جان نے۔ یہ سن کر آپ حضورؐ کے پاس آئے اور کہا۔ "نانا جان! آپ نے بھائی حسنؑ کو تو بچہ دیا اور وہ کھیلتے ہیں، لیکن مجھے نہیں دیا"۔ امام حسینؑ بار بار یہ فقرہ دہرانے لگے۔ آپ تسلی کے فقرات فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت امام حسینؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رونے کا اردہ کیا۔ رسالتمآبؐ سخت متردد تھے کہ کیا کریں۔ اتنے میں اچانک مسجد کے دروازے سے شور بلند ہوا۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہرنی اپنا بچہ لئے چلی آتی ہے۔ اس کے پیچھے ایک بھیڑیا ہے جو اس کو ہنکائے چلا آتا ہے۔ جب وہ آپؐ کی خدمت میں آئی، تو عرض کرنے لگی!" اے اللہ کے رسولؐ! میرے دو بچے تھے۔ ایک کو صیاد پکڑ لایا اور دوسرا میرے پاس تھا۔ میں اس کی رفاقت سے خوش تھی۔ میں نے ایک ہاتف کی آواز سنی۔ اس نے کہا۔ اسرعی یا غزالتہ بخشفک

Marfat.com

الی النبی، اے ہرنی! جلد اپنے بچے کو لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں پہنچ لان الحسین واقف عند جده وقدهم ان یبکی کیونکہ حسینؑ اپنے نانا کے پاس کھڑے ہیں اور انہوں نے رونے کا ارادہ کیا ہے۔ اس حالت میں فرشتوں نے عبادت گاہوں سے اپنے سر باہر نکال لئے ہیں، کیونکہ حسینؑ کے رونے سے وہ غمزدہ ہوں گے اور اے اللہ کے رسولؐ! دوسری بار ہاتف نے کہا۔ اے ہرنی! حسینؑ کے آنسو رواں ہونے سے پہلے پہنچ جا اور اگر تو جلد نہ پہنچی تو سلطت علیک هذا الذئب یاکلک مع خشفک تو ہم نے تجھ پر اس بھیڑیے کو مسلط کیا جو تجھے اور تیرے بچے کو کھا جائے گا۔ پس میں دور دراز مقام سے حاضر ہوئی ہوں۔ اس مقصد کے لئے زمین میرے لئے لپیٹ دی گئی۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ حسینؑ کے رونے سے پہلے یہاں پہنچ گئی۔ اس پر مسجد سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور اللہ کے پیغمبرؐ نے ہرنی کے لئے دعائے خیر کی۔ امام حسینؑ نے خوش ہو کر وہ بچہ لے لیا اور اپنی مادر گرامی کے پاس لے آئے۔ وہ بھی بہت خوش ہوئیں اور سجدہ شکر بجالائیں۔ (۴)

عید کے روز جنت کے جوڑے: عید کے روز فرشتہ دو سفید جوڑے حسنینؑ کے لئے لے کر آیا۔ یہ واقع "بحارالانوار" میں موجود ہے۔ اس کتاب سے یہ روایت اخذ کر کے ذیل میں لکھی جاتی ہے۔

روایت ہے کہ عید کے روز حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ اپنے نانا کے گھر میں آئے اور عرض کیا" اے نانا جان! آج عید کا دن ہے۔ اہل عرب کے بچے نئے رنگدار لباس سے آراستہ ہیں۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں بھی نیا لباس پہنایا جائے۔ آپؐ یہ باتیں سن کر آبدیدہ ہو گئے، کیونکہ اس وقت حضورؐ کے پاس ان شہزادوں کے لائق لباس نہ تھا اور نہ ہی آپ کو یہ منظور تھا کہ ان کی خاطر شکنی کریں۔ آپ نے اللہ کے

Marfat.com

دربار میں دعا کی اور کہا: خداوندا! ان لڑکوں اور ان کی والدہ کی آسودہ خاطری کا سامان پیدا فرما۔ فوراً جبرائیلؑ نازل ہوئے۔ ان کے پاس جنت کے بنے ہوئے دو سفید جوڑے تھے۔ ان کو دیکھ کر رسولؐ خدا بہت خوش ہوئے۔ حسنینؓ سے فرمایا۔ اپنے کپڑے لے لو کہ قدرت کے درزی نے ان کو تمہارے قدو قامت کے مطابق سیا ہے۔ جب شہزادوں نے سفید لباس دیکھا تو کہا۔ اے نانا جان! اہل عرب کے بچوں کا لباس رنگین ہے اور ہم سفید کپڑے پہنیں۔

اس پر حضورؐ نے ایک لمحہ کے لئے اپنے سر کو جھکا لیا۔ جبرائیلؑ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! دل خوش رکھیے اور آنکھیں ٹھنڈی۔ قدرت کا رنگریز یہ کام بھی کرے گا۔ شہزادوں کی خواہش کے مطابق لباس کو رنگ دے کر ان کو خوش کرے گا۔ جبرائیلؑ نے کہا: آپ ایک طشت اور ایک آفتابہ منگوائیں۔ جب یہ چیزیں فراہم کی گئیں' تو فرشتے نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ان کپڑوں کو طشت میں رکھیے' میں پانی ڈالتا ہوں اور آپ ان کو ملتے جائیں۔ ان کا وہی رنگ ہو جائے گا جو شہزادے چاہیں گے۔ آنحضرتؐ نے پہلے امام حسنؓ کے لباس کو طشت میں رکھا اور جبرائیلؑ نے پانی ڈالنا شروع کیا۔ آپؐ امام حسنؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے میرے نور نظر! تو کس رنگ کا لباس چاہتا ہے۔ عرض کیا مجھے سبز رنگ پسند ہے۔ آپؐ نے اس لباس کو اپنے دست مبارک سے ملا' تو اللہ کی قدرت سے اس کا رنگ سبز مانند زبرجد ہو گیا۔ حضورؐ نے وہ لباس امام حسنؓ کو پہنا دیا۔ اس کے بعد امام حسینؓ کا جوڑا طشت میں رکھا۔ حضرت جبرائیلؑ نے پانی ڈالنا شروع کیا۔ رسولؐ خدا امامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ اے میرے نور نظر! تجھے کون سا رنگ پسند ہے۔ امامؓ نے کہا۔ سرخ' اے نانا جان۔ پس نبی اکرمؐ نے اس لباس کو اپنے ہاتھ سے ملا' تو وہ یاقوت احمر کی طرح سرخ ہو گیا۔ امام حسینؓ نے اس جوڑے کو پہن لیا۔ اس کے

Marfat.com

بعد حسنینؑ خوش و خرم اپنی والدہ محترمہ کی طرف چلے۔ جب جبرائیلؑ نے یہ حال دیکھا تو رونے لگے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ اے جبرائیلؑ! تم اس روز جبکہ میرے دونوں بیٹے خوش ہیں کیوں روتے ہو؟ جبرائیل نے کہا: آپ کے فرزندوں نے جو مختلف رنگ پسند کئے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ امام حسنؑ کو زہر دیا جائے گا اور ان کے جسم اطہر کا رنگ زہر کے اثر کی وجہ سے سبز ہو جائے گا۔ جبکہ حسینؑ کو قتل اور ذبح کیا جائے گا اور ان کا جسم خون سے سرخ ہو جائے گا۔ یہ سن کر نبی اکرمؐ روئے اور محزون ہوئے (۵)

خاک کربلا تازہ خون کی صورت میں: ام المومنین ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب امام حسینؑ عراق کی طرف جانے لگے' تو میں نے کہا اے فرزند رسولؐ! آپ کے عراق جانے میں مجھے کوئی مصلحت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا کہ میرا فرزند حسینؑ ظلم کے ساتھ (زمین کربلا پر) قتل کر دیا جائے گا اور اس جگہ کی تھوڑی سی مٹی مجھے دی اور فرمایا کہ جب تو دیکھے کہ یہ خاک خون میں تبدیل ہو گئی ہے تو یقین کر لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے۔ میں نے اس خاک کو شیشی میں رکھا ہوا ہے اور وہ میرے پاس ہے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں یقین سے جانتا ہوں کہ عراق میں قتل کیا جاؤں گا۔ میں نے کئی بار جد نامدار اور پدر عالی مقام سے سنا ہے کہ اگر میں عراق کی طرف نہ بھی جاؤں تب بھی قتل کیا جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے (ام المومنین) ام سلمہؓ! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ مقام جس پر میرے ساتھ مقاتلہ ہو گا اور جہاں میری قبر بنے گی دکھاؤں۔ پس امامؑ نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر میری نظروں سے حجاب دور کر دیا۔ میں نے ایک ہیبت ناک صحرا دیکھا۔ حضرت امام حسینؑ نے (زمین کربلا سے) مٹھی بھر خاک اٹھا کر مجھے دی۔ میں نے اس کو بھی شیشی میں رکھ لیا۔ اس

Marfat.com

کے بعد آپؑ نے فرمایا۔ اے (ام المومنین) ام سلمہؓ! جس دن یہ خاک خون ہو جائے' جان لینا کہ میں شہید کر دیا گیا۔ جب امام حسینؑ عراق کی طرف چلے گئے' تو میں ہر روز اس شیشی کو دیکھتی تھی۔ جب میں نے اس کو عاشورہ کے روز ظہر کے بعد دیکھا' تو اس میں مجھے رنگین خون نظر آیا۔ میں نے جان لیا کہ آپؑ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

مقتل ابو مخنف کی روایت کے مطابق جو مٹی رسولؐ خدا نے جناب ام سلمہؓ کو دی تھی' وہ امام حسینؑ کی شہادت کے دن خالص خون بن گئی۔ یہ دیکھ کر جناب ام سلمہؓ نے جان لیا کہ حسینؑ شہید کر دیے گئے۔ آپ فرماتی ہیں۔ " جب رات آئی تو میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپ کا سر اور ریش اقدس خاک آلود ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! میں آپ پر قربان' یہ خاک کیسی ہے جو میں آپ کے سر اور داڑھی میں دیکھ رہی ہوں"۔ آپ نے فرمایا: "اے ام سلمہؓ میں ابھی اپنے فرزند حسینؑ کے دفن سے واپس آرہا ہوں"۔ آپ فرماتی ہیں میں گھبرا کر خوف کے مارے بیدار ہو گئی اور پھر مدینے میں بڑی دلدوز آوازیں سنیں۔ میں نے اپنی کنیز سے کہا۔ "جا کر ذرا دیکھو کہ شور کیسا ہے"۔ کنیز مدینے میں پھرتی رہی یہاں تک کہ اس نے قوم جن کی دو عورتوں کو نوحہ خوانی کرتے سنا... راوی کا بیان ہے کہ جب کنیز ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس آئی اور جو سنا تھا وہ بیان کیا' تو بی بی نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے اور چلائیں۔ " ہائے حسینؑ " لوگ دوڑ دوڑ کر آپ کے پاس آتے اور کہتے: اے ام المومنین کیا خبر ہے؟ آپ نے کہا۔ "میرا بیٹا حسینؑ قتل کر دیا گیا۔" لوگ کہنے لگے آپ تو مدینے میں ہیں اور حسینؑ کوفے میں' آپ کو یہ خبر کس نے دی؟ آپ نے فرمایا۔' مجھے رسولؐ خدا نے زمین کربلا کی مٹی دی تھی اور کہا تھا کہ جب یہ خالص خون ہو جائے' تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل کر دیا گیا۔

Marfat.com

بخدا رسولؐ خدا نے غلط نہیں کہا تھا۔ یہ ہے وہ شیشی اور مٹی' لوگوں نے دیکھا تو واقعا" ویسی ہی تھی جیسی ام سلمہؓ نے بتائی تھی۔ اس پر لوگوں نے اپنے گریبان چاک کئے' اپنے منہ پیٹے' سروں میں خاک ڈالی اور رسولؐ خدا کی قبر کی طرف دوڑے تاکہ آپ کی خدمت میں آپ کے فرزند حسینؑ کے صدمے پر تعزیت پیش کریں(۷)

حواشی

۱۔ جوش ملیح آبادی' جوش کے مرثیے' مرتبہ ضمیر اختر نقوی (کراچی: محفوظ بک ایجنسی' ۱۴۰۷ھ)' ص۔ ۱۸۳

۲۔ سید آل رضا' مراثی رضا (کراچی: خراسان اسلامک سنٹر' ۱۹۸۱ء)' ص۱۱۔۲۱

۳۔ سید محمد رضی' شہادت کبریٰ (کراچی: ادارہ نشر علوم دینیہ)' ص۔۱۱۔۲۱

۴۔ محمد ہادی' خلاصتہ المصائب (آگرہ: مطبع احمدی' ۱۲۸۹ھ)' ص۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳

۵۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) درحالات حضرت امام حسین علیہ السلام' ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری۔ حصہ اول (لاہور: ادارہ علوم آل محمد ۱۹۶۲)' ص۔ ۷۴۔ ۷۵

۶۔ سلطان محمد ابن تاج الدین حسن۔ تحفتہ المجالس (تہران: چاپخانہ اسلامیہ' ۱۳۲۸ھ)' ص۔ ۱۹۲

۷۔ ابو مخنف' مقتل الحسین علیہ السلام و مصرع اھل بیتہ و اصحابہ فی کربلا' المشہور بہ مقتل ابی مخنف (النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریۃ' ۱۳۴۷ھ)' ص۔۱۱۱۔۲۱۱۔

Marfat.com

سید الشہداءؑ اور جود و عطا

خداوند عالم نے ایسی برگزیدہ ہستیاں اس دنیا میں بھیجیں جو نوع انسانی کی حقیقی معلم تھیں اور ان کا ہر کام مشعل راہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ دنیا نے دیکھا کہ وہ وقت کے حاکم ہیں، لیکن قناعت و استغنا کا یہ عالم کہ دونوں ہاتھ خالی ہیں، دو وقت کا کھانا بھی بمشکل میسر ہوتا ہے۔ چشم فلک نے دیکھا کہ دولت کے ڈھیر ان کے سامنے لگتے ہیں اور وہ ان کو مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ ان کے اپنے گھروں میں کئی کئی دن آگ روشن نہیں ہوتی، دن فاقوں سے گزر رہے ہیں، لیکن عبادت الٰہی میں وہی خشوع و خضوع ہے۔ لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں، لیکن وہ بے نوا اور غریب لوگوں کی غمخواری میں رات جاگتے ہیں، اور اپنی پشت پر سامان اٹھا کر ان کی دستگیری کرتے ہیں۔ اوروں کو جب حکومت کا موقع ملا تو زر و جواہر کے ڈھیر ان کے ہاں جمع دیکھے گئے، سرور و رقص کی محفلیں گرم کی گئیں، لیکن آل محمد علیہم السلام وہ تھے جن کے گھروں میں تلاوت قرآن اور تسبیح خدا کی صدائیں بلند ہوتی تھیں۔ عالم آب و گل کی رعنائیاں اور رنگینیاں انہیں اپنی طرف متوجہ نہ کر سکیں۔

امام حسینؑ انہی ذوات مقدسہ میں سے تھے۔ ان کا ہر فرد آسمان سخاوت کا درخشندہ ستارہ تھا۔ آپ کے جد نامدار حضرت سید المرسلینؐ میں تمام کمالات اور خوبیاں جمع تھیں اور آپ کا اسوہ حسنہ انسانیت کے لئے بطور مثال اور نمونہ ہے۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

آپ کی مادر گرامی جناب سیدہؑ کی جود وسخا اور فقراء و غرباپروری کا یہ عالم تھا کہ کوئی سائل یا بھوکا آپ کے دروازے سے خالی ہاتھ واپس نہیں جاتا تھا۔ آپ خود تکلیف اٹھا لیتیں، مگر سائل کے سوال کو رد نہ فرماتیں" (۱)۔
آپ کے پدر نامدار حضرت علیؑ کی بخشش و عطا مشہور عالم ہے۔ " شعبی علیہ الرحمہ جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت کا ذکر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ الصلوٰۃ و السلام تمام لوگوں سے ایسے سخی ترین تھے اور سخاوت اور جود کو محبوب رکھتے تھے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کے لئے اپنی زبان مبارک سے 'لا' یعنی نہیں' نہیں کہا تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے مدینہ کے یہودیوں کے نخلستانوں کو سیراب کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسے خیرات کرتے اور اپنے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر باندھ لیتے تھے" (۲)۔ آپ کے برادر محترم حضرت امام حسنؑ کی بخشش کا یہ عالم تھا کہ آپ نے دو دفعہ اپنا تمام مال راہ خدا میں خیرات کیا۔ امام حسنؑ نے سخاوت کے متعلق کہ شعر کہے۔

ان السخاء علی العباد فریضۃ
للہ یقرا فی کتاب محکم
وعد العباد الاسخیا جنانہ
واعد للبخلاء نار جھنم
من کان لاتندی یداہ بنائل
للراغبین فلیس ذاک بمسلم(۳)

(یعنی) بے شک جود و عطا بندوں پر ایک فریضہ ہے جو ان کی طرف سے کتاب محکم میں پڑھا جاتا ہے۔ اللہ نے سخی بندوں کے لئے اپنی جنت کا وعدہ کیا ہے اور بخیلوں کے لیے نار جہنم بنائی ہے۔ جو خواہشمندوں کے لئے عطا و بخشش

Marfat.com

سے اپنے ہاتھ ترو تازہ نہیں کرتا (سخاوت نہیں کرتا) وہ مسلمان نہیں ہے۔

حسن مجتبیٰؑ کے یہ شعر بھی سخاوت کے بارے میں ہیں۔

خلقت الخلائق بقدرته

فمنهم سخی و منهم بخیل

فاما السخی ففی راحة

و اما البخیل فحزن طویل(۴)

(اے اللہ!) تو نے خلائق کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا۔ ان میں بعض سخی ہیں اور بعض بخیل۔ سخی تو آرام و راحت میں ہوتے ہیں اور بخیلوں کے لیے طویل غم و حزن ہے۔

امام حسینؑ ان نفوس قدسیہ میں شامل ہیں جن کی سخاوت و عطا کی تعریف خود خداوند عالم نے کی ہے اور پورا سورہ دھران کی شان میں نازل ہوا ہے۔ ان حضرات نے ایفائے نذر کے لئے تین روزے رکھے اور متواتر تین دن مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا دیتے رہے اور خود پانی سے افطار فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کو اہل بیتؑ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ جبریلؑ کو سورہ دھر دے کر بھیجا اور اس میں ان کی عطا و بخشش کا ذکر کیا۔ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا۔ انما نطعمکم لوجه اللّٰہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا (دھر: ۸۔۹) "اور وہ اس کی محبت میں محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو بس خالص خدا کے لئے کھلاتے ہے۔ ہم نہ تم سے بدلہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔" پروردگار عالم نے ان کو ان کے صبر کے بدلے جنت عطا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ آگے نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ "تمہاری کوشش قابل شکر گزاری ہے۔" (دھر: ۲۲) یہ آیت تو ان حضرات کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہونے کی بین

Marfat.com

دلیل ہے، کیونکہ جب بندہ کی اطاعت اس حد کو پہنچی کہ خدا کی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا جائے تو اس سے بالاتر اور کیا مرتبہ ہو سکتا ہے ... (۵) اللہ کا کسی کی مدح میں ایک لفظ کہہ دینا بڑی بات ہے لیکن کیا کہنا فضائل آل محمد علیہم السلام کا کہ پورا سورہ ان کی مدح سرائی کرتے ہوئے نازل ہوا۔

سید الشہداء کے بارے میں رسولؐ خدا کا ارشاد ہے... " الحسین فان لہ جودی وشجاعتی " "یعنی حسینؑ میں میری سخاوت اور بہادری ہے "۔ یوں تو حسینؑ اوصاف رسولؐ کے وارث تھے ہی لیکن خصوصیت سے اپنی سخاوت و شجاعت بخشنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے یہ اوصاف دیگر اوصاف سے ضرور کچھ امتیاز رکھتے ہیں" (٦)۔ امام حسینؑ کے چند ارشادات سخاوت کے متعلق درج کیے جاتے ہیں:۔

۱۔ "جس نے دیا اس نے سرداری پائی اور جس نے کنجوسی کی، اس نے ذلت اٹھائی۔

۲۔ سخی وہی ہے جس نے اس کو بھی دیا جو اس سے کوئی توقع وابستہ نہ رکھتا ہو۔

۳۔ جس کو خدا نے دیا ہے، وہ اوروں کو بھی دے۔

۴۔ اہل حاجت کا تمہارے پاس آنا بھی تم پر خدا کی نعمتوں میں سے ہے۔" (۷)

اسامہ کا قرض: "ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں روایت کی ہے جب اسامہ بن زید کو مرض الموت ہوا۔ حضرت امام حسینؑ عیادت کو تشریف لے گئے، ان کو نہایت اندوہناک پایا۔ وہ حالت مرض میں کہتے تھے ہائے افسوس! حضرتؑ نے سبب اندوہ پوچھا۔ اسامہ نے کہا: یا بن رسولؐ اللہ! میرے اندوہ کا باعث یہ ہے کہ ساٹھ ہزار درہم کا میں مقروض ہوں۔ حضرتؑ نے فرمایا: تم

Marfat.com

خاطر جمع رکھو تمہارا قرض مجھ پر ہے اور میں اسے ادا کروں گا۔ اسامہ نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! میں ڈرتا ہوں کہ قبل ازادائے قرض مرجاؤں اور مشغول الذمہ رہوں۔ حضرت نے فرمایا: اے برادر! تیرا قرضہ میں تیرے مرنے سے پہلے ادا کر دوں گا۔ راوی کہتا ہے جو حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی کیا یعنی ہنوز اسامہ نے وفات نہیں کی تھی کہ اس منبع جود وسخا نے اس کے قرض کو ادا کر دیا(۸)

غلام کی آزادی اور یہودی کا مسلمان ہونا: ایک دن آپ نے ایک غلام کو دیکھا جو ایک کتے کو اپنے ساتھ کھانا کھلا رہا تھا۔ آپ نے اس سے اس کا سبب دریافت کیا۔ غلام نے کہا "فرزند رسولؐ! میں بہت رنجیدہ ہوں اس کتے کو خوش کر کے اپنی خوشی کا طالب ہوں۔ میرا مالک ایک یہودی ہے اور میں اس سے اپنی آزادی چاہتا ہوں"۔ امامؑ اسی وقت یہودی کے پاس تشریف لائے اور اس کو دو سو اشرفیاں دے کر غلام کو خریدنا چاہا۔ یہودی امامؑ کی یہ سخاوت اور غلام نوازی دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ اس نے عرض کیا: "میں غلام بھی آپ کے حوالے کرتا ہوں۔ آپ کی عطا کردہ اشرفیاں بھی اس غلام کی ملکیت میں دیتا ہوں۔" امامؑ نے فرمایا: "میں نے یہ رقم تجھے ہبہ کر دی۔" یہودی نے کہا۔ "میں اس رقم کو قبول کرتا ہوں اور اس کو بھی غلام کو بخشتا ہوں۔" امامؑ نے فرمایا: "میں اس غلام کو ان تمام اموال کے ساتھ راہ خدا میں آزاد کرتا ہوں۔" یہودی کی بیوی پس پردہ ان تمام واقعات کو سن رہی تھی۔ اس نے بیساختہ کہا: "میں نے اپنا مہر اپنے شوہر کو معاف کیا اور اسلام قبول کرتی ہوں۔" یہودی کے دل میں بھی جذبہ ایمانی پیدا ہوا وہ بھی یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا"۔ میں بھی اسلام لاتا ہوں اور اپنا مکان اپنی بیوی کے نام ہبہ کرتا ہوں۔" یہ تھا اہل بیتؑ کی ہدایت کا طریقہ۔ امامؑ نے سخاوت کو ایک یہودی اور اس کی

Marfat.com

بیوی کے مسلمان ہونے کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ کی شفقت و سخاوت سے ایک طرف ایک غلام آزاد ہوا اور دوسری طرف ایک یہودی مع اپنی بیوی مسلمان ہوا"(۹)

مسائل شرعیہ اور سخاوت: امام حسینؑ جانشین رسولؐ اور وارث کتاب تھے۔احکام و مسائل شرعیہ کی تعلیم و ترویج ان کے فرائض میں شامل تھی۔ آپ نے بخشش و عطاکو تعلیم کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور سائل سے مسائل شرعیہ کے بارے میں پوچھ کر ان کی اہمیت واضح کی ہے اور دوسروں کو ہدایت و نصیحت کی ہے۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک اعرابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کی۔ آپ نے فرمایا"... میں نے اپنے جد بزرگوار کا یہ ارشاد سنا ہے کہ احسان بقدر معرفت ہونا چاہیے۔ اس لئے میں تم سے تین سوال دریافت کرتا ہوں۔ اگر تم نے ایک سوال کا جواب ٹھیک دیا' تو تم کو میں اپنا ایک تہائی مال دے دوں گا۔ اگر دو جواب تم نے ٹھیک دے تو دو تہائی مال دوں گا اگر تم نے تینوں سوالوں کا جواب درست دیا' تو جو کچھ میرے پاس موجود ہے'وہ سب میں تمہیں دے دوں گا۔ میرے پاس مال دنیا سے اس وقت یہ ایک تھیلی ہے زر نقد کی جو عراق سے بھیجی گئی ہے۔ اس نے کہا پوچھیے اللہ میری مدد کرے گا۔

آپ نے فرمایا بتاؤ کون سا عمل سب میں بہتر ہے؟ اس نے کہا اللہ پر ایمان لانا۔ پوچھا کہ اچھا بندہ کی نجات کا ذریعہ ہلاکت سے کیا ہے؟ اس نے کہا اللہ پر بھروسہ رکھنا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ انسان کی زینت کیا ہے؟ اس نے کہا علم جس کے ساتھ عقل موجود ہو۔ فرمایا اگر کہ نہ ہو؟ اس نے کہا پھر مال ہو جس کے ساتھ سخاوت موجود ہو۔ فرمایا اگر یہ بھی نہ ہو؟ اس نے کہا پھر فقیری ہو جس کے ساتھ صبر موجود ہو۔ حضرتؑ نے فرمایا اور اگر یہ بھی نہ ہو؟ اس نے

Marfat.com

کہا تو پھر ایک بجلی گرے اور اس شخص کو جلا کر خاکستر کر دے۔ حضرتؑ ہنسنے لگے اور وہ پوری تھیلی اس کی جانب پھینک دی"(۱۰)

آخر میں آپ نے وہ سخاوت کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ امامؑ نے اپنا سب کچھ یہاں تک کہ اپنی جان بھی اللہ کی راہ میں دے دی اور انسانیت' حریت' اور حق و صداقت پر وہ عظیم احسان کیا جس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ کی عطا و بخشش اور جود و سخا کا کربلا کا ریگستان گواہ ہے جس کو آپ نے لالہ زار بنا دیا۔ آپ کا ابر سخاوت زمین کربلا پر اس طرح برسا کہ وہ ویرانے سے گلزار بن گئی۔ اسی کے متعلق علامہ اقبال نے کہا ہے۔

خواست آں سر جلوہ خیر الامم
چوں سحاب قبلہ باراں در قدم
بر زمین کربلا بارید و رفت
لالہ در ویرانہ ہا کارید و رفت (۱۱)

حواشی

۱۔ علی الجعفری' رسولؐ و اہل بیت رسولؐ (علیہم السلام) (کراچی: خراسان اسلامک سنٹر' ۱۳۸۴ھ)' ج۔۱ ص ۵۲

۲۔ عبیداللہ بسمل امرتسری' ارجح المطالب... یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب (لاہور: شیخ جان محمد الہ بخش ۱۳۵۱ھ)' ص۔۲۲۶

۳۔ ابن شہر آشوب' مناقب آل ابی طالب (النجف: المطبعۃ الحیدریۃ' ۱۹۵۶ء) ج۔۳' ص۔۱۸۳

۴۔ ایضاً' ص۔۱۸۳

Marfat.com

۵- حاشیہ القرآن الحکیم، مترجمہ سید فرمان علی(لاہور:شیخ محمد حسین اینڈ سنز،س-ن)،ص- ۹۲۵

۶- علی نقی النقوی، شہید انسانیت(لکھنؤ:کتاب نگر،س-ن)،ص-۱۸۵

۷- ایضاً"،ص-۱۹۰

۸- (محمد باقر) المجلسی، بحار الانوار (اردو) درحالات حضرت امام حسین علیہ السلام، ترجمہ و تنقیح سید طیب آغا الموسوی (لاہور: ادارہ علوم آل محمد،۱۹۶۴)،حصہ اول،ص-۲۸

۹- علی الجعفری، محولہ بالا،ص-۱۳۸-۱۳۹

۱۰- علی نقی النقوی، محولہ بالا،ص-۱۸۶

۱۱- (علامہ) محمد اقبال، اسرار و رموز(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز،۱۹۵۴ء)،ص-۱۲۷

Marfat.com

بلاغتہ الحسینؑ

سیدالشہداء حضرت امام حسینؑ کے خطبات و کلمات میں سے چند اقتباسات "خیرالعمل" کے 'ابن الزہراء نمبر' کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ امامؑ نواسہ رسولؐ خدا 'خامس آل عبا' نور نظر علیؑ مرتضیٰ اور دلبند فاطمہ زہراءؑ ہیں۔ آپ ہی کے لئے زبان رسالت سے یہ ارشاد ہوا:

حسین منی وانا من حسین

یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ خاتم النبینؐ کا ارشاد فرمانا کہ میں حسینؑ سے ہوں---- اس ایک جملے سے عظمت حسینؑ کے کئی پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

جس نظام مصطفےؐ کی بنیاد رسولؐ خدا نے اپنے دست مبارک سے رکھی اور آخری دم تک اس کی ترویج اور استحکام کے لئے آپ نے اپنا سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیا۔ اقدام حسینیؑ کی عظمت کا اندازہ اس عزم سے لگایا جا سکتا ہے جس کو لے کر آپ اور آپ کے رفقاء میدان کربلا میں وارد ہوئے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ یہ وہ بے مثل جہاد تھا جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہے۔ اور اس کے نتیجے میں ہمیشہ کے لئے باطل کی رگ حیات کٹ گئی اور حق کا بول بالا ہو گیا۔

تاقیامت قطع استبداد کرد

موج خون او چمن ایجاد کرد

لشکر یزید کے سامنے امامؑ کی تقریر: آپ نے میدان جہاد میں اتمام حجت کے لئے اشقیاء کے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اپنا تعارف کرایا' اپنے

Marfat.com

مقام و مرتبہ کا اعلان کیا اور اپنے حسب و نسب کو نہایت بلیغ انداز میں بیان کیا۔ کتاب مقصد حسینؑ سے یہ اقتباس ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

لشکر یزید نے امام حسینؑ پر بہت سختی کی یہاں تک آپ اور آپ کے اصحاب پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ آپ تلوار کے قبضہ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے (لشکر یزید کو مخاطب کیا اور) ارشاد فرمایا۔ "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا مجھے پہچانتے ہو"؟ سب نے کہا" ہاں! آپ رسولؐ خدا کے فرزند اور ان کے نواسے ہیں"۔ فرمایا: "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو رسولؐ اللہ میرے نانا تھے؟" سب نے کہا"ہاں" فرمایا:" میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جانتے ہو کہ علیؑ ابن ابی طالب میرے پدر بزرگوار تھے؟"سب نے کہا" ہاں"۔ فرمایا:" میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا جانتے ہو کہ فاطمہ زہراءؑ حضرت محمدؐ مصطفےٰؐ کی صاحبزادی میری مادر گرامی تھیں"! سب نے کہا"ہاں"۔ فرمایا:" میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ خدیجہ بنت خویلد میری نانی تھیں جو اس امت کی تمام عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لائیں؟" سب نے کہا"ہاں"۔ فرمایا:" میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ حمزہ سیدالشہداء میرے پدر بزرگوار کے چچا تھے؟" سب نے کہا۔ "ہاں" فرمایا:" میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جعفرؑ جو جنت میں پرواز کرتے ہیں' میرے چچا تھے؟"سب نے کہا"ہاں"۔ فرمایا:"میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ یہ تلوار جو میں لٹکائے ہوئے ہوں رسولؐ اللہ کی ہے؟" سب نے کہا "ہاں"فرمایا:"میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ یہ عمامہ جو میں پہنے ہوئے ہوں رسولؐ اللہ کا عمامہ ہے؟ سب نے کہا" ہاں"۔ فرمایا:" میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ حضرت علیؑ اسلام کے اعتبار سے تمام لوگوں میں سب سے اول سب سے بڑے عالم

Marfat.com

سب سے بڑے حلیم اور ہر مومن و مومنہ کے ولی تھے؟"۔ سب نے کہا"ہاں"۔ فرمایا:" پھر کیوں میرا خون بہانے کو تیار ہو حالانکہ میرے ہی پدر بزرگوار لوگوں کو حوض کوثر سے ہنکانے والے ہیں جیسے پانی سے لوٹتے ہوئے اونٹ ہنکائے جاتے ہیں۔ اور روز قیامت لواء حمد میرے ہی پدر بزرگوار کے ہاتھ میں ہوگا۔" لشکر یزید نے جواب دیا ہم سب کچھ جانتے ہیں مگر ہم آپ کو ہرگز نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ آپ پیاسے رہ کر موت کا ذائقہ چکھیں"(۱)

جنگ کی ابتداء کے وقت خدا سے دعا: امام حسینؑ نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھوں کو بلند کیا اور فرمایا: خدایا! ہر رنج میں تو ہی میرا بھروسہ اور ہر مصیبت میں تو ہی میری امید ہے۔ ہر مصیبت جو مجھ پر نازل ہوئی' تو ہی میرا آسرا اور (اس مصیبت سے بچنے کا ذریعہ رہا)۔ کتنی ایسی مصیبتیں آئیں جن میں دل کمزور ہوگئے جبکہ حیلہ و تدبیر کے راستے بند ہوگئے' دوستوں نے ساتھ چھوڑ دیا اور دشمنوں نے خوشیاں منائیں' لیکن میں نے صرف تیری ہی طرف رجوع کیا' تجھ ہی سے فریاد کی اور تیرے سوا سب سے بے نیاز ہو کر صرف تجھ ہی سے لو لگائی۔ تو نے ہی ہر مصیبت کو مجھ سے دور کیا' اور ہر رنج و غم سے مجھے باہر نکالا۔ بے شک تو ہی ہر نعمت کا مالک' ہر نیکی والا اور ہر حاجت کا مرکز ہے(۲)

رجز خوانی: کربلا کے میدان میں لشکر یزید کے سامنے آپ نے رجز کے طور پر اشعار پڑھے اور حماسہ سرائی کی۔ ان میں سے درج ذیل اشعار بہت بلیغ ہیں۔ ان میں آپ نے فخر و مباہات کے مقام پر اپنا تعارف کرایا ہے۔ اپنے فضائل و مناقب کو نہایت فصیح انداز میں بیان فرمایا:۔

انا بن علی الطهر من آل هاشم
کفانی بهذا مفخرا عین افخر

Marfat.com

وجدی رسول اللّٰہ اکرم من مشی
و نحن سراج اللّٰہ فی الارض نزھر
و فاطم امی من سلالتہ احمد
وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر
و فینا کتاب اللّٰہ انزل صادقا
و فینا الھدی و الوحی بالخیر یذکر
ونحن امان اللّٰہ للناس کلھم
نسر بھذا فی الانام و نجھر
و نحن ولاۃ الحوض یسقی محبنا
بکاس رسول اللّٰہ من لیس ینکر
اذا ما اتی یوم القیامۃ ضامئا
الی الحوض یسقیہ بکفیہ حیدر
امام مطاع اوجب اللّٰہ حقہ
علی الناس جمعا والذی کان ینظر
و شیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ
و مبغضنا یوم القیامہ یخسر
فطوبی لعبد زارنا بعد موتنا
بجنۃ عدن صفوھا لایکدر(۳)

اب ان اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

میں خاندان ہاشم میں سے طاہر و مطہر علیؑ کا فرزند ہوں۔ میرے لئے یہی فخر کافی ہے جب میں فخر و مباہات کروں اور میرے جد نامدار اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں جو روئے زمین پر سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہیں اور ہم زمین پر

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کے روشن چراغ ہیں۔

اور فاطمہؑ میری مادر گرامی ہیں جو احمد مصطفیؐ کے خاندان سے ہیں (رسولؐ خدا کی دختر ہیں) اور جعفر طیارؓ میرے چچا ہیں جن کو ذوالجناحین (دو پروں والے) کہا جاتا ہے۔

اور ہمارے ہی خاندان پر اللہ کی کتاب صدق و راستی کے ساتھ نازل ہوئی ہے اور ہمارے ہی خاندان میں ہدایت و وحی کو خیر و خوبی کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے۔

اور ہم سب لوگوں کے لئے اللہ کی امان ہیں اور ہم ان کے لئے امان کو اعلانیہ اور در پردہ بروئے کار لاتے ہیں۔

اور ہم ہی حوض کوثر کے والی (اختیار رکھنے والے) ہیں۔ جو ہمارے ساتھ محبت رکھنے والا ہو گا اور ہمارا انکار نہ کرے گا' اس کو ہم پیغمبرؐ خدا کے جام سے پانی پلائیں گے۔

اور جو ہمارا محب قیامت کے روز پیاسا حوض کوثر کی طرف آئے گا' تو اس کو حیدر کرارؑ اپنے ہاتھوں سے پانی پلائیں گے۔

وہ (حضرت علیؑ) ایسے واجب الاطاعت امام ہیں جن کے حق کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں پر واجب قرار دیا ہے۔ اور اس پر بھی جو ان کی جانب نظر کرتا ہے۔

اور لوگوں میں سے ہمارے شیعہ سب سے زیادہ گرامی قدر ہیں اور ہمارا دشمن قیامت کے روز گھاٹے میں رہے گا۔

خوش نصیب ہے وہ انسان جو ہماری وفات کے بعد بہشت بریں اور باغ خلد میں ہماری زیارت سے مشرف ہو۔ یہ ایسا مقام ہے جس کی پاکیزگی اور تر و تازگی مکدر نہیں ہوتی۔

84028

Marfat.com

حواشی

۱۔ سید علی جعفری، مقصد حسین (چاٹگام: مصنف، س۔ن)، ص۔۷۹۔۸۱

۲۔ ایضاً۔ ص۔۸۳

۳۔ ابو القاسم سحاب، زندگانی حضرت خامس آل عبا ابیعبد اللہ الحسین سید الشہداء علیہ آلاف التحیۃ والثنا (طہران: کتابفروشی و چاپخانہ دانش، ۱۳۷۴ قمری)، جلد دوم، ص۔۱۳۹

Marfat.com

شب عاشور اور دعوت فکر و عمل

حضرت امام حسینؑ مع اعزہ و انصار ۲ محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں وارد ہوئے۔ سات محرم کے بعد پانی بند کر دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد آنے والا وقت مصائب و آلام کی سنگینی کو بڑھاتا رہا۔ ہر لمحہ آزمائش و ابتلاء کی شدت میں اضافہ کرتا رہا۔ شب عاشور بھی قیامت خیزی میں کم نہ تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ امامؑ نے اس رات کی مہلت خود طلب کی تھی۔ دشمن نے جب حملہ کی نیت سے آگے بڑھنا شروع کیا' تو آپ نے حضرت عباسؑ سے کہا تھا کہ معلوم کرو کہ ان کے آنے کا سبب کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عباسؑ بیس سواروں کے ساتھ دشمن کے لشکر کی طرف گئے اور ان سے آگے بڑھنے کی وجہ دریافت کی۔ حضرت ابوالفضل العباسؑ نے واپس آکر امامؑ کو بتایا کہ وہ قتال کے ارادے سے آئے ہیں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا "اے برادر! اگر ہو سکے تو لڑائی کل پر موقوف رہے۔ آج کی رات ان کو ہمارے قتال سے باز رکھو تاکہ اس شب ہم اپنے پروردگار کی عبادت کریں' تمام رات نماز' دعا' استغفار اور تلاوت قرآن میں بسر کریں' کیونکہ خدا جانتا ہے کہ میں ہمیشہ تلاوت' استغفار اور دعا و عبادت کا مشتاق رہا ہوں (۱)۔ اس طرح آپ نے اہتمام کے ساتھ اس رات کی مہلت لینے کا انتظام کیا تھا۔

شب عاشور کا خطبہ: اس رات کے واقعات میں وہ خطبہ بہت معروف ہے جو آپؑ نے اپنے اعزہ و اصحاب کے سامنے ارشاد فرمایا تھا۔ اس خطبے نے غور و فکر کے لیے موقع فراہم کیا۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں کو چلے جانے کی اجازت دے کر ان کے جذبات و احساسات کو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ کے لیے ثبت کر

Marfat.com

دیا۔ اس طرح ایسا ریکارڈ فراہم ہو گیا جو بعد میں آنے والوں کے لیے نور ہدایت پھیلاتا رہے گا۔ امامؑ نے اس خطبے میں فرمایا: "میں خدا کی ایسی تعریف کرتا ہوں جو بہترین تعریف ہے اور اس کی حمد کرتا ہوں ہر تکلیف اور آرام میں۔ اے گروہ مومنین! میں نہیں جانتا کہ دنیا میں کسی کے اصحاب تم سے زیادہ شاکر و صابر ہوں گے اور کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ وفادار اور افضل ہوں گے۔ خدا میری طرف سے تم کو جزائے خیر دے۔ میرا خیال ہے کہ اس ظالم لشکر (یزید) کے ساتھ میرا یہ آخری دن ہے۔ میں تم کو (یہاں سے چلے جانے کی) اجازت دیتا ہوں اور اپنی بیعت تمہاری گردنوں سے ہٹائے لیتا ہوں' پردہ شب حائل ہے۔ تم کو چاہیے کہ تم میں کا ایک ایک مرد میرے اہل بیت کے ایک ایک مرد کا ہاتھ پکڑے اور اس صحرا میں دائیں بائیں منتشر ہو جائے۔ امید ہے خدا ہم سے اور تم سے مصیبتوں کو دور کر دے۔ یہ لشکر (یزید) صرف مجھے چاہتا ہے ان کو تم سے کوئی تعلق نہیں۔" (۲)

سید ریاض علی ریاض نے "شہید اعظم" میں شہید اسلام" کے فاضل مؤلف کے حوالے سے لکھا ہے: "حسینؑ نے خطبہ کے بعد شمع گل کر دی کہ جانے والے کو حجاب نہ رہے۔"

بجھا تو دیں شب عاشور مشعلیں لیکن
چراغ ذہن کی لو تیز کر گئے شبیرؑ
(ظفر شارب)

اعزہ و اقربا کا ردعمل: اس تقریر کو سن کر حضرت ابوالفضل العباسؑ کھڑے ہوئے اور کہا: "کس لیے ہم ایسا کریں؟ کیا اس لیے کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں؟ ہرگز نہیں' خدا ہم کو یہ روز بد نصیب نہ کرے۔" (۳) دوسرے تمام اعزہ نے بھی حضرت عباسؑ کی تائید کی۔ اس کے بعد امام حسینؑ نے فرمایا: "

Marfat.com

اے اولاد عقیل! تمہارے لیے تو مسلم کی شہادت کافی ہے۔ تم لوگ جاؤ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دی"۔ بنی عقیل (اولاد عقیل) بولے: "آپ سے علیحدہ ہو کر ہم لوگوں سے کیا کہیں گے؟ کیا یہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے شیخ' اپنے سردار اور نواسہ رسولؐ کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینکا اور نہ ان کے ساتھ نیزہ چلایا اور نہ ان کے ساتھ تلوار چلائی۔ بخدا ہم آپ سے کبھی الگ نہ ہوں گے بلکہ ہم اپنے کو' اپنے مال کو اور اپنے اہل کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے۔ آپ کے بعد ہم زندہ رہنا نہیں چاہتے" (۴)

اصحاب حسینؑ کی تقریریں: آپ کے خطبے کے جواب میں اصحاب نے بھی تقریریں کیں۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا' جوش جہاد اور شوق شہادت کو نہایت بہادری کے ساتھ بیان کیا۔ پہلے حضرت مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: "کیا ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں حالانکہ دشمنوں نے آپ کو گھیر رکھا ہے۔ خدا کی قسم' ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے تیز نیزوں کے نوک نہ چبھو لیں گے اور جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے' ان کو اس کی ضربیں لگاؤں گا اور اگر میرے پاس لڑائی کے لیے ہتھیار نہ ہوں گے' تو میں پتھروں سے ان کو ماروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو آپ پر نثار کر دوں" (۵)

اس کے بعد سعید ابن عبداللہ حنفی نے کہا "بخدا! ہم آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ جب تک کہ خدا کی بارگاہ میں یہ ثابت نہ کر لیں کہ ہم نے رسالت مآبؐ کے غائبانہ حق کو آپ کے بارے میں ادا کر دیا۔ بخدا اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ میں قتل ہوں گا' پھر زندہ کیا جاؤں گا' پھر جیتے جی جلا دیا جاؤں گا' پھر میری خاک ہوا میں منتشر کی جائے گی اور ایسا ہی میرے ساتھ ستر مرتبہ ہو گا تب

Marfat.com

بھی میں آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا جب تک کہ آخری مرتبہ بھی آپ کے قدموں میں موت نہ آجائے۔ چہ جائیکہ یہ تو ایک مرتبہ کا قتل ہونا ہے اور اس کے بعد وہ دائمی عزت ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں" (۶)

ان کے بعد زھیر بن قین کھڑے ہو کر کہنے لگے "اے فرزند رسولؐ! بخدا میری خواہش ہے کہ میں ہزار بار مارا جاؤں اور زندہ کیا جاؤں مگر خدائے توانا آپ کو اور آپ کے ان نوجوان بھائیوں اور فرزندوں اور اہل بیتؑ کو قتل و غارت سے بچائے" (۷)

یہ تین اقتباسات جہاد کے اس جذبے کی نمائندگی کرتے ہیں جو امامؑ کی رفاقت نے ان میں پیدا کر دیا تھا۔ ان کے خیالات و افکار کے دھارے بدل گئے تھے۔ ناصر کاظمی نے انہی جذبات کی عکاسی ان اشعار میں کی ہے۔

دیا بجھا کے یہ کہتے تھے ساتھیوں سے حسینؑ
جو چاہو ڈھونڈ لو رستا اماں کے لیے
کہا یہ سن کے رفیقوں نے یک زباں ہو کر
یہ جاں تو وقف ہے مولائے انس و جاں کے لیے
ہمیں تو منزل آخر ہے آستان حسینؑ
یہ سر جھکے گا نہ اب اور آستاں کے لیے (۸)

جوش ملیح آبادی نے انہی جذبات کو ذیل کے مسدس میں منظوم کیا ہے:

اور سنتے ہی یہ بات بصد کرب و اضطراب
شبیرؑ کو دیا تھا انصار نے جواب
دیکھیں جو ہم یہ خواب بھی اے ابن بوترابؑ
واللہ فرط شرم سے ہو جائیں آب آب
قربان نہ ہو جو آپ سے والا صفات پر

Marfat.com

لعنت اس امن و عیش پر تف اس حیات پر(۹)

مہلت طلب کرنے میں مصلحت: جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ امام حسینؑ نے شب عاشور کی مہلت خود طلب کی تھی۔ اس میں جو اسرار و رموز پنہاں تھے' ان کا تعلق فکر و عمل کے ساتھ تھا۔ ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

۱۔ آپؑ نے اور آپ کے اصحاب نے تمام شب اس عالم میں گزاری کہ وہ مسلسل نماز اور دعا اور دعا و استغفار اور بارگاہ الٰہی میں تضرع و زاری میں مصروف رہے۔

۲۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو موقع فراہم کیا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو چلے جائیں۔ اس طرح امامؑ نے اپنے اعزہ و انصار کو اپنی اپنی طبیعتوں کو تول لینے کا موقع دیا۔

۳۔ تیسری مصلحت یہ ہو سکتی تھی کہ آپؑ دشمن کو موقع دینا چاہتے تھے کہ وہ اپنے کردار کا جائزہ لے اور جس میں صلاحیت موجود ہو کہ وہ باطل کو چھوڑ کر حق کا ساتھ دے' تو وہ غور و فکر کے بعد ایسا کر لے۔ چنانچہ حربن یزید ریاحی مخالف فوج سے الگ ہو کر آپؑ کے ساتھ آملا۔ اسی طرح چند اور سپاہی بھی آپ کے ساتھ آملے۔

۴۔ ان کے علاوہ امام علیہ السلام نے حفاظتی تدابیر بھی اختیار کرنے کے لیے فرمایا۔ چنانچہ آپؑ نے حکم دیا کہ خیموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں اور ہر خیمہ کی طناب دوسرے خیمہ کے ساتھ باندھ دی جائے۔

۵۔ اس کے علاوہ پشت کی جانب ایک خندق کھدوا دی گئی اور اس میں لکڑیاں جمع کروا دیں تاکہ جب ان کو آگ لگا دی جائے تو اس طرف سے حملے کا خطرہ نہ رہے۔ چنانچہ عاشور کی صبح کو خندق میں

Marfat.com

آگ روشن کردی گئی(۱۰)

اس طرح اس رات کے واقعات پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آ جاتی ہے کہ نواسہ رسولؐ نے اس رات حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سلسلے میں نہایت اہم امور کو سرانجام دیا۔ جی بھر کر اللہ کی عبادت کی' ساتھیوں کو جانے کی اجازت دے کر ثابت کر دیا کہ آپؑ کی تحریک کا انداز ندرت کا حامل تھا یعنی وہ طاقت کا مقابلہ مادی طاقت سے نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ حقانیت و صداقت کی ناقابل تسخیر قوت سے کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے بے بسی اور بے کسی کے ساتھ اپنے آپ کو دشمن کے حوالے نہیں کیا بلکہ امکانی حد تک لڑائی کے لیے تدابیر اختیار کیں۔ اس طرح شب عاشور نے حیات کو ایک نیا رخ دیا۔ جوش نے اسی طرح اشارہ کیا ہے۔

ہاں ہاں وہ رات' دشت بیم و رجا کی رات
افسون جاں کنی و طلسم قضا کی رات
لب تشنگان ذریت مصطفیٰؐ کی رات
جو حشر سے عظیم تھی وہ کربلا کی رات
شبیرؑ نے حیات کا عنواں بنا دیا
اس رات کو بھی مہر درخشاں بنا دیا (۱۱)

حواشی

۱۔ محمد باقر المجلسیؒ' بحارالانوار (اردو)' ترجمہ از سید طیب آغا الموسوی' حصہ اول (لاہور: ادارہ علوم آل محمد' ۱۹۶۲ء)' ص ۔۲۰۶-۲۰۷

۲۔ سید علی جعفری' مقصد حسین (چاٹگام: مصنف' س-ن-)' ص-۵۹

Marfat.com

۳۔ علی نقی النقوی ' شہید انسانیت (لاہور: امامیہ مشن ٹرسٹ ' س۔ن) 'ص ۳۱۶

۴۔ ریاض علی ریاض' شہید اعظم (حصہ دوم' کراچی: مکتبہ العلوم ٹرسٹ لائبریری' س۔ن)'ص۱۳۱۔۱۳۲ السید ابن طاؤس' اللھوف فی قتلی الطفوف (النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریہ ' س۔ن)ص۔۳۹

۵۔ ریاض علی ریاض' محولہ بالا' ص۔ ۱۳۲ السید محسن الامین الحسینی العاملی' لواعج الاشجان فی مقتل ابی عبداللہ الحسین (النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریہ '۱۹۶۴ء)'ص۔۱۰۶

۶۔ علی نقی النقوی' محولہ بالا' ص۔۳۱۷

۷۔ ریاض علی ریاض ' محولہ بالا'ص۔۱۳۳

۸۔ ناصر کاظمی ' نشان خواب (لاہور: مکتبہ خیال' ۱۹۸۵ء) ص۔ ۴۹

۹۔ جوش ملیح آباد ' جوش ملیح آبادی کے مرثیے ' مرتبہ ضمیر اختر نقوی (کراچی: محفوظ بک ایجنسی' ۱۹۸۱ء)'ص۔۷۲

۱۰۔ علی نقی النقوی ' محولہ بالا ' ص۔ ۳۱۵'۳۱۸۔۳۱۹

۱۱۔ جوش ملیح آبادی ' محولہ بالا 'ص۔۷۲

Marfat.com

شہدائے کربلا اور حیات اخروی

زندگی اور موت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ انسان اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے' ایک معین مدت تک اس میں رہتا ہے۔ اس کے بعد دوسری دنیا کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کو ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر زندہ اسی راہ سے گزرے گا۔ یہی قانون قدرت ہے۔ ہر ذی نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس حقیقت کو تکرار کے ساتھ قرآن مجید میں تین مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ پہلی بار سورۃ آل عمران میں ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

کل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیٰوة الدنیا الا متاع الغرور(۱)

"ہر جان (ایک نہ ایک دن) موت کا مزہ چکھے گی اور تم لوگ قیامت کے دن (اپنے کیے کا) پورا پورا بدلہ بھرپاؤ گے۔ پس جو شخص جہنم سے ہٹا دیا گیا اور بہشت میں پہنچایا گیا' بس وہی کامیاب ہوا اور دنیا کی (چند روزہ) زندگی دھوکہ کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔"

دوسری بار سورۃ انبیاء میں اسی حقیقت کو بیان کیا گیا۔ الفاظ یہ ہیں۔

کل نفس ذائقة الموت ونبلوکم بالشر والخیر فتنة والینا ترجعون(۲)

"ہر شخص ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں مصیبت و راحت میں امتحان کی غرض سے آزماتے ہیں اور آخر کار ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

تیسری بار سورۃ عنکبوت میں اسی امر کا ذکر ملتا ہے۔ ارشاد رب العزت

Marfat.com

ہے۔

کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون (۳)

"ہر شخص ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ پھر تم سب آخر ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

ان آیات میں دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کو واضح کیا گیا ہے۔ یہ دنیا فنا ہونے والی ہے۔ ہر زندہ کو یہاں سے جانا ہے۔

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمدؐ مرسل نہ رہے کون رہے گا؟

اس کے ساتھ ساتھ اس دنیا کو آخرت کی کھیتی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انسان جو اعمال یہاں بجالاتا ہے' ان کے لیے جوابدہ ہے۔ اگر نیک کام کرے گا تو ان کا اچھابدلہ پائے گا۔ اور اگر برے کام کرے گا' تو اس پر سزا کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره (۴)

یعنی جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس شخص نے ذرہ برابر بدی کی ہے تو اسے دیکھ لے گا۔"

سورہ آل عمران کی محولہ بالا آیت ۱۸۵ میں بھی فوز و فلاح کا معیار یہ بتایا ہے کہ جو دوزخ کی آگ سے بچ گیا اور جنت میں داخل کیا گیا' وہی کامیاب ہوا۔ یہی پیمانہ ہے جس کے ساتھ انسانی اعمال کی کامیابی اور ناکامی کو ناپا جا سکتا ہے۔ تصور "معاد" اس دنیوی زندگی میں ذمہ داری اور نفس کی پاکیزگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اسی لیے اس کو "اصول دین" میں شامل کیا گیا ہے۔

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ زندگی امتحان و آزمائش کا دور ہے۔ اس میں مصیبت اور راحت دونوں میں آزمایا جاتا ہے۔ موت اور

Marfat.com

حیات کی تخلیق بھی دراصل آزمائش کے لیے کی گئی ہے۔

مذکورہ آیات سے یہ حقیقت بھی واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ دنیا کی حیات گزار کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ قرآن حکیم نے حیات اخروی کے منکرین کی سختی سے تردید کی۔ چنانچہ سورۃ یٰسین کی آیات ۷۷ تا ۷۹ میں منکرین معاد کو جواب دیا گیا ہے۔ حافظ فرمان علی مرحوم ان کے شان نزول کے بارے میں لکھتے ہیں:

ابی ابن خلف ایک بوسیدہ ہڈی ہاتھ میں لیے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت قریش کے بڑے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ غرض اس نے ہڈی کو ہاتھ سے چور چور کر کے ہوا میں اڑایا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ بھلا وہ کون ہے جو ان ریزوں کو جمع کر کے دوبارہ زندہ کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ خدا جمع کرے گا اور زندہ کر کے اس کو اور تجھ کو واصل جہنم کرے گا۔ (۵) اسی پر مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ ان کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"کیا آدمی نے اس پر بھی غور نہیں کیا کہ ہم ہی نے اس کو ایک نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ یکایک ہمارا ہی کھلم کھلا مقابل (بنا) ہے اور ہماری نسبت باتیں بنانے لگا ہے۔ اپنی خلقت (کی حالت) بھول گیا اور کہنے لگا کہ بھلا جب یہ ہڈیاں (سڑ گل کر) خاک ہو جائیں گی تو (پھر) کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ اس کو وہی زندہ کر سکتا ہے جس نے ان کو (جب یہ کچھ نہ تھے) پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا۔ وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے" (۶)

اخروی حیات کے بارے میں یہ قرآنی تعلیمات ہیں جو سرکار رسالتمآبؐ

Marfat.com

کے وسیلے سے مسلمانوں تک پہنچیں۔ ان تعلیمات کے عملی مظاہرے کربلا والوں کے اقوال اور اعمال و افعال میں نظر آتے ہیں۔ امام حسینؑ کے خطبات کا مطالعہ کرنے سے یہ فلسفہ معاد واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے مختلف مواقع پر جو خطبات دیے یا مکالمات کیے' ان سے دنیا کی بے ثباتی' ناپائیداری اور آخرت کی ابدی زندگی کا تصور ابھر کر سامنے آتا ہے۔ کربلا کی تحریک اور اس کے قائد کی کامیابی اس امر سے نمایاں ہوتی ہے کہ انہوں نے اپنے اعزہ اور رفقاء کے مزاج میں ایسا عظیم انقلاب برپا کر دیا جو قائد کے خیالات کے ساتھ کامل ہم آہنگی رکھنے کا باعث بنا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ حسینیؑ قافلے کا ہر مجاہد اخروی حیات کے مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور ان تک پہنچنے کے لیے بے چین ہے۔ حضرت نجم آفندی مرحوم نے اس سرفروشی اور جان نثاری کے جذبے کو شب عاشور کے حوالے سے اس طرح بیان کیا ہے۔

اللہ اللہ چاہتے ہیں تجھ کو انصار حسینؑ
زندگی نے موت کو پوچھا شب عاشور کو
سرفروشان وفا کی تھیں نگاہیں دیدنی
اٹھ گیا تھا کون سا پردہ شب عاشور کو
ایسے بے پروا کہ جیسے سر ہی شانوں پر نہیں
جنگ پر جب فیصلہ ٹھہرا شب عاشور کو

کربلا میں اعزہ اور انصار حسینؑ اسلامی تعلیمات کے اس پہلو کے بارے میں گہرے نقوش چھوڑ گئے جو بعد میں آنے والوں کے لیے ہدایت و رہنمائی کا سامان فراہم کرتے رہیں گے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں شہید ہو کر ثابت کر دیا کہ اس دنیا کی حیثیت ایک پل کی سی ہے جس پر سے انسانی قافلے گزر کر اپنی منزل کی طرف جاتے ہیں۔

Marfat.com

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

امامؑ کی نظر میں دنیا و آخرت: امام حسینؑ علیہ السلام نے اپنے لشکر اور اپنے اہل بیت کے سامنے ایک خطبہ دیا' اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"یقین کر لو کہ خداوند کریم اپنے بندوں کو بلند مراتب اسی وقت عنایت فرماتا ہے جب وہ مصیبتوں کو برداشت کریں اور صبر کریں۔ خدا نے دنیا میں مصائب کے برداشت کرنے پر جو مدارج اور مراتب میرے بزرگوں کے لیے جو گزر چکے ہیں اور میں جس کی آخری فرد ہوں مخصوص کر رکھا ہے' خدا کے ان عطا کردہ مدارج میں تمہارا بھی حصہ ہے۔ یہ بھی جان لو کہ ہر شیریں اور تلخ چیز خواب ہی خواب ہے۔ اس خواب سے بیداری آخرت میں ہوگی۔ جو آخرت میں کامیاب ہوا وہی کامیاب ہے۔ اور جو آخرت میں بدبخت رہا وہی بدبخت ہے" (۹)

آپ نے روز عاشور اصحاب اور اہل بیت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اے شریفوں اور غیرت داروں کی اولاد! صبر کرو۔ موت ایک پل ہے جس پر سے تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلتے ہوئے گزر کر تم وسیع جنتوں اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں تک پہنچ جاؤ گے۔ تم میں کون ہے جو ایک قید خانہ سے ایک قصر کی طرف جانا پسند نہ کرے۔ تمہارے دشمنوں کی مثال اس شخص کی ہے جو قصر سے قید خانہ اور عذاب کی طرف جائے۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ اور موت مومن کے لیے جنت میں جانے کا اور کافر

Marfat.com

کے لیے جہنم میں جانے کا پل ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے (۱۰)

"بحار الانوار" کے حوالے سے آپ کے خطاب کا ایک اور اقتباس فلسفہ موت پر روشنی ڈالتا ہے اور اس کو بھی "مقصد حسینؑ" تالیف سید علی جعفری سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

معاملات نے میرے ساتھ جو صورت اختیار کر لی ہے، اسے تم دیکھ رہے ہو۔ دنیا نے اپنا رنگ بدل دیا اور ناموافق ہو گئی۔ اس کی بھلائیوں نے منہ پھیر لیا اور نیکیاں ختم ہو گئیں۔ اب اس دنیا سے اتنا ہی بچا جتنا برتن میں تلچھٹ اور (اس دنیا میں) زندگی اتنی ہی ذلیل و حقیر ہو گئی جیسے نہ ہضم ہونے والا چارہ۔ کیا تم حق کو نہیں دیکھتے کہ اس پر عمل نہیں کیا جاتا اور باطل کو نہیں دیکھتے کہ اس سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اب مومن کو چاہیے کہ خدا سے ملاقات کی خواہش کرے۔ مین تو ایسی موت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ان ظالموں کے ساتھ زندہ رہنا عذاب خیال کرتا ہوں (۱۱)

امام حسینؑ علیہ السلام نے موت کے بارے میں فرمایا "الموت اولی من رکوب العار" یعنی "عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے" (۱۲)۔ جوش ملیح آبادی نے اسی پس منظر کا اظہار اپنے ایک مرثیے کے اس بند میں کیا ہے۔

اے محمدؐ موت وہ تیرے نواسے کو ملی
آج تک جس سے درخشاں ہے ضمیر آدمی
اللہ اللہ روشنی تیرے چراغ ذہن کی
کربلا کی دھوپ پر چھٹکی ہے اب تک چاندنی
یہ اَنی پر سر نہیں تیرے اَنا کا تاج ہے
کربلا تیرے نظام فکر کی معراج ہے (۱۳)

Marfat.com

حضرت علی اکبرؑ سے مکالمہ: جب آپ منزل ثعلبیہ پہنچے تو وہاں امام عالی مقام علیہ السلام نے ایک غیبی ہاتف کی آواز کا واقعہ بیان کیا۔ اس کو علامہ مجلسی نے "بحارالانور" اور ابن طاؤس نے "لحوف" میں درج کیا ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد اس ایمان و ایقان کا اندازہ ہو سکتا ہے جو راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے دلوں میں موجود تھا۔

جب آپ (امام حسینؑ) منزل ثعلبیہ میں پہنچے تو یہاں حضرت پر دفعتہً غنودگی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو ارشاد فرمایا۔

میں نے غنودگی کے عالم میں ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا "اے راہ خدا کے مسافر! تمہاری تیز رفتاری کا اصلی راز جنت کی کشش ہے"۔ یہ سننا تھا کہ علی اکبرؑ بڑھ کر آداب بجالائے اور دست بستہ عرض کی "بابا! کیا ہم حق پر نہیں ہیں"؟ فرمایا: بیٹا! کیوں نہیں اس خدا کی قسم جو سب کا مرجع ہے ہم یقیناً حق پر ہیں۔ اس پر جناب علی اکبرؑ نے کہا تو پھر ہمیں موت سے ڈر کیا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا "بیٹا! یہ تمہاری سعادت ہے۔ خداوند عالم تم کو ہر سعادت مند بیٹے سے بڑھ کر باپ کی اطاعت کا صلہ دے" (۱۴)

حر بن یزید ریاحی کا ذہنی انقلاب: حر کا ذہنی انقلاب' جو سبق آموز اور حیرت انگیز ہے' کو بھی اسی پس منظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دنیا کی ظاہری کامیابی اور آخرت کی ابدی فوز و فلاح میں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ دنیا کی ظاہری کامیابی اور آخرت کی ابدی فوز و فلاح میں سے ایک کا انتخاب اس کے پیش نظر تھا۔ آخر کار وہ درست فیصلہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ شب عاشور کے واقعات میں لکھا ہے۔

شب عاشور خیام حسینی میں تسبیح و تقدیس اور تلاوت کلام پاک کی

Marfat.com

صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس رات کی بھیانک تاریکی کربلا کے لق و دق صحرا پر چھائی ہوئی ہے۔ سارا جنگل سائیں سائیں کر رہا ہے۔ لشکر یزید سیر و سیراب نہایت اطمینان سے زمین پر پڑا خراٹے لے رہا ہے۔ لیکن اسی فوج کا ایک مشہور بہادر اور نبرد آزما حر بن یزید ریاحی اپنے خیمہ میں نہایت بے چین و مضطرب ہے' کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے' کبھی ٹہلتا ہے۔ اس کے سامنے جنت اور جہنم کے مرقعے ہیں۔ لشکر یزید پر نظر ڈالتا ہے تو جہنم کے خوف سے اس کا جسم لرز اٹھتا ہے اور خیامہائے حسینی کی طرف دیکھتا ہے تو جنت کا یقین اس کے قلب میں جوش و ولولہ پیدا کرتا ہے۔ سخت حیران و پریشان ہے۔ جنت و جہنم کے دوراہے پر کھڑا ہے---- حر ساری رات غور و فکر کرتا رہا۔ آخر صبح عاشورہ اس نے طے کر لیا کہ وہ جنت کے بدلے جہنم کبھی نہیں خرید سکتا۔ آخر وہ بارگاہ امامؑ میں حاضر ہوا اور اپنے گناہ کی معافی چاہنے لگا۔ کریم ابن کریم نے مسکرا کر پوچھا: "تیری ماں نے تیرا کیا نام رکھا ہے"؟ عرض کیا "حر" فرمایا: انت حر فی الدنیا والاخرۃ۔ یعنی جا "تو دنیا اور آخرت دونوں میں آزاد ہے۔ جنت تیری منتظر ہے" (۱۵)

بریر بن خضیر ہمدانی کا شوق شہادت: حضرت بریر حافظ قرآن تھے۔ مسجد کوفہ میں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ لوگ ان کو سید القراء (حافظ قرآن کا سردار) کہتے تھے۔ صبح عاشور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عبد رب سے مذاق کیا' تو انہوں نے کہا: یہ مذاق کا وقت نہیں ہے' تو بریر نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میرے قوم و قبیلہ والے جانتے ہیں کہ مجھے جوانی سے لے کر اس عمر تک کبھی مذاق سے دلچسپی نہیں رہی مگر اس وقت تو اپنے مستقبل کے تصور سے میری خوشی کی انتہا نہیں کہ ادھر میدان جنگ میں تلوار چلی اور بس نتیجہ میں ہمارے

Marfat.com

لیے آخرت کی زندگی اور سعادت نصیب ہوئی۔ (۱۶) جناب بریر جیسے سنجیدہ' سن رسیدہ' عبادت گزار' حافظ قرآن کا دسویں محرم کے دن اس طرح طمانیت کے ساتھ گفتگو کرنا ظاہر کرتا ہے کہ گویا وہ اخروی حیات کے مناظر کو بالکل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور شوق شہادت میں خوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

جون (غلام ابوذر غفاریؓ) کی شہادت کے لیے بے چینی:

جناب جون حضرت ابوذر غفاریؓ کے غلام تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آ گئے۔ آپ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس رہے۔ علامہ علی نقی مرحوم اعلی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب "شہدائے کربلا" کی دوسری جلد میں ان کے حالات تفصیل سے لکھے۔ ان کی شہادت کے حالات اسی کتاب سے ماخوذ ہیں۔

روز عاشور جب میدان کارزار گرم ہوا' تو جون نے جہاد کی اجازت طلب کی۔ امام نے فرمایا:۔

"میں تمہیں خصوصیت سے اجازت دیتا ہوں کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جاؤ' اس لیے کہ تم ہمارے ساتھ راحت کے لیے آئے تھے۔ اب ہماری وجہ سے کوئی ضرورت نہیں کہ مصیبت میں مبتلا ہو۔"

جون نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ راحت کے زمانہ میں تو آپ کے یہاں پیالے چاٹوں اور سختی میں آپ کا ساتھ چھوڑوں ۔ خدا کی قسم' میرے جسم سے بو آتی ہے اور میرا حسب و نسب پست ہے اور میرا رنگ سیاہ ہے۔ آپ اپنے صدقہ میں مجھے جنت کا مستحق بنا دیجئے کہ میری بو خوشبو سے بدل جائے اور میرا حسب شریف ہو جائے اور میرا رنگ سفید ہو جائے۔ بخدا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک کہ یہ سیاہ خون آپ لوگوں کے سفید خون میں نہ مل

Marfat.com

جائے"... آپؑ نے جہاد کی اجازت دے دی۔ جناب جون نے داد شجاعت دی اور شہید ہوئے۔ جون کی لاش پر امام عالی مقام علیہ السلام تشریف لائے اور دعا کی: "پروردگار! اس کے چہرہ کو روشن کر دے اور اس کی بدبو کو خوشبو میں بدل دے اور اسے اچھے آدمیوں کے ساتھ محشور فرما اور اس میں اور محمدؐ و آل محمدؐ کے درمیان شناسائی قرار دے۔" شیخ صدوقؒ نے خصائل میں امام محمد باقرؑ کی زبانی امام زین العابدینؑ کی حدیث درج کی ہے کہ جب بنی اسد شہداء کو دفن کرنے قتل گاہ میں آئے تو جون کے جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی (۱۶)

غلام ترکی کی شہادت: غلام ترکی کے متعلق تفصیلات کتب تاریخ و مقاتل میں موجود ہیں۔ امام حسینؑ نے ان کو اپنے فرزند امام زین العابدینؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔ سید الساجدینؑ سے اذن جہاد لے کر میدان جہاد میں آئے اور شجاعت کے جوہر دکھا کر زخمی ہو کر گرے۔ امام حسینؑ نے غلام ترکی کی اتنی قدر افزائی فرمائی کہ ان کے سرہانے آئے اور ان کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اپنا رخسارہ غلام ترکی کے رخسارہ پر رکھا۔ غلام نے آنکھ کھولی اور امامؑ کی اس عزت افزائی کا مشاہدہ کیا تو لبوں پر مسکراہٹ آئی اور روح جسم سے مفارقت کر گئی (۱۷)

نشان مرگ مومن با تو گویم
چون مرگ آید تبسم برلب اوست

حواشی

۱۔ آل عمران: ۱۸۵

Marfat.com

۲۔ انبیاء: ۳۵

۳۔ عنکبوت: ۵۷

۴۔ الزلزال: ۷، ۸

۵۔ القرآن الحکیم، مترجمہ سید فرمان علی (لاہور: شیخ محمد حسینؒ اینڈ سنز، س۔ ن) ص۔ ۷۱۰

۶۔ یٰسین: ۷۷۔ ۷۹ (اردو ترجمہ سید فرمان علی مرحوم)۔

۷۔ مجلہ بیاد شاعر اہل بیت حضرت علامہ نجم آفندی (کراچی: بزم نجم آفندی، ۱۹۷۷ء)، ص۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳

۸۔ علامہ محمد اقبال، بانگ درا (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء) ص۔ ۲۳۳

۹۔ سید علی جعفری، مقصد حسینؑ (چاٹگام: مصنف، س۔ ن)، ص۔ ۵۱

۱۰۔ ایضاً، ص۔ ۶۹

۱۱۔ ایضاً، ص۔ ۴۵

۱۲۔ ایضاً۔ ص، ۱۰

۱۳۔ جوش ملیح آبادی، جوش ملیح آبادی کے مرثیے، مرتبہ ضمیر اختر نقوی (کراچی: محفوظ بک ایجنسی، ۱۹۸۱ء) ص۔ ۱۸۳

۱۴۔ السید ابن طاؤس، تاریخ حسینی، مترجم ڈاکٹر آغا مہدی حسین (لاہور: افتخار بکڈپو س۔ ن) ص۔ ۴۱۔ ۴۲ (اللھوف فی قتلی الطفوف کا اردو ترجمہ ہے)

۱۵۔ سید علی الجعفری، رسولؐ و اہلبیت رسولؐ، پہلا حصہ (کراچی: خراسان اسلامک سنٹر ۶۵۔ ۱۹۶۴ء)، ص۔ ۱۷۱

۱۶۔ السید علی نقوی، شہدائے کربلا، حصہ دوم (لکھنؤ: سرفراز قومی پریس، س۔ ن) ص۔ ۱۱۷۔ ۱۲۱

۱۷۔ ایضاً ص ۱۲۱۔ ۱۲۶ (تفصیل کے لیے ان صفحات کو دیکھئے)

Marfat.com

امام حسینؑ کی خبر شہادت کا نظام ابلاغ

سید الشہداء حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے اپنے اعزہ و اقرباء اور اصحاب کے ساتھ راہ خدا میں جان دے کر ایسی عظیم الشان قربانی پیش کی جس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ آپ کی شہادت کو اعلانیہ شہادت سے پکارا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسوہ حسینیؑ میں ایسی بصیرت تھی اور اقدام حسینیؑ نے وہ راستہ اختیار کیا جس پر چلنے والے شہدائے کربلا کے کارناموں پر کوئی پردہ نہ ڈالا جا سکا۔ ظلم و جور اپنی تمام قوت کے باوجود خبر شہادت پر شکوک و شبہات کے پردے نہ ڈال سکا۔ تاریخ نے واضح انداز میں دنیا والوں کو بتا دیا کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون، حق پر کون ہے اور باطل پر کون ہے، محسن اسلام کون ہے اور دشمن اسلام کون۔ شجر اسلام کی آبیاری اپنے خون سے کون کرنیوالا ہے اور اس کو قطع کرنے کا کون ارادہ رکھتا ہے۔

اگر خبر شہادت کے مؤثر ابلاغ (Communication) پر غور سے نظر ڈالیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے لیے نہایت اہتمام کے ساتھ انتظام کیا گیا ہے۔ ابلاغ کی اثر آفرینی کے لئے جن حالات و شرائط کی ضرورت ہوا کرتی ہے، اس نظام میں وہ سب بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اگر ابلاغ کے جدید نظریات کو سامنے رکھیں، اور پھر "خبر شہادت" کے نظام ابلاغ کو دیکھیں تو ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں مؤثر ابلاغ کے لئے جن ضروری عناصر کی ضرورت ہوتی ہے، وہ سب اس میں پائے جاتے ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ خود خلاق عالم نے اس خبر کو پہنچانے کا انتظام کیا۔ رسولؐ خدا نے مستقبل میں پیش آنے والے اس واقعہ کی خبر کو بار بار بتایا تاکہ اس کا ابلاغ عام ہو جائے۔

Marfat.com

خداوند عالم کی جانب سے جبریلؑ خبر لے کر آتے ہیں' رسالتمآبؐ اس کو سنتے ہیں' پھر لوگوں کو بتاتے ہیں۔ جو رسولؐ وحی الٰہی کے بغیر کلام نہیں کرتے' وہ جب "خبر شہادت" کا اعلان کرتے ہیں' تو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس اعلان میں خداوندی اہتمام شامل ہے۔ علی مرتضیٰؑ نے اس خبر کی پیش گوئی کی۔ خود امام حسینؑ نے اپنے اقدام کے دوران ایسا طرز عمل اختیار کیا جس کی وجہ سے عالم اسلام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں کہ نواسہ رسولؐ نے حج سے دو روز پہلے مکہ سے کوچ کیوں کیا؟ لوگ تو قافلوں کی صورت میں مکے کی جانب حج کے لئے آ رہے ہیں' لیکن فرزند رسولؐ یہاں سے کیوں جا رہے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو یقیناً" ان لوگوں کے ذہنوں میں پیدا ہوئے ہوں گے جو عالم مسافرت میں آپ کے چھوٹے سے قافلے سے ملتے ہوں گے اور آپ کی روانگی کا سبب معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہونگے۔ علامہ علی نقی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس زمانے میں جب مراسلت و مخابرت کے طریقے محدود تھے اور تار' ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ خبر رسانی کے ذرائع نایاب' اس سے بہتر کوئی صورت واقعات کی اشاعت (ابلاغ) کے لیے نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے کہ بعد اختتام حج جو شخص بھی اپنے شہر میں واپس آتا اس کو تازہ واقعات کے ضمن میں حسینؑ کی نقل و حرکت اور اس کے اسباب و علل کو بیان کرنا ضروری تھا" (۱)

اس طرح کے اور اقدامات جو امامؑ نے اختیار کئے' وہ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ آپ چاہتے تھے کہ میری شہادت پر حکومت وقت کوئی پردہ نہ ڈال سکے۔ اس کے علاوہ قدرت نے بھی اس بات کا انتظام کیا کہ آثار و شواہد فطرت نے برملا اعلان کر دیا کہ حسینؑ کربلا کے میدان میں قتل کر دیئے گئے۔

Marfat.com

آپ کی شہادت کے بعد جو آثار زمین و آسمان میں رونما ہوئے ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ ابن حجر الھیتمی نے اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں کیا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی ان کا ذکر اپنی کتاب "سر الشہادتین" میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

"آسمان سے خون برسا۔ زہری نے کہا کہ مجھے قتل حسینؑ کے دن کی یہ اطلاع پہنچی کہ جو پتھر بھی بیت المقدس کا اٹھایا گیا' اس کے نیچے تازہ سرخ خون نظر آیا۔ ام حبان کا فقرہ بیہقی نقل کرتے ہیں کہ قتل حسینؑ کے دن کے بعد سے تین دن تک ہم تاریکی میں رہے۔ ہم میں سے جس نے بھی زعفران کو چہرہ پر لگایا' اس کا چہرہ جل گیا اور بیت المقدس کا جو پتھر بھی اٹھایا گیا اس کے نیچے تازہ سرخ خون ملا" (۲)

ان آثار کی تفصیل کو کتب مقاتل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ شواہد اس حقیقت کا برملا اظہار و ابلاغ کرنے کے لئے رونما ہوئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ خانوادہ رسولؐ اور ان کے اصحاب پر ظلم و ستم روا رکھنے والوں کے افعال سے اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ظاہر ہوا ہے۔

اگر ہم خبر شہادت کے نظام ابلاغ کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالیں' تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تبدیل ہوتا رہا ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب روضہ حسینؑ کی زیارت سے منع کیا جاتا تھا۔ ذکر حسینؑ میں رکاوٹیں پیدا کی جاتی تھیں۔ واقعات کربلا کے بیان کرنے سے واعظین کو روکا جاتا تھا۔ ان تمام اقدامات کے باوجود اس نظام کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچایا جا سکا جو خبر شہادت کے ابلاغ کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ مصنفین نے اپنی تصنیفات و تالیفات میں اس واقعے کی تفصیلات کو لکھا۔ شعراء نے اپنے اشعار میں واقعات کربلا کو بیان کیا۔ اصناف سخن میں مرثیہ' سلام اور نوحے میں واقعات

Marfat.com

شہادت کو نظم کیا گیا۔ چنانچہ اب صورت حال یہ ہے کہ ادبیات میں عزائی ادب کا بیش قیمت سرمایہ موجود ہے۔ خطباء اپنے خطبوں میں' ذاکرین مجالس میں اور واعظین اپنے مواعظ میں ان حالات و واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو واقعہ کربلا سے متعلق ہیں۔

مراسم عزاداری بھی اس خبر کے ابلاغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ عزاداری امامؑ کا جلوس جس کوچہ و بازار سے گزرتا ہے' وہ لوگوں کو اعلانیہ اور بھرپور انداز سے بتا رہا ہوتا ہے کہ کس کے غم میں مظاہرہ کیا جارہا ہے۔ ماتمی دستے برملا اعلان کرتے ہیں کہ ہم کس مظلوم کی یاد میں اپنا سر و سینہ پیٹ رہے ہیں۔ نوحہ خوانی ظالم کے کردار کو واشگاف الفاظ میں بیان کرتی ہے اور اس میں مظلوم کے فضائل و مناقب کا ذکر بھی ہوتا ہے۔ شبیہہ ذوالجناح کی خالی پشت بتاتی ہے کہ اس کے سوار کو راہ خدا میں ظلم وجور کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ علم اس علمدار کی یاد میں نکالے جاتے ہیں جس نے اللہ کی راہ میں جان قربان کر کے اسلام کا علم بلند کر دیا۔ حاصل کلام یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ تمام مراسم "خبر شہادت" کے ابلاغ میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اس مختصر مضمون میں ابلاغ کے مختلف پہلوؤں پر بحث ممکن نہیں۔ اس کی تنگی داماں کا تقاضا ہے کہ صرف کسی ایک پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے بحث کو محدود رکھا جائے۔ چنانچہ زیر نظر مضمون میں ہم صرف ان احادیث و روایات میں سے چند کا ذکر کریں گے جن سے معلوم ہو گا کہ خود خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ کے واسطے سے "خبر شہادت" کو عام کیا۔ ان کا تعلق آپ کی ولادت سے لے کر شہادت تک کے دور تک ہے۔ ان کو شیعہ و سنی دونوں نے متفقہ طور پر بیان کیا ہے۔

امام حسینؑ کی ولادت اور خبر شہادت: ابلاغ کی اثر آفرینی میں وقت کا

Marfat.com

انتخاب بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ اگر اہم موقع پر کوئی پیغام دیا جائے' تو وہ زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح خبر دینے والا جو اثر پیدا کرنا چاہتا ہے' اس کے حصول کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ بچے کی ولادت کا وقت بہت اہم ہوتا ہے۔ اگر اس موقع کی مناسبت سے کوئی خبر یا پیغام دیا جائے' تو وہ زیادہ مؤثر ثابت ہوگا۔ ام الفضل دختر حرث کی زبانی ہمیں امام حسینؑ کی ولادت باسعادت کی روایت ملتی ہے اور اس روایت کے آخری حصے میں آپ کی شہادت کی خبر ملتی ہے گویا ولادت اور شہادت کا تذکرہ ایک ہی روایت میں ملتا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ اسی کو بیہقی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ "بحار الانوار" میں شیخ مفید علیہ الرحمہ کے حوالے سے اسی روایت کو بیان کرتے ہیں۔ روایت کے الفاظ بحار الانوار سے نقل کئے جاتے ہیں۔

"ام الفضل دختر حرث (حارثؓ) کہتی ہے کہ ایک دن میں جناب رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! کل شب کو میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے۔ حضرت نے ارشاد کیا: بیان کر۔ میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! بہت سخت ہولناک ہے۔ میں عرض نہیں کر سکتی۔ پھر فرمایا: بیان کر' میں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں نے دیکھا ایک ٹکڑا آپ کے جسم مبارک سے جدا ہو کر میرے دامن میں گر پڑا ہے۔ فرمایا: اے ام الفضل! تو نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ تعبیر یہ ہے کہ فاطمہؑ سے ایک فرزند متولد ہوگا۔ اس کو تیری گود میں دیں گے۔ جب امام حسینؑ علیہ السلام متولد ہوئے' جس طرح حضرت نے فرمایا تھا' اسی طرح جناب سیدہؑ نے حسینؑ کو میری گود میں دیا۔ ایک دن اس معصوم کو لئے ہوئے حضرت رسولؐ کی خدمت میں گئی۔ آپ کو آنحضرتؐ کی گود میں رکھ دیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا حضرت رو

Marfat.com

رہے ہیں' میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' آپ کیوں گریہ فرماتے ہیں۔ فرمایا:

"جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت اس فرزند کو شہید کرے گی۔ اور اس کے مدفن کی سرخ خاک مجھ کو دی ہے۔" (۳)

وقت شہادت اور خبر شہادت: کسی شخص کی وفات کا وقت بھی بہت اہم ہوتا ہے۔ اس وقت جو خبر دی جاتی ہے وہ بھی ابلاغ کی اثر آفرینی میں نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ روز عاشور جب امام علیہ السلام میدان کربلا میں شہید ہوئے' تو اس وقت جناب ام المومنین ام سلمہؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے عالم خواب میں پیغمبرؐ خدا کو دیکھا۔ حالت یہ تھی کہ آپ کا سر اور ریش اقدس غبار آلود تھے۔ جب آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی حسینؑ کو قتل ہوتے دیکھا ہے۔ روایت کے الفاظ درج کئے جاتے ہیں۔

عن سلمی قالت: دخلت علی ام سلمۃ وھی تبکی فقلت: ما یبکیک؟ قالت : رایت رسول اللّٰہ صلعم تعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب' فقلت مالک یا رسول اللّٰہ؟ قال شہدت قتل الحسینؑ انفا (الترمذی) (۴)

ترجمہ: سلمٰی کہتی ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر گئی تو میں نے دیکھا کہ آپ رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کس غم نے آپ کو رلایا؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا ہے یعنی عالم خواب میں دیکھا ہے۔ آپ کے سر اور ریش مبارک پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے ابھی ابھی حسینؑ کو قتل ہوتے دیکھا ہے۔

Marfat.com

ابن عباسؓ کی روایت!: حضرت ابن عباسؓ نے بھی روز عاشور رسولؐ خدا کو خواب میں دیکھا۔ صاحب مشکوٰۃ نے بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

"عن ابن عباس قال رایت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم فقلت بابی انت وامی ماھذا قال ھذا دم الحسین واصحابہ لہ ازل القتطہ منذ الیوم فاحصی ذالک الوقت فاجد قتل ذالک الوقت (البیہقی)" (۵)

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک دن دوپہر کے وقت خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بال بکھرائے' خاک ملے ہوئے دیکھا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں یہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ حسینؑ اور ان کے اصحاب کا خون ہے جو میں آج دن بھر جمع کرتا رہا ہوں۔ پس میں نے اس وقت کا حساب لگایا' تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ اسی روز قتل کیے گئے تھے۔

بحار الانوار کی روایت: بحار الانوار میں جناب ام سلمہؓ کی روایت زیادہ تفصیل سے موجود ہے۔ اس روایت کو ابو مخنف نے "مقتل الحسینؑ" میں بھی بیان کیا ہے۔ "بحار الانوار" کی روایت یہاں سے نقل کی جاتی ہے۔

"ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز گھر میں سو رہا تھا۔ ناگاہ جناب ام سلمہؓ کے گھر سے صدائے فریاد بلند ہوئی۔ یہ سن کر میں باہر نکلا اور ام المومنین کے گھر پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ مدینہ کے مرد و زن وہاں جمع ہیں۔ میں نے نزدیک جا کر پوچھا اے ام المومنین! آپ کس لئے فریاد

Marfat.com

وفغاں کر رہی ہیں؟ مگر آپ نے مجھ کو جواب نہ دیا اور زنان بنی ہاشم کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے دختران عبدالمطلب! میری مدد کرو اور میرے رونے میں میرا ساتھ دو۔ قسم خدا کی تمہارا سردار' سید جوانان بہشت اور نواسہ رسولؐ اور گل گلزار پیغمبرؐ حسینؑ شہید ہوا۔ میں نے کہا اے ام المومنین! یہ خبر آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟ فرمایا: اس وقت میں نے پیغمبرؐ خدا کو خواب میں دیکھا بال پریشان کئے ہوئے باحال تباہ تشریف لائے۔ میں نے سبب پوچھا' فرمایا کہ آج میرا فرزند حسینؑ اور اس کے اصحاب و اہل بیت شہید ہو گئے۔ میں ان کے دفن میں مصروف تھا۔ اس وقت فارغ ہوا ہوں۔ جب خواب سے میں بیدار ہوئی۔ گھبرائی ہوئی ... جانب حجرہ دوڑی۔ مجھ کو کوئی ہوش نہ تھا۔ میں اس خاک کی طرف دوڑی جو جبرئیل کربلا سے لائے تھے۔ اور پیغمبرؐ خدا کو دی تھی اور کہا تھا کہ جب یہ لہو ہو جائے' تو جاننا کہ تمہارا فرزند حسینؑ شہید ہو گیا۔ یہ خاک حضرت نے مجھے دی تھی۔ اس وقت میں نے شیشہ کو دیکھا۔ اس میں تازہ خون جوش مار رہا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ام سلمہؓ نے اس خون کو شیشی سے لے کر اپنے چہرہ پر ملا اور نوحہ و ماتم برپا کیا۔ آخر خبر پہنچی کہ امام حسینؑ علیہ السلام اسی دن شہید ہوئے" (٦)

جو روایت مقتل ابو مخنف میں موجود ہے اس میں لکھا ہے کہ جب لوگوں نے جناب ام سلمہؓ سے امام حسینؑ کے قتل کی خبر سنی' تو وہ نوحہ و ماتم کرنے لگے۔ الفاظ یہ ہیں۔

فعند ذلک شقوا جیوبھم ولطموا خدودھم وحثوا التراب علی رؤوسھم وسعوا الی قبر رسول اللہ یعزونہ بمصیبتہ علی ولدہ الحسینؑ (٧)

یعنی اس پر لوگوں نے اپنے گریبان چاک کئے' اپنے منہ پیٹے' سروں پر خاک ڈالی اور رسولؐ اللہ کی قبر مبارک کی طرف دوڑے تاکہ آپ کی خدمت

Marfat.com

میں آپ کے فرزند حسینؓ کے صدمے پر تعزیت پیش کریں۔

جنوں کا نوحہ: خبر شہادت کے ابلاغ کا ایک طرف اثر یہ ہوا کہ مدینہ میں انسانوں میں نوحہ خوانی ہو رہی ہے دوسری طرف جن بھی نوحہ خوانی کرنے لگے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی "سرالشہادتین" میں لکھتے ہیں کہ " حبیب بن ثابت سے ابو نعیم نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے جنوں کو حسینؓ پر یہ مرثیہ پڑھتے اور روتے سنا۔

مسح النبی جبینہ - فلہ بریق فی الخدود
ابواہ فی علیا قریش - وجدہ خیر الجدود

ترجمہ: "حسینؓ کی پیشانی کو نبی چومتے تھے جن کے رخسار کیا ہی پر نور تھے۔ آپ کے ماں باپ قریش کی عزت تھے۔ آپ سے بہتر کسی نواسہ کو نانا نہ ملا۔"

"ابو نعیم حبیب بن ثابت سے اور وہ ام سلمہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد جنوں کے نوحہ کی آواز نہیں سنی تھی۔ لیکن آج کی رات جب ان کے نوحہ کی آواز آئی تو میں سمجھی کہ میرا بیٹا حسینؓ قتل ہو گیا۔ میں نے لونڈی سے کہا ذرا گھر سے نکل کر معلوم کر۔ اس نے واپس آ کر جواب دیا کہ حسینؓ قتل ہو گئے ہیں اور جن یہ نوحہ پڑھ کر رو رہے ہیں۔

الا یا عین فابکی بجھد
ومن یبکی علی الشھداء بعدی
علی رھط تقودھم المنایا
الی متجبر فی ملک عھدی

"(یعنی) اے آنکھ جتنا رو سکتی ہے رو لے، کیونکہ میرے بعد شہیدوں

Marfat.com

پر کون روئے گا۔ جن شہیدوں کو موت کھینچ کر لے گئی ظالم سرکش کی طرف ہمارے زمانہ سلطنت میں اور ہمارے سامنے" (۸)

حواشی

۱۔ علی نقی النقوی، شہید انسانیت (لکھنؤ: کتاب نگر، س۔ن)، ص۔ ۳۲۳

۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، سر الشہادتین، اردو ترجمہ از سید کاظم رضا (لاہور: مکتبہ تعمیر ادب، ۱۹۶۶ء) ص۔ ۹۱۔۹۲

۳۔ محمد باقر المجلسی، بحار الانوار (اردو) در حالات حضرت امام حسین علیہ السلام (جلد اول) ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری (لاہور: آدارہ علوم آل محمد، ۱۹۶۲ء) ص۔ ۶۷

۴۔ مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب مناقب اہل بیت النبیؐ۔

۵۔ مشکوٰۃ بحوالہ البیہقی، باب مناقب اہل بیت النبیؐ۔

۶۔ محمد باقر المجلسی، بحار الانوار (اردو)، (جلد دوم)، ص ۱۰۶۔ ۱۰۷

۷۔ ابو مخنف، مقتل الحسینؑ و مصرع اہل بیتہ واصحابہ فی کربلا (النجف: المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۴۷)، ص۔ ۱۱۳

۸۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، محولہ بالا، ص۔ ۹۴۔۹۵

Marfat.com

امام حسینؑ کی خبر شہادت کا نظام ابلاغ

(سیدہ زینبؑ کے خطبات و مراثی کی روشنی میں)

عصر حاضر میں ابلاغ عامہ کے لیے جن ذرائع کو استعمال کیا جاتا ہے ان میں ریڈیو' ٹیلی ویژن' اخبارات و رسائل اور دوسرے جدید وسائل بھی موجود ہیں۔ یہ پیغام رسانی کے لئے نہایت مؤثر کردار ادا کرتے ہیں۔ ابلاغ کے لیے ان کا دائرہ وسعت بھی بہت زیادہ ہے۔ اطلاع رسانی کے لیے استعمال ہونے والی جدید ٹیکنالوجی نے فاصلے کم کر دیئے ہیں۔ مختلف ممالک کو اس میدان میں قریب سے قریب تر کر دیا ہے۔ لیکن یہ ٹیکنالوجی اور سہولتیں امام حسینؑ کی شہادت کے وقت موجود نہ تھیں۔ اس وقت صحافی کا کردار وہ شاعر ادا کرتا تھا جس کے اشعار تاریخ کا حصہ بنتے تھے۔ "الشعر دیوان العرب" کا مقولہ اسی حقیقت پر دلالت کرتا ہے۔ کسی قبیلے کے حق میں ایک شعر اس کی قدر و منزلت کو دوبالا کر دیتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی قبیلے کے خطیب کا معاشرتی مقام بھی بہت بلند ہوتا تھا وہ اپنے قبیلے کے فضائل و مناقب کو خوب سے خوب تر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کرتا تھا' فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھاتا تھا۔ یہ خطبات بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔ شاعری اور خطابت نہایت مؤثر ذرائع ابلاغ تھے۔ یہ خبر رسانی کا کام بھی کرتے تھے۔ اگر اس پس منظر میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے خطبات پر نظر ڈالی جائے' تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اسوۂ حسینیؑ کی صداقت اور اسلامی تحریک کی حقانیت کو عام کرنے میں آپ نے نہایت مؤثر کردار ادا کیا ہے۔ شہادت امام کی خبر رسانی کے لیے سیدہ زینبؑ نے اس دور کے مزاج کے مطابق ایسے وسائل استعمال کیئے جو نہایت مؤثر تھے۔ خطبات اور مرثیے خبر

Marfat.com

شہادت کے اظہار و ابلاغ کے لیے آپ نے ان سے کام لیا۔ آپ نے ہر مناسب موقع پر مخالف کی دروغ گوئی کا پردہ چاک کیا۔ امام کی حقانیت و صداقت کے اظہار کے لیے آپ نے وہ انداز خطابت اختیار کیا جو آپ کے والد ماجد حضرت علیؑ کے خطبات میں نمایاں ہے۔

علیؑ کی جاہ وجلالت نمود کرتی ہے
زباں پہ جب کبھی زینبؑ کا نام آتا ہے
(ابن حسن نجفی)

علم ابلاغ (Communication Science) کے ایک مغربی مفکر نے پیغام کی اثر آفرینی کے لیے درج ذیل شرائط بیان کی ہیں۔

(ا) پیغام رسانی اس انداز میں کی جائے کہ وہ مطلوبہ اثر پیدا کر سکے۔

(ب) اثر آفرینی کے لیے ضروری ہے کہ ابلاغ ان الفاظ و کلمات میں کیا جائے جن کو پیغام وصول کرنے والا بخوبی سمجھتا ہو۔

(ج) پیغام رسانی میں اس کو وصول کرنے والے کی اصلاح مضمر ہو۔

(د) جن افراد تک پیغام رسانی کی جا رہی ہو' وہ ان کی معاشرتی اقدار کے خلاف نہ ہو۔ بلکہ اس معاشرے کے افراد اپنی سماجی اور معاشرتی رسوم و رواج کی حدود میں رہ کر اس کا اثر لے سکیں اور پھر پیغام کی مقصدیت کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو سکیں (۱)

امام حسینؑ کے قیام کے وقت حاکم دمشق نے اسلام کا اسمی و رسمی لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ تعلیمات اسلامیہ کا اعلانیہ مذاق اڑایا جاتا تھا۔ اسلامی شعائر کا احترام نہیں کیا جاتا تھا۔ ان حالات میں روح اسلام کو از سر نو بیدار کرنے کی ضرورت تھی۔ اسلامی آداب و اطوار کو حیات نو دینے کی ضرورت تھی۔ زنگ آلود ذہنوں کو صیقل کر کے ان کو اسلامی رنگ دینا وقت کا تقاضا تھا۔ ان مقاصد

Marfat.com

کو لے کر امام حسینؑ اٹھے اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے اپنی جان بھی قربان کر دی۔ تعلیمات اسلامیہ کا احیاء ہی آپ کا مقصد تھا۔ اسوہ حسینیؑ میں یہی راز مضمر تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد ضروری تھا کہ ان مقاصد کی تبلیغ کی جائے اور ان کو واضح الفاظ میں بیان کیا جائے تاکہ شہادت کی مقصدیت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔ مخالف سیاسی پروپیگنڈا کی وجہ سے اہل شام اہل بیتؑ کی عظمت اور ان کے مقام سے ناآشنا ہو گئے تھے۔ کئی سال تک مخالفانہ مہم کو چلایا گیا تھا۔ اس مکرو فریب کی مہم سے جو گرد و غبار بلند ہوا تھا' اس کو جناب زینبؑ کے خطبات نے دور کر دیا۔

کوفہ میں خطبہ: بحار الانوار کی روایت ہے کہ جب اسیران اہل بیتؑ کوفہ میں وارد ہوئے' تو وہ لوگ نوحہ و گریہ کرنے لگے۔ بشیر بن خزیم اسدی کہتا ہے کہ میں نے اس دن حضرت زینبؑ بنت علیؑ کو اس طرح تقریر کرتے دیکھا کہ قسم بخدا اس سے پہلے کبھی کسی پردہ نشین کو اتنی فصاحت و بلاغت سے بولتے ہوئے نہ دیکھا تھا۔ گویا زینبؑ کے دہن میں ان کے باپ علی مرتضیٰؑ کی زبان گوہر بار تھی' ایک دفعہ آپ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ "چپ رہو"۔ اس اشارہ کی تاثیر تھی کہ لوگوں کے سینوں میں سانس رک گئی' اونٹوں کی گھنٹیوں کی آواز تک بند ہو گئی۔ آپ نے فرمایا۔

"... ہاں! خدا کی قسم! اب روؤ گے بہت ' ہنسو گے کم' کیونکہ تم نے زمانہ بھر کی برائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔ اب یہ دھبے تمہارے دامن سے چھٹائے نہ جا سکیں گے اور فرزند رسولؐ کے خون کے دھبے کیسے چھٹ سکتے ہیں۔ اس کے خون کے دھبے جو سید شباب اہل جنت تھا' جو تمہارے نیکوں کا ملجاو ماوی تھا' جو تمہاری مصیبتوں کے وقت جائے پناہ تھا' جو راہ ہدایت دکھانے کے لیے ایک نورانی منارہ تھا' جو سنت رسولؐ کا پیشوا تھا۔ کتنا برا ذخیرہ تم لے

Marfat.com

چلے ہو۔ تمہارے لیے ہلاکت و بربادی ہو' تمہاری کوئی امید بر نہ آئے۔ تمہارے ہاتھ قلم ہوں' تمہاری تجارت برباد ہو۔ تم غضب الٰہی میں گرفتار ہو' تم پر ذلت و رسوائی کی مار ہو"۔

"اے کوفے والو! جانتے ہو رسولؐ اللہ کے کس جگر بند کو تم نے ذبح کر ڈالا۔ رسولؐ اکرم کی کس ناموس کو تم نے سر برہنہ لا کھڑا کیا' کس کا خون تھا جو تم نے بے دریغ بہایا' یہ کس کی حرمت ضائع کی؟ تم نے بڑی مصیبت برپا کر دی۔ بروایت دیگر فرمایا۔ ایسی مصیبت کہ قریب ہے' آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے ' ایسی مصیبت جس سے زمین و آسمان کا دامن مملو ہو جائے۔ تم اس پر تعجب کر رہے ہو کہ آسمان سے خون کیوں برس رہا ہے' ابھی کیا ہے آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ دردناک اور رسوا کن ہو گا۔ جب تمہارا کوئی بھی مدد گار نہ ہو گا۔ اللہ کی دی ہوئی مہلت سے اترا نہ جانا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں جلدی نہیں ہوتی' نہ اس کو وقت انتقام کے فوت ہو جانے کا دھڑکا ہوتا ہے' تمہارا رب تمہاری کمین میں ہے" (۲)

راوی کہتا ہے: بخدا میں نے دیکھا کہ سب لوگ یہ کلام سن کر متحیر ہو گئے اور بے اختیار روتے تھے اور اپنی انگلیاں منہ میں دباتے تھے۔ ایک مرد پیر میرے پہلو میں کھڑا بہت رو رہا تھا۔ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی۔ کہتا تھا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' تمہارے بوڑھے تمام بوڑھوں سے بہتر' تمہارے جوان تمام جوانوں سے افضل اور تمہاری عورتیں عالم کی عورتوں سے افضل اور تمہاری نسل بہترین نسل ہے اور کبھی بھی تم عاجز و ذلیل نہ ہو گے" (۳)

علامہ سید ابن حسن نجفی اس خطبے کی اثر آفرینی کے متعلق لکھتے ہیں۔

الحمد للہ والصلوٰۃ علی ابی محمد و آلہ الطیبین الاخیار۔ یہ تھا بنت علیؑ

Marfat.com

ن تقریر کا ابتدائی جملہ جس نے کوفہ والوں کے دل و دماغ کو فتح کرلیا اور پھر عقیلہ بنی ہاشم فلسفہ شہادت کی ترجمان، جناب زینبؑ اپنے والد گرامی کے انداز میں خطبہ خواں ہوئیں اور ہر جملے سے فصاحت و بلاغت کے ساتھ حقائق و معارف کا جو دریا امنڈا ہے وہ عالم تبلیغ و تلقین میں بے مثال مانا جاتا ہے۔ نیز اپنے سریع اور شدید ردعمل کے حوالے سے یہ تقریر فکری انقلاب کی تاریخ اور انسانی نفسیات کی دنیا میں بھی اپنی نظیر سمجھی جاتی ہے" (۴)

دربار یزید میں خطبہ: جب اسیروں کا قافلہ دربار یزید میں پہنچا، تو اس نے بنی ہاشم کے حصول سلطنت کے کھیل کا ذکر کیا اور وحی کے نازل ہونے کا انکار کیا۔ یہ اسلام کے اصول پر اعلانیہ حملہ تھا جس کا جواب دینا ضروری تھا۔ چنانچہ حضرت زینبؑ کھڑی ہوگئیں اور وہ معرکتہ الاراء تقریر کی جس نے یزید کے جاہ و جلال کی ساری بنیادوں کو کھوکھلا کردیا۔ آپؑ نے فرمایا۔

"کتنا اچھا ہے میرے پروردگار کا ارشاد کہ آخر میں ان لوگوں کی جو برے اعمال کرتے ہیں، یہ نوبت پہنچی کہ وہ آیات خداوندی کی تکذیب کرنے اور ان کی ہنسی اڑانے لگے۔"! تو نے اے یزید! کیا یہ گمان کیا ہے کہ چونکہ تو نے ہم پر زمین و آسمان کے تمام راستوں کو بند کرتے ہوئے ہم کو اس حالت پر پہنچا دیا ہے کہ آج ہم تیرے سامنے قیدیوں کی طرف لائے جا رہے ہیں، تو اس سے خدا کے نزدیک بھی ہم حقیر اور تو باعزت قرار پاگیا؟ یا یہ کہ تجھے یہ ظاہری کامیابی تیرے مقرب بارگاہ الٰہی ہونے کی جہت سے حاصل ہوئی ہے، اسی خیال کے ماتحت تو خوش ہو ہو کر اپنے شانوں پر نظر ڈال رہا ہے، اس لیے کہ اس وقت تجھے یہی دکھائی دے رہا ہے کہ دنیا تیرے حکم کی پابند اور امور مملکت منظم و مرتب ہیں اور سلطنت و حکومت تیرے لیے تمام خطرات سے پاک و صاف ہوگئی ہے۔ کیا تو بھول گیا خدا کے قول کو کہ نہ خیال کریں جنہوں نے کفر

Marfat.com

اختیار کر رکھا ہے کہ ہم جو ان کو مہلت دیتے ہیں وہ ان کے لیے کسی بہتری کا باعث ہوگی۔ ہم ان کو صرف اس لیے مہلت دیتے ہیں کہ وہ خوب دل کھول کر گناہ کرلیں۔ بالآخر ان کے لیے حقارت آمیز سزا تو مقرر ہی ہے۔"

"کیا اسلامی غیرت وحمیت اسی کی متقاضی ہے کہ تو اپنی عورتوں بلکہ کنیزوں تک کے لیے پردہ کا اہتمام کرے اور رسولؐ کی نواسیوں کو قید کر کے دربدر پھرائے اور پھر اس پر یہ کہنے کی جرات کرے۔

"لاھلوا واستحلوا فرحا" گویا تو اپنے مشرک بزرگوں سے داد کا طالب ہے۔ گھبرا نہیں' تھوڑے ہی دنوں میں تو بھی اسی گھاٹ اتارا جائے گا اور اس وقت تو آرزو کرے گا کہ کاش تیرے ہاتھ شل اور تیری زبان گنگ ہوتی اور تو نے جو کچھ کہا اور کیا وہ نہ کہا اور نہ کیا ہوتا۔ تیرے لیے اس سے بدتر کیا ہو سکتا ہے کہ روز حشر خدا تیرا فیصلہ کرنے والا اور محمد مصطفیٰؐ تیرے مقابل میں مدعی اور جبرئیل ان کی طرف سے دعویٰ کے گواہ ہوں گے۔ اس وقت ان لوگوں کو جنہوں نے تیرے افعال کی تائید کی ہے اور تیرا ساتھ دے کر تجھے مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر رکھا ہے' معلوم ہو جائے گا کہ ظالموں کو کیا برا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ انقلاب زمانے نے یہ نوبت پہنچا دی ہے کہ میں تجھ سے بات کر رہی ہوں' میری نظروں میں تیری کوئی وقعت نہیں حتیٰ کہ تیری توبیخ و سرزنش کو بھی میں اپنے لیے ایک بڑی مصیبت خیال کرتی ہوں' لیکن کروں کیا کہ دل بھرا ہوا ہے اور کلیجے میں آگ لگی ہے۔ خدا کی شان کہ خدا پرست افراد شیطانی لشکر کے ہاتھوں قتل ہوں۔ اچھا (اے یزید تجھ کو قسم ہے) تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھ اور اپنی پوری کوشش صرف کرلے اور اپنی تمام جدوجہد ختم کر دے' لیکن خدا کی قسم تو ہمارے ذکر کو اور ہماری زندگی کو فنا نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے اصلی مقصد کو تو پہنچ سکتا ہے۔ اس خون ناحق کا دھبہ تیرے دامن پر قیامت

Marfat.com

تک باقی رہے گا اور تو کبھی اس کو دھو نہیں سکتا' تیری رائے یقیناً غلط ' تیری زندگی بہت محدود' اور تیرے ارد گرد کا مجمع بہت جلد تتر بتر ہونے والا ہے' وہ دن بہت نزدیک ہے جب منادی ندا کرے گا کہ "ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔" شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمارے پیش رو بزرگوں کا انجام سعادت کے ساتھ اور ہمارے آخری بزرگ کا انجام شہادت و رحمت کے ساتھ مقرر کیا اور وہی ہمارے لئے کافی اور ناصر و معین ہے" (۵)

سید ابن حسن نجفی نے اس خطاب کے بارے میں اس طرح تبصرہ کیا ہے۔

"یزید کے بھرے دربار میں حضرت زینب کبریٰؑ نے جب خطاب فرمایا ہے تو عجیب عالم تھا! یوں لگتا تھا جیسے آگ برس رہی ہو' زلزلہ آگیا ہو' یزید کو اپنے راج محل کی دیواریں گرتی نظر آ رہی تھیں' اور اپنے اقتدار کے سارے چراغ بجھتے دکھائی دے رہے تھے۔ وزراء کا رنگ رخ زرد پڑ چکا تھا۔ امراء اپنے حواس کھو بیٹھے تھے' سفراء دم بخود اور بہت سی اہم شخصیات فوری طور پر صورت حال کے پس منظر سے مکمل آگہی کے لیے بے قرار تھیں" (۶)

حضرت زینبؑ کے مرثیے: مرثیے کی ابتداء کے بارے میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

عرب میں جو فارسی اور اردو کی شاعری کا سرچشمہ ہے۔ شاعری کی ابتدا مرثیہ سے ہوئی اور یہی ہونا چاہیئے تھا' عرب میں شاعری کی ابتدا بالکل فطری اصول کے مطابق ہوئی۔ یعنی جو جذبات دلوں میں پیدا ہوتے تھے' وہی اشعار میں پیدا کر دیے جاتے تھے' جذبات میں درد و غم کا جذبہ اور جذبات سے قوی تر ہے اور جس طرح سے یہ ظاہر ہوتا ہے' اور جذبات ظاہر نہیں ہو سکتے" (۷)

یہی درد و غم کے جذبات تھے جن کے اظہار کے لیے حضرت زینبؑ نے

Marfat.com

بھی مرثیے کہے۔ بحارالانوار کے اردو ترجمے میں آپ کے دو مرثیوں کا ذکر موجود ہے۔ چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ پہلے مرثیے کے شروع میں اپنے فضائل کا تذکرہ ہے' اس کے بعد کربلا والوں کا ذکر ہے۔

علی الطف السلام و ساکنیہ
وروح اللہ فی تلک القباب

سلام ہو خاک کربلا اور اس کے رہنے والوں پر اور اس زمین پر خدا کی رحمت ہو۔

نفوس قدست فی الارض قدما
وقد خلصت من النطف العذاب

یہ وہ نفوس ہیں جو زمان قدیم سے پاک تھے اور ابھی باپ کے صلب میں تھے کہ عذاب خاک سے بری ہو گئے تھے۔

مضاجع فتیتہ عبدوا فناموا
ھجودا فی الفدافد والشعاب

یہاں کچھ ایسے جوانوں کی خوابگاہیں ہیں جو عبادت کرتے کرتے تھک کر زمین کے نشیب و فراز میں سو گئے ہیں۔

وصیرت القبور لھم قصورا
مناخا ذات افتیتہ رحاب

اور ان کی قبریں عریض و وسیع قصروں کی شکل میں تبدیل ہو گئی ہیں۔

لئن وارتھم اطباق ارض
کما اغمدت سیفا فی قراب

یہ جب تک اپنے گھروں میں تھے ماہ تاباں کی مانند تھے اور جب جنگ و جدل میں سوار ہوئے تو مثل شیر ژیاں تھے۔

Marfat.com

لقد کانوا البحار لمن اتاھم
من العافین والھلکی السغاب

اور بلاشبہ یہ مثل دریا تھے ان کے لیے جو ان کے پاس بھوکے اور پیاسے آتے تھے۔

فقد نقلوا الی جنات عدن
وقد عیضوا النعیم من العقاب

پس اب ان کو جنات عدن کی طرف لے جایا گیا اور دنیا کے مصائب کے بدلے ان کو نعمت عقبی عطا ہوئی۔

بنات محمد اضحت سبایا
یسقن مع الاساری والنھاب

رسولؐ خدا کی بیٹیاں قید ہوئی ہیں اور اسیروں کے ساتھ لٹی ہوئی نکلیں۔

مغبرۃ الذیول مکشفات
کسبی الروم دامیۃ الکعاب

ان کے دامن گرد میں اٹے ہوئے، چہرے کھلے ہوئے، پیر خون آلود جیسے روم کے قیدی ہوتے ہیں۔

لئن ابرزن کرھا من حجاب
فھن من التعفف فی حجاب

وہ اگرچہ بجبر و اکراہ پردے سے باہر نکلیں، لیکن بسبب عصمت و عفت گویا کہ پردہ نشین تھیں۔

فلی قلب علیہ ذو التھاب
ولی جفن علیہ ذو انسکاب

میرے دل میں آتش غم بھڑک رہی ہے اور میری آنکھوں سے آنسو

Marfat.com

بہہ رہے ہیں (۸)

دمشق میں مرثیہ: یہ مرثیہ اس وقت کہا جب آپ کو دمشق میں داخل کیا گیا۔ اس کے چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

اما شجاک یاسکن قتل الحسین والحسن
ظمان من طول الحزن وکل وغد فاهل

اے دمشق کے ساکنو! کیا تمہارا دل نہیں کڑھتا اس بات پر کہ حسنؑ بغم واندوہ مار ڈالے گئے اور حسینؑ بھی تشنہ لب شہید ہوئے اور ہر ناکس سیراب تھا۔

یقول یا قوم ابی علی ن البرالتقی
وفاطم امی النبی لها التقی والنابل

حسینؑ فرماتے تھے اے قوم! میرے پدر بزرگوار علی مرتضیٰؑ نیکو کار اور پرہیز گار ہیں اور میری مادر گرامی فاطمہؑ تقویٰ و سخاوت والی ہیں۔

منوا علی ابن المصطفے بشربۃ یحی بها
اطفالنا من الظما حیث الفرات سائل

حسینؑ کہتے تھے اس بہتی ہوئی فرات سے ایک چلو پانی دے کر میرے بچوں کی جان بچا لو۔

قالوا له لاماء لا الا السیوف والقنا
فانزل بحکم الادعیا فقال بل اناضل

لیکن لوگوں نے جواب دیا ' حسینؑ ہمارے پاس سوائے آب شمشیر و نیزہ کے دوسرا پانی نہیں ہے ' لہٰذا امیر کی اطاعت کر لیجئے۔ حسینؑ نے کہا میں جنگ کروں گا۔

حتی اتاه مشقص رماه وغد ابرص

Marfat.com

من سقر لا یخلص رجس دعی واغل

یہاں تک کہ ایک پیکان تیر اس مظلوم کے لگا جس کو ایک ناقص، مبروص جہنمی ناپاک سدزناغرادہ فرو مایہ نے پھینکا تھا۔

فھللوا لختله واعصوصیوا لقتله

وموته فی فضله قد اقحم المناضل

پھر وہ دھوکہ دینے کے لیے تکبیر و تہلیل کرنے لگے اور حسینؓ کے قتل کے لیے جمع ہوئے۔ پس حسینؓ اس مبارزہ میں مارے گئے جہاں لوگوں کے قدم تھنھک جاتے ہیں۔

وعفروا جبینه وخضبوا عثنونه

بالدم یا معینه ما انت عنه غافل

ہائے! ان کی نورانی پیشانی کو خاک میں ملایا اور ریش مبارک کو خون سے رنگین کیا۔ اے معین، مددگار تو انؓ کے حال سے غافل نہیں ہے۔

اس کے بعد باقی اشعار میں قیدیوں کا ذکر ہے اور ان کی آواز استغاثہ کا بیان ہے اور وہ نالہ وفریاد کر رہی ہیں۔ اے جدامجد! اے محمد مصطفیٰؐ! اے احمد مجتبیٰؐ! یہ غلام ہم کو قید کر کے لیے جاتے ہیں اور ہم سب اپنے اپنے عزیزوں کے غم میں صاحب عزا ہیں (۹)

چند اور اشعار: بحارالانوار میں ایک روایت موجود ہے کہ جب آپ نے کوفے میں خطبہ دیا تو آخر میں یہ شعر بھی پڑھے۔

ما ذا تقولون اذ قال النبی لکم

ماذا صنعتم و انتم آخر الامم

باھل بیتی واولادی و مکرمتی

منھم اساری و منھم ضرجوا بدم

Marfat.com

ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم
ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحم

یعنی تم کیا جواب دو گے جب میرے نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تم سے سوال کریں گے کہ تم نے آخری امت ہو کر میرے اہل بیتؑ، میری اولاد، میری ناموس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کچھ ان میں سے قیدی ہیں اور کچھ اپنے خون میں لوٹ رہے ہیں۔ کیا میری خدمات کا یہی صلہ تھا کہ تم میرے اعزاء کے ساتھ برا سلوک کرو (۱۰)

حواشی

1- Wilbur Schramm, "How Communication Works,"

Mass Communication, ed. by K. J. Mcgarry

(London: Clive Bingley, 1972) p. 26.

۲۔ محمد باقر المجلسی، بحارالانوار اردو، ترجمہ و تحقیق از سید طیب آغا الجزائری، حصہ دوم (لاہور: ادارہ علوم آل محمد، ۱۹۶۴ء) ص ۔ ۱۲۔ ۱۳

۳۔ ایضاً، ص ۔ ۱۳

۴۔ سید ابن حسنؒ نجفی، حضرت زینبؑ کے تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبے (کراچی: ادارہ تمدن اسلام، ۱۹۸۵ء)، ص۔ ۲۱

۵۔ علی نقی النقوی، شہید انسانیت (لاہور: امامیہ مشن، س۔ ن)، ص۔ ۴۵۹ - ۴۶۰

۶۔ سید ابن حسن نجفی، محولہ بالا، ص ۔ ۳۲

۷۔ شبلی نعمانی، موازنہ انیس و دبیر (لاہور: شیخ مبارک علی، ۱۹۴۹ء)، ص۔ ۷

Marfat.com

۸۔ محمد باقر المجلسی، محولہ بالا، ص ۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۲۴۔ ۱۲۵

۱۰۔ ایضاً، ص ۔ ۱۳

Marfat.com

الصواعق المحرقۃ میں اخبار و روایات شہادت

الصواعق المحرقۃ' ابن الحجر الہیثمی (۹۰۹ ھ / ۱۵۰۴ء---- ۹۷۴ھ / ۱۵۶۷ء) کی معروف کتاب ہے۔ یہ مصر میں ۱۳۱۲ ھ میں المطبعۃ المیمنیۃ میں طبع ہوئی۔ اس کی جدید طباعت ۱۳۸۵ھ میں مکتبۃ القاہرہ کے زیر اہتمام ہوئی ۔ ۱۳۸۷ھ میں نجف اشرف میں مکتبۃ الہدیٰ میں السید طیب موسوی الجزائری کے مقدمے کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہوئی۔ مقدمے میں موصوف لکھتے ہیں کہ جب میں نے جدید اشاعت کا مقابلہ قدیم کیساتھ کیا' تو معلوم ہوا کہ سو مقامات ایسے ہیں جہاں پر جدید اشاعت میں حذف و تحریف سے کام لیا گیا ہے مثلاً اس حدیث کو حذف کر دیا گیا ہے ۔ ذکر علیٌ عبادۃ یعنی علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔ مقدمہ نگار نے ان تمام مقامات کی نشاندہی کتاب کے شروع میں کر دی ہے۔ ۱۳۸۷ھ میں جو نسخہ مکتبۃ الہدیٰ کی طرف سے شائع کیا گیا' وہ قدیم طباعت کا ہی عکس ہے۔

اس کتاب کا گیارھواں باب اہل بیتؑ کے فضائل کے بارے میں ہے۔ اس کا عنوان ہے : فضائل اہل بیت النبوی و فیہ فصول---- اس میں کئی فصلیں ہیں۔ اس باب کی تیسری فصل کا عنوان ہے : "الفصل الثالث فی الاحادیث الواردۃ فی بعض اہل بیت کفاطمۃ وو الدیہا۔ تیسری فصل میں مصنف نے شروع میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے فضائل میں نو روایات بیان کی ہیں۔ اس کے بعد ان روایات کو نقل کیا ہے جو امام حسنؑ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کرتی ہیں۔ ان احادیث کی تعداد اٹھارہ ہے۔ یعنی روایت دس سے لے کر ستائیس تک۔

Marfat.com

روایات فضائل: ان میں چند کو یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ابن حجر نے کس طرح نقل کیا ہے۔

(بحذف اسناد) ابن مسعود نے بیان کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنۃ (۲) یعنی حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

(بحذف اسناد) ابن مسعود نے بیان کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: الحسنؑ و الحسینؑ سید اشباب اھل الجنۃ وابو ھما خیر منھما۔ (۳) میرے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جنت کے سردار ہیں اور ان کے والد ان سے بہتر ہیں۔ اس سے اگلی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ملتا ہے: ان فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ (۴) یعنی فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سیدہ ہیں۔ تیرھویں روایت کے الفاظ ہیں: اخرج الطبرانی عن فاطمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اما حسن فلہ ھیبتی وسوددی واما حسین فلہ جراءتی وجودی (۵) اس حدیث کو طبرانی نے نقل کیا۔ جناب فاطمہؑ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ حسنؑ کے لئے میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسینؑ کے لئے میری شجاعت و سخاوت ہے۔

سولھویں روایت کے الفاظ ہیں: اخرج الترمذی وابن حبان عن اسامہ بن زید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذان ابنای وابنا ابنتی اللّٰھم انی احبھما واحب من یحبھما (۶) ترمذی اور حبان نے اسامہ بن زید سے روایت نقل کی ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا۔ یہ (حسنؑ اور حسینؑ) میرے بیٹے ہیں۔ اور میرے نواسے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں، پس تو بھی ان سے محبت رکھ اور اس کو دوست رکھ جو ان سے محبت رکھے۔

تیئسویں روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں (بحذف اسناد) حسین منی وانا

Marfat.com

منہ.... یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ اللہ اس سے دوستی رکھے جو حسینؑ سے محبت رکھتا ہے۔ حسنؑ اور حسینؑ میرے نواسے ہیں (۷)

ستائیسویں روایت کا ایک حصہ ناموں کے بارے میں ہے: (بحذف اسناد) الحسن و الحسین من اسماء الجنة ما سمت العرب بهما فی الجاهلية(۸) یعنی حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے دو نام ہیں۔ اہل عرب نے زمانہ جاہلیت میں یہ نام کبھی نہیں رکھے تھے۔

شہادت کی روایات: اٹھائیسویں روایت سے ان احادیث کو نقل کیا گیا ہے جن میں امام حسینؑ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے۔ ان میں سے چند کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد زمین طف میں قتل کیا جائے گا۔ اور وہ میرے پاس (اس زمین کی) مٹی لائے ہیں۔ اور مجھے بتایا کہ حسینؑ کی خواب گاہ اس زمین میں ہوگی (۹)

ابو داؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کرے گی۔ اور مقتل حسینؑ کی سرخ مٹی میرے پاس لائے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو پہلے نہیں آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ آپ کا بیٹا حسینؑ قتل کیا جائے گا اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھاؤں جو حسینؑ کا مقتل ہوگی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس نے سرخ مٹی دکھائی (۱۰)

بغوی نے اپنی معجم میں انس سے روایت بیان کی کہ اس کے نبیؐ نے

Marfat.com

فرمایا کہ بارش کے مؤکل فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے ملنا چاہتا ہے۔ اس کو اجازت دے دی گئی۔ اس روز آپ خانہ ام سلمہؓ میں تھے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے ام سلمہؓ! دروازے کی حفاظت کرو تاکہ کوئی اندر نہ آئے۔ ام سلمہؓ ابھی دروازے پر ہی تھیں کہ حسینؓ داخل ہوئے اور وہ اندر داخل ہو گئے اور پشت جناب رسالت مآبؐ پر کھیلنے لگے۔ آپؐ نے ان کو چوما اور پیار کرنا شروع کیا۔ فرشتے نے پوچھا کیا آپؐ ان سے محبت کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس فرشتے نے کہا کہ آپؐ کی امت ان کو قتل کر دے گی۔ اگر آپؐ چاہیں تو میں وہ جگہ آپ کو دکھاؤں جہاں یہ قتل کئے جائیں گے۔ پس اس نے مقتل حسینؓ کو دکھایا اور اس نے مٹھی بھر ریت یا سرخ مٹی بھی دی۔ جناب ام سلمہؓ نے اس کو لے لیا اور اپنے کپڑے میں باندھ لیا۔ ثابت (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ ہم مقتل حسینؓ کے لئے کربلا کا نام لیتے تھے... دوسری روایت میں ہے کہ یہ فرشتہ جبریل تھے... ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا کہ اس سے کرب و بلا کی بو آتی ہے... ملا اور احمد کی روایت میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ حضورؐ نے اس سرخ مٹی کی ایک مشت مجھے دی اور فرمایا کہ یہ اس زمین کی مٹی ہے جہاں پر حسینؓ قتل کئے جائیں گے۔ جب یہ خون ہو جائے' تو سمجھ لینا کہ وہ (حسینؓ) شہید کر دیئے گئے۔ ام سلمہؓ نے کہا کہ میں نے اس کو اپنے پاس ایک شیشہ میں رکھ لیا۔

جناب ام سلمہؓ نے کہا کہ جس روز حسینؓ قتل کئے گئے' تو میں نے اس مٹی کو دیکھا کہ وہ خون میں تبدیل ہو چکی ہے (۱۱)... حسینؓ کی قتل کی رات کو میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔

ایھا القاتلون جھلا حسینا
ابشروا بالعذاب والتذلیل

Marfat.com

قد لعنتم علی لسان ابن داود
و موسیٰ و حامل الانجیل (۱۲)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جنہوں نے حسینؑ کو قتل کیا۔ تم کو عذاب اور ذلت کی بشارت ہو۔ تم پر حضرت ابن داودؑ (سلیمانؑ) اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے لعنت کی گئی۔

شہادت کے بعد کی روایات: اس کے بعد ابن حجر نے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے خواب بیان کئے ہیں جو امامؑ کی شہادت کے بعد دیکھے گئے۔

ترندی نے نقل کیا کہ ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے پیغمبرؐ خدا کو عالم گریہ میں دیکھا اور آپ کا سر اور ریش اقدس (دونوں) خاک آلود تھے۔ میں نے اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی حسینؑ کو قتل کر دیا گیا (۱۳)

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ نے آپ کو دوپہر کے وقت بال بکھرائے اور خاک ملے ہوئے دیکھا۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک شیشہ تھا جو خون سے بھرا ہوا تھا۔ اس پر حضرت ابن عباسؓ نے آپؐ سے پوچھا (کہ یہ کیا ہے) تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کا خون ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ حسینؑ اسی روز قتل کئے گئے تھے (۱۴)

شہادت کے بعد آپؑ کا سر قلم کر کے یزید کی طرف بھیجا گیا۔ جو لوگ آپؑ کا سر لے جا رہے تھے۔ وہ پہلی منزل پر اترے اور شراب پینے لگے۔ اسی حالت میں دیوار سے ایک لوہے کا قلم ظاہر ہوا اور اس نے خون کے ساتھ یہ سطر لکھی:

اترجوا امه قتلت حسینا

Marfat.com

شفاعۃ جدہ یوم الحساب (۱۵)

ترجمہ: کیا وہ لوگ جنہوں نے حسینؑ کو قتل کیا، قیامت کے دن ان کے نانا کی شفاعت حاصل کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟

اس کے بعد ابن حجر نے ان آثار و شواہد کو بیان کیا ہے جو شہادت کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۱۵۹ھ - ۱۲۳۹ھ) نے بھی ان کو اپنی کتاب "سر الشہادتین" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ یہاں پر ابن حجر کے ان الفاظ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جو آسمان کی سرخی کے متعلق ہیں:

ثعلبی کا بیان ہے کہ آسمان نے گریہ کیا اور اس کا رونا اس کی سرخی سے (نمایاں) ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں نے بھی بیان کیا کہ حسینؑ کی شہادت کے بعد چھ ماہ تک آسمان کا افق سرخ رہا۔ اسی سرخی کا اثر ابھی تک باقی ہے۔ ابن سیرین نے کہا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آسمان پر شفق کی سرخی امام حسینؑ کے قتل سے پہلے نہ تھی۔ ابن سعد نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ یہ سرخی آپ کی شہادت سے پہلے نہ تھی۔ ابن جوزی کا کہنا ہے کہ اس میں حکمت یہ ہے کہ ہمارا غصہ چہرے کی سرخی سے ظاہر ہوتا ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ جسم و جسمانیات سے پاک ہے تو اس نے قاتلان حسینؑ پر اپنے غصے کا اظہار افق کی سرخی کی صورت میں ظاہر کیا۔ اس سے مقصود یہ بتانا تھا کہ قتل حسینؑ کا ارتکاب کر کے انہوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے (۱۶)

حواشی

۱۔ ابن حجر الہیتمی، الصواعق المحرقۃ (النجف الاشرف: مکتبۃ الہدیٰ، ۱۳۸۷ھ)، ص ۔ ۷

۲۔ ۷ ۔ ایضاً، ص ۔ ۱۱۴

Marfat.com

۸۔ ۱۳۔ ایضاً، ص ۔ ۱۱۵

۱۴۔ ایضاً، ص ۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶

۱۵۔ ۱۶۔ ایضاً، ص۔ ۱۱۶

الصواعق المحرقۃ کا فارسی ترجمہ کمال الدین بن فخرالدین جہری نے ۹۰۴ھ میں کیا۔ اس کا نام براہین قاطعہ رکھا۔ اس کی تصحیح مولوی غلام حسین لاہوری اور مولوی غلام رسول دونوں نے کی۔ یہ ترجمہ لاہور سے مطبع محمدی میں فقیراللہ وغیرہ کے اہتمام سے شائع ہوا۔ اس مضمون کے لکھنے میں اس فارسی ترجمے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

اصحاب حسینؑ کی میدان کربلا میں رجز خوانی

علامہ اقبال نے رموز بیخودی میں حادثہ کربلا کے متعلق اشعار لکھتے ہوئے ایک مقام پر کہا ہے کہ امام حسینؓ کے دشمن بے شمار تھے ان کے انصار و اصحاب کی تعداد کم تھی۔

دشمنان چوں ریگ صحرا لا تعد
دوستان او بہ یزداں ہم عدد(۱)

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد کم تھی لیکن انہوں نے ہمت، جوانمردی، شجاعت اور جان نثاری اور بے مثل وفا کی وہ تصویر کھینچی جو تاریخ کے اوراق پر سنہری الفاظ میں لکھی ہوئی ہے۔ انہوں نے جو کارنامے سرانجام دیے وہ شجاعت کی دنیا میں مثال بن گئے۔ آپ کے اعوان و انصار پر جب نظر ڈالی جاتی ہے، تو اس میں مختلف طبقات کے لوگ نظر آتے ہیں۔ مرد و زن، جوان اور بوڑھے، کمسن بچے اور نوخیز، آزاد اور غلام، شہسوار اور سپاہی، آپ کے لشکر کے یہی لوگ عناصر ترکیبی ہیں۔ بظاہر ان کی خواہشات، جذبات و احساسات مختلف ہونے چاہئیں۔ ان کی سوچ کی راہیں مختلف ہونی چاہئیں اور ان کے آداب و اطوار مختلف ہوں تو کوئی تعجب نہ ہو، لیکن جب ہم ان کو امام حسینؓ کی مرکزی شخصیت کے گرد دیکھتے ہیں، تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک ہی شمع کے پروانے ہیں۔ ایک ہی سپہ سالار کے منظم اور اطاعت شعار سپاہی ہیں اور ایک ہی قائد کے پرجوش اور مخلص کارکن ہیں۔ انداز اور طریق کار کی یکسانیت اس عظیم قائد کو خراج عقیدت

Marfat.com

پیش کرنے پر مجبور کرتی ہے جن کی صحبت کے فیضان نے ان میں فکری انقلاب پیدا کر دیا تھا اور جس کے اشارے پر وہ اپنی جانیں قربان کرنے پر تیار تھے۔ ان کے سامنے مقصد ایک تھا اور وہ فرزند رسولؐ کی نصرت اور پروانہ وار جاں نثاری کا جذبہ۔ یہ اس اسلامی تحریک کے لئے فکری اور ذہنی تبدیلی کا اثر تھا جو امامؑ عالی مقام لے کر اٹھے تھے۔

بجھا تو دیں شب عاشور مشعلیں لیکن
چراغ ذہن کی لو تیز کر گئے شبیرؑ

اگر آج اسوہ حسینیؑ پر عمل پیرا ہونے سے دل و دماغ وضع ہوتے ہیں تو وہ لوگ جو آپؑ کی رفاقت میں تھے وہ تو آپ کی شخصیت سے براہ راست فیضیاب ہو رہے تھے۔ نجم آفندی نے کیا خوب کہا ہے۔

شہید ظلم کلیجے ہلا دے تو نے!
حسینؑ درد کے دریا بہا دے تو نے
ہر ایک ذرہ بے حس میں اک تڑپ بھر دی
دماغ وضع کئے دل بنا دے تو نے

اس کا اثر ہمیں میدان کربلا کے جہاد کے اس پہلو میں بھی نمایاں نظر آتا ہے جس کو رجز خوانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ میدان جہاد و قتال میں اترنے والا اپنے جذبات کا اظہار اشعار کی زبان میں کرتا تھا۔ ان میں اپنا اور اپنے خاندان کا تعارف کرایا جاتا تھا' جس مقصد کے لئے شمشیر زنی کی جا رہی ہوتی تھی' اس کو بیان کیا جاتا تھا۔ جس شخصیت کے دفاع کے لئے تلوار چلائی جاتی تھی اس کے فضائل و مناقب کا ذکر بھی کیا جاتا تھا۔ اگر اس پہلو پر غور کریں تو ہمیں انصار حسینؑ کے تمام طبقات میں ایسے رجز ملتے ہیں جو آل رسولؐ پر قربان

Marfat.com

ہو جانے کے جذبے کے مظہر ہیں۔ وفا و خلوص کے پیکر سر بکف میدان جہاد میں آتے ہیں اور لڑتے لڑتے شہادت کے درجے پر فائز ہو جاتے ہیں۔ اب امامؑ کے انصار میں سے چند کی رجز خوانی کے اشعار کو مختصر واقعاتی پس منظر کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔

حر بن یزید ریاحی: یہ ابن زیاد کی فوج میں افسر تھے۔ ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ امامؑ کا راستہ روکنے آئے تھے۔ انہوں نے فرزند رسولؐ کو میدان کربلا میں آگے بڑھنے سے روکا۔ روز عاشور بخت نے یاوری کی۔ آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے طلب گار ہوئے۔ آپ نے فرمایا "خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا اور بخش دے گا"۔ حر سب سے پہلے شہید ہونا چاہتے تھے۔ جہاد کی اجازت ان الفاظ میں چاہی۔

"فرزند رسولؐ میں سب سے پہلے آپ سے لڑنے کو آیا تھا۔ لہٰذا اب مجھے اجازت دیجئے کہ سب سے پہلے میں ہی آپ کے سامنے قتل ہوں اور آپ کے جد بزرگوار سے جا کر دست بوسی کروں" (۲)۔

میدان قتال میں یہ اشعار رجز میں پڑھے۔

انی انا الحر و ماوی الضیف
اضربکم فی اعناقکم بالسیف
عن خیر من حل بارض الخیف
اضربکم ولا اری من حیف

"یعنی میں حر ہوں اور مہمانوں کا پناہ دینے والا ہوں۔ میں تمہاری گردنوں پر تلوار چلاؤں گا اس امام کی جانب سے جو سرزمین مکہ کا سب سے بہتر رہنے والا ہے۔ میں تم کو تلواریں لگاؤں گا اور ذرا بھی اس کو ظلم نہیں سمجھوں

Marfat.com

گا" (۳)۔

میدان کارزار میں عنترہ کا یہ شعر بھی ان کی زبان پر جاری تھا۔

ما زلت ارمیهم بثغرة نحره
ولبانه حتی تسربل بالدم

میں برابر اپنے گھوڑے کی گردن اوپر پھینکتا رہا اور سینہ کو بھی' یہاں تک کہ اسی گھوڑے نے سر سے پاؤں تک خون کی چادریں اوڑھ لیں (۴)۔

طبری نے یہ رجز نقل کیا ہے۔

آلیت لا اقتل حتی اقتلا
ولن اصاب الیوم الا مقبلا
اضربهم بالسیف ضربا مقصلا
لا ناکلا عنهم ولا مهللا(۵)

میں قسم کھاتا ہوں کہ قتل نہ ہوں گا جب تک دشمنوں کو قتل نہ کر لوں اور مارا نہ جاؤں گا مگر پیش قدمی کی حالت میں۔ میں آج تلواریں لگاؤں گا فیصلہ کن تلواریں۔ نہ میرے قدم پیچھے ہٹیں گے اور نہ کمزوری کا اظہار ہو گا (۶)۔

اور یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

اضرب فی اعراضهم بالسیف
عن خیر من حل منی و الخیف(۷)

میں شمشیر زنی کروں گا بہترین انسان کی جانب سے جس نے سرزمین حرم میں کبھی قیام کیا (۸)۔

Marfat.com

آخر شہید ہو گئے۔ جب ان کی لاش امام علیہ السلام کے سامنے لا کر رکھی گئی تو آپ نے فرمایا۔

انت الحر کما سمتک امک و انت
الحر فی الدنیا و انت الحر فی الاخرة(۸)

یعنی تم بے شک حر ہو۔ تمہاری والدہ نے تمہارا نام بہت ٹھیک رکھا تھا۔ تم دنیا میں بھی حر ہو اور آخرت میں بھی (۹)۔

زہیر ابن قین: کئی لڑائیوں میں حصہ لے چکے تھے' بہت بہادر اور جری مشہور تھے۔ حج سے واپسی پر راستے میں امامؑ کے ارشاد پر آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ صبح عاشور جب آپ نے لشکر ترتیب دیا' تو زہیر کو میمنہ کا سردار مقرر کیا۔

طبری میں ان کا یہ رجز ملتا ہے۔

انا زهیر و انا ابن القین
اذودهم بالسیف عن حسین (۱۰)

میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں۔ میں اپنی تلوار سے ان کو حسینؑ کے پاس سے دور کروں گا (۱۱)

تاریخ طبری میں رجز کے یہ اشعار بھی ملتے ہیں:

اقدم عدیت هادیا مهدیا
والیوم تلقی جدک النبیا
و حسنا و المرتضی علیا
و ذالجناحین الفتی الکمیا

Marfat.com

و اسد اللہ الشھید الحیا(۱۲)

اے حسینؑ! ہادی و مہدی آگے بڑھیے! آج آپ اپنے جد نامدار اللہ کے نبی سے ملاقات کریں گے۔ پھر حسنؑ اور علی مرتضیٰؑ سے ملیں گے اور ذوالجناحین مسلح جوان (حضرت جعفر طیارؓ) اور شیر خدا زندہ شہید (حضرت حمزہؓ) سے ملاقات کریں گے۔

الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہی رجز بحار الانوار میں ملتا ہے۔ ان اشعار کو بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اقدم حسینا ہادیا مھدیا
الیوم نلقی جدک النبیا
ثم اباک ذالذی علیا
و الحسن خیر الرضی الولیا
و ذالجناحین الفتی الکمیا
و اسداللہ الشھید الحیا(۱۳)

بحار الانوار میں ایک اور رجز بھی موجود ہے جس کا پہلا شعر تاریخ طبری کے حوالے سے اوپر درج ہو چکا ہے۔ اس رجز کو یہاں پر درج کیا جاتا ہے۔

انا زھیر و انا ابن القین
ازودکم بالسیف عن حسین
ان حسینا احد السبطین
من عترۃ البر التقی الزین
ذاک رسول اللہ خیر المین

Marfat.com

اضربکم ولا اری من شین
یالیت نفسی قسمت قسمین(۱۴)

میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں۔ میں اپنی تلوار سے تم کو حسینؑ کے پاس سے دور کروں گا۔ حسینؑ رسولؐ اللہ کے دو میں سے ایک نواسے ہیں اور خوش خصال اور خوش جمال اور نیکو کار نبیؐ کی عزت ہیں۔ وہ اللہ کے برحق رسولؐ ہیں۔ میں تمہیں تلوار لگانے میں کوئی برائی نہیں سمجھتا۔ کاش میں فرزند رسولؐ کی نصرت میں ایک کی بجائے دو ہوتا تو دوبار ان کی مدد کرتا۔

حبیب ابن مظاہر: روز عاشور جب حضرت امام حسینؑ نے اپنی مختصر جماعت کو جنگی نقطہ نظر سے ترتیب دیا' تو حبیب بن مظاہر کو میسرہ کا سردار مقرر کیا۔

جب میدان جنگ میں آئے تو یہ شعر پڑھے۔

اقسم لوکنا لکم اعدادا
اوشطرکم ولیتم اکتادا
یا شر قوم حسباً و آدا(۱۵)

یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہم اگر تعداد میں تمہارے برابر ہوتے یا تم سے آدھے ہوتے' تو تم ہمارے سامنے یقینی بھاگ جاتے۔ اے بدترین خلائق حسب و نسب اور اخلاق کے لحاظ سے (۱۶)۔

طبری نے مندرجہ ذیل رجز کا ذکر بھی اپنی تاریخ میں کیا ہے۔

انا حبیب و ابی مظاهر
فارس هیجاء و حرب تسعر
انتم اعد عدة و اکثر

Marfat.com

ونحن اوفی منکم واصبر
و نحن اعلی حجته و اظهر
حقا و اتقی منکم و اعذر(۱۷)

میں حبیب ہوں اور میرے باپ کا نام مظاہر ہے۔ میدان جنگ اور بھڑکتی ہوں لڑائی کے ہنگام کا شہسوار ہوں۔ تمہاری تعداد ہم سے زیادہ اور لڑائی کا سامان تمہارے پاس فراواں ہے۔ مگر ہم اپنی بات کے زیادہ دھنی اور مشکلات کے زیادہ برداشت کرنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ حجت ہماری بالا' حقیقت نمایاں' فرائض کی پابندی زیادہ اور دامن صاف ہے (۱۸)۔

عمرو بن جنادہ بن کعب خزرجی: شہید انسانیت میں ان کا نام یہی لکھا ہوا اور یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ ان کا سن واقعہ کربلا کے وقت نو یا دس برس کا تھا ان کے والد بھی اس معرکے میں شہید ہو چکے تھے۔ ان کی والدہ نے اپنے بیٹے کو جہاد کی ترغیب دی۔ چنانچہ یہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ابھی تو اس کا باپ شہید ہوا ہے۔ اگر یہ بھی قتل ہو گیا تو اس کی ماں کے دل پر کیا گزرے گی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میری ماں ہی نے مجھے بھیجا ہے اور جنگ کا لباس بھی انہوں نے مجھے پہنایا ہے۔ اجازت کے بعد یہ میدان میں آئے اور بحار الانوار کی روایت کے مطابق یہ اشعار پڑھنے لگے۔

امیری حسین و نعم الامیر
سرور فواد البشیر النذیر
علی و فاطمه والده
فهل تعلمون له من نظیر

Marfat.com

له طلعة مثل شمس الضحى
له غرة مثل بدر منير

میرا امیر حسینؑ ہے اور کیا اچھا امیر ہے۔ وہ بشیر و نذیر نبیؐ کے دل کا سرور ہے۔ علیؑ اور فاطمہؑ اس کے والدین ہیں۔ کیا تمہارے علم میں اس کا کوئی نظیر ہے۔ اس کے چہرے پر ایسا نور ہے جیسے دوپہر کا آفتاب اور ایسی ضیاء ہے جیسے ماہتاب درخشاں (۱۹)۔

یہ رجز پڑھ کر خوب لڑے یہاں تک کہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ظالموں نے ان کا سر امامؑ کے لشکر کی طرف پھینک دیا۔ ان کی والدہ نے فرزند کا سر اٹھالیا۔ اور کہا اے میرے فرزند تیرا حال کیا خوب ہے اے میرے دل کے سرور، میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تو نے اپنی جان فرزند رسولؐ پر نثار کی۔ یہ کہہ کر اپنے بیٹے کا سر مخالف لشکر کی طرف پھینک دیا اور ایک ملعون کو اس کی ضرب سے قتل کیا (۲۰)

بحریہ بنت مسعود (والدہ عمرو بن جنادہ): اس شیر دل خاتون نے عمود خیمہ اٹھا کر مخالف لشکر پر حملہ کیا اور یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

انا عجوز سیدی ضعیفه
حاوية بالية نحيفه
اضربکم بضربة عنيقه
دون بنی فاطمة الشريفه

میں بوڑھی عورت ہوں۔ میرا جسم اگرچہ بڑھاپے کی وجہ سے ضعیف و ناتواں ہے، لیکن اے اشقیا! میں تمہیں شدید ضرب سے قتل کروں گی اور فاطمہ علیہا السلام کے فرزند کی حمایت کروں گی۔ یہ کہہ کر اس ضعیفہ نے مقابلہ

Marfat.com

کیا یہاں تک کہ دو شخصوں کو خاک پر گرایا۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس نیک اعتقاد خاتون کو واپس بلا لاؤ۔ آپ نے اس ضعیفہ کے حق میں دعا کی (۲۱)۔

جون غلام ابو ذر غفاری: معرکہ کربلا میں یہ آپؑ کے ساتھ تھے۔ جہاد کے لئے اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا تمہیں ہمارے ساتھ مصیبت میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جواب میں اس باوفا نے جو الفاظ کہے وہ خلوص و جاں نثاری کا نمونہ ہیں۔

.... خدا کی قسم، میرے جسم سے بدبو آتی ہے اور میرا حسب و نسب پست ہے۔ میرا رنگ سیاہ ہے آپ اپنے صدقہ میں مجھے جنت کا مستحق بنا دیجئے کہ میری بو خوشبو سے بدل جائے۔ اور میرا حسب شریف ہو جائے اور میرا رنگ سفید ہو جائے۔ بخدا میں آپ سے جدا نہ ہوں گا جب تک یہ سیاہ خون آپ لوگوں کے سفید خون میں مل نہ جائے (۲۲)۔

ان کو جہاد کی اجازت ملی تو میدان قتال میں آکر یہ رجز پڑھنا شروع کیا۔

کیف تری الفجار ضرب الاسود
بالمشرفی و القنا المدد
یذب عن آل النبی احمد

ذرا گناہ گار لوگ دیکھیں تو ایک سیاہ غلام کی جنگ کو شمشیر و نیزہ کے ساتھ جب کہ وہ آل رسولؐ کی امداد میں مصروف ہے (۲۳)۔

بحار الانوار میں لکھا ہے کہ شہادت کے بعد حضرت امام حسینؑ ان کی نعش پر آئے اور فرمایا: خداوندا! اس کا چہرہ نورانی کر اور اس کے جسم کو خوشبو

Marfat.com

دار کر اس کو نیکوں کے ساتھ محشور فرما اور اس کو آل محمدؐ سے جدا نہ کر (۲۴)۔ شیخ صدوقؒ نے خصائل میں امام محمد باقرؑ کی زبانی امام زین العابدینؑ کی حدیث درج کی ہے کہ جب بنی اسد شہداء کو دفن کرنے قتل گاہ میں آئے، تو جون کے جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی (۲۵)۔

حواشی

۱۔ محمد اقبال (علامہ)، اسرار و رموز (لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۹ء) ص ۔ ۱۲۷

۲۔ علی نقی، شہدائے کربلا، حصہ دوم (لکھنؤ امامیہ مشن، ۱۳۵۶ھ) ص ۔ ۳۱

۳۔۴۔ ایضاً ص ۔ ۳۲۔۳۳

۵۔ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ الطبری تاریخ الرسل و الملوک ۔ تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم (قاہرہ: دار العارف، ۱۹۶۳ء) جلد ۔ ۵، ص ۔ ۴۴۰۔۔۴۴۱

۶۔ علی نقی، حوالہ ماسبق، ص ۔ ۳۶

۷۔ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، کتاب محولہ بالا، ص ۔ ۴۴۱

۸۔۹۔ علی نقی، شہدائے کربلا، ص ۔ ۳۶

۱۰۔ الطبری، تاریخ، ص ۔ ۴۴۱

۱۱۔ علی نقی، شہدائے کربلا، ص ۔ ۶۲

۱۲۔ الطبری، تاریخ، ص ۔ ۴۴۱

۱۳۔ محمد باقر المجلسی، بحار الانوار (اردو) در حالات حضرت امام حسین علیہ السلام ۔ ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری (لاہور: ادارہ علوم آل محمد، ۱۹۶۲ء) ص ۔ ۲۳۰

۱۴۔ ایضاً ص ۔ ۲۳۴ ۔ ۲۳۵

Marfat.com

۱۵۔ الطبری ' محولہ بالا ' ص ۔ ۴۳۹

۱۶۔ علی نقی النقوی ' شہید انسانیت (لاہور : امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ ' س ۔ ن) ص ۔ ۲۸۵

۱۷۔ الطبری ' محولہ بالا ' ص ۔ ۴۳۹

۱۸۔ علی نقی النقوی' شہید انسانیت' ص ۔ ۳۸۵

۱۹۔۲۰۔ محمد باقر المجلسی ' بحار الانوار ص ۔ ۲۳۲

۲۱۔ ایضاً' ص ۔ ۲۳۳

۲۲۔ علی نقی ' شہدائے کربلا ' ص ۱۱۹ ۔ ۱۲۰

۲۳۔ ایضاً' ص ۔ ۱۲۰

۲۴۔ محمد باقر المجلسی ' بحار الانوار ' ص ۔ ۲۲۶۔۲۲۷

۲۵۔ علی نقی ' شہدائے کربلا ' ص۔۱۲۱

Marfat.com

قمر بنی ہاشم حضرت عباسؑ کی رجز خوانی

حضرت ابوالفضل العباس لشکر حسینؑ کے علمدار تھے' آپ کو قمر بنی ہاشم کہا جاتا تھا۔ کتب مقاتل میں لکھا ہے کہ جب کوئی باقی نہ رہا' تو آپ امام عالیمقامؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ عباسؑ! تو مرا علمدار ہے۔ جناب عباسؑ نے اصرار کیا تو امام حسینؑ نے فرمایا کہ پانی لانے کا انتظام کرو۔ مشک سکینہ اٹھا کر فرات کی جانب چلے۔ اب اشقیاء سے مقابلہ شروع ہو گیا۔ حضرت عباسؑ علمدار نے میدان کربلا میں مختلف مواقع پر رجز خوانی کی۔ ان اشعار میں شجاعت اور وفاداری کے خصائص بہت نمایاں ہیں۔ آپؑ جس خاندان کے چشم و چراغ ہیں موت سے کھیلنا اس کا شعار تھا۔ یہ ایسا جوہر ہے جو میدان جنگ میں شہدائے آل ابی طالب نے نمایاں حیثیت سے پیش کیا' لیکن ان شہداء میں حضرت عباسؑ نے وفاداری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ لفظ وفا آپ کے اسم گرامی کا لازمی حصہ قرار پا گیا۔ وفا کا لفظ ذہن میں آتے ہی حضرت عباسؑ یاد آتے ہیں اور جب آپ کا اسم گرامی سامنے آتا ہے" تو فوراً" لفظ وفا بھی یاد آ جاتا ہے۔

ملک وفا کے حضرت عباسؑ شاہ ہیں
حسن وفا پہ مشک و علم دو گواہ ہیں

پہلا رجز : جب آپ فرات کی طرف روانہ ہوئے تو یہ رجز پڑھا۔

لا ارھب الموت اذالموت رقا
حتٰی اواری فی المصالیت اللقا

Marfat.com

نفسی لنفس المصطفی الطهر وقا
ولا اخان طارقا ان طرقا
بل اضرب الهام و افری المفرقا
انی انا العباس اغدو بالسقا
ولا اخاف الشر عند الملتقیٰ

(۱) "موت جب سر پر آ جائے تو بھی مرنے سے نہیں ڈرتا' میرا یہ جذبہ تہ خاک پہنچنے پر بھی دل میں رہے گا۔

(۲۔۳) میں نے اپنی جان کو نفس مصطفیٰ کی سپر بنا دیا ہے جو آیہ تطہیر کی منزل ہیں ۔اندھیری رات میں آنے والی مصیبتوں سے بھی کبھی میں نہیں ڈرا' اگر کوئی برا وقت آیا تو سروں کے دو ٹکڑے کروں گا۔ میں ہی عباس ہوں جو سقائے حرم ہوں۔

(۴) دشمن کا سامنے ہونے پر ذرا بھی نہ ڈروں گا"(۲)

میدان کارزار گرم ہوا تو اس طرح رجز خوانی کی۔ اس میں شجاعت اور وفاداری کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنا تعارف بھی کروایا ہے۔

اقاتل القوم بقلب مھتد
اذب عن سبط النبی احمد
اضربکم بالصارم المھند
حتیٰ تحیدوا عن قتل سیدی
الی انا العباس ذوالتودد
نجل علی المرتضیٰ المویدؔ(۳)

۱) میں ہدایت یافتہ دل سے (بدکردار) قوم سے لڑتا ہوں اور آسمانوں میں جس

Marfat.com

نبیؐ کی صدائے تحمید بلند ہے' اس کے نواسے سے دشمنوں کو دور کرتا ہوں۔

۲) اور تیغ ہندی سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک تم سردار جوانان جناں کے ساتھ جنگ سے باز نہ آ جاؤ۔

۳) میں مروت کے شرف سے سرفراز عباس ہوں جو علی مرتضیٰؓ کا لال ہے جن کا موید من اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید) ہونا دنیا کو تسلیم ہے (۴)۔

فرات پر رجز خوانی: فرات میں داخل ہوئے' امام حسینؓ اور بچوں کی پیاس کو یاد کیا۔ اس وقت یہ شعر پڑھے۔

یا نفس من بعد الحسینؓ ھونی٭
فبعدہ لاکنت ان تکونی
ھذا الحسین شارب المنون
و تشربین بارد المعین
ھیھات ما ھذا فعال دینی
ولا فعال صادق الیقین(۵)

۱) اے نفس! حسینؓ کے بعد جینا تیرے لئے ذلت ہے۔ اگر تو رہنا چاہتا ہے تو حسینؓ کے بعد نہ رہنا۔

۲) حسینؓ تو موت کے گھونٹ پئیں اور تو ٹھنڈا صاف پانی پئے۔

۳) یہ تو میرے مذہب کا شیوہ نہیں اور نہ سچا یقین رکھنے والوں کے یہ کام ہوتے ہیں(۶)

داہنا ہاتھ کٹ گیا: پانی سے بھری ہوئی مشک کو خیمہ کی طرف لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دشمن سد راہ ہے۔ آپ مردانہ وار ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اتنے میں نوفل بن ازرق یا یزید بن ورقا نے درخت خرما کے پیچھے سے

Marfat.com

نکل کر آپ پر تلوار کا وار کیا جس سے داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ آپ نے مشکیزہ کو بائیں ہاتھ میں لیا اور دشمنوں پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت آپ نے یہ رجز پڑھا۔

والله ان قطعتموا یمینی
انی احامی ابداً عن دینی
و عن امام الصادق الیقین
نجل النبی الطاهر الامین
نبی صدق جائنا بالدین
مصدقاً بالواحد الامین(۷)

۱۔۲) خدا کی قسم! اے دشمنان دین اگر تم نے میرا داہنا ہاتھ قلم کر دیا ہے، تو کچھ پرواہ نہیں۔ میں اسی حال میں اپنے سچے دین اور فرزند رسول الثقلین امام حسینؑ کی مدد کرتا رہوں گا جو نہایت صادق الیقین امام ہیں۔

۳) وہ امانت دار نبیؐ جو سچا دین لے کر آیا اور جو (خدائے) یکتا و امین کی تصدیق کرنے والے تھے (۸)۔

بایاں ہاتھ قلم ہو گیا: ابو القاسم سحاب لکھتے ہیں کہ دوران جنگ عبداللہ بن زید شیبانی نے آپ کے بائیں ہاتھ پر وار کیا جس سے یہ ہاتھ بھی قطع ہو گیا۔ آپ نے اس حالت میں بھی دشمن پر حملہ کیا اور یہ رجز پڑھا۔

یا نفس لاتخشی من الکفار
والبشری برحمة الجبار
مع النبی سید الابرار
مع جمله السادات و الاطهار

Marfat.com

قد قطعوا ببغیهم یساری
فاصلهم یا رب حر النار(۹)

۱) اے نفس! کافروں سے مت ڈر اور خدائے جبار کی رحمت سے بشارت حاصل کر۔

۲) جو تمام نیکوں کے سردار نبی مصطفیٰؐ کے ساتھ اور تمام پاک و پاکیزہ نفوس اور سادات کے ساتھ ملے گی (مختص ہے)۔

۳) تم نے اپنی بغاوت سے میرا بایاں ہاتھ قطع کیا۔ خداوندا! ان کو حرارت دوزخ سے دو چار کر(۱۰)

ایک اور رجز: ابوالقاسم سحاب نے لکھا ہے کہ خوارزمی مقتل میں لکھتا ہے کہ حضرت ابوالفضل نے جہاد کرتے ہوئے یہ رجز بھی پڑھا۔

اقسمت باللہ الاعز الاعظم
و بالحجون صادقا و زمزم
و بالحطیم و الفناء المحرم
لیخضبن الیوم جسمی بدم
دون الحسین ذی الفخار الاقدم
امام اھل الفضل و التکرم(۱۱)

۱) میں سب سے زیادہ غالب اور عظیم خدا کی قسم کھاتا ہوں۔ میں مقام حجون اور زمزم کی قسم کھاتا ہوں۔

۲۔۳) میں حطیم اور کعبہ کے مقدس صحن کی قسم کھاتا ہوں کہ آج میرا جسم میرے خون میں ضرور رنگین ہو گا۔ (حضرت) امام حسینؑ کی راہ میں جو قدیم ترین شریف ہیں اور فضل و کرم والوں کے امام ہیں(۱۲)

Marfat.com

وقت شہادت اور امامؑ کی مرثیہ خوانی: تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ علمدار حسینؑ نے اپنے الفاظ کو سچ کر دکھایا۔ داد شجاعت دیتے ہوئے زین فرس سے زمین پر آئے۔ امامؑ حضرت عباسؑ کی شہادت کے وقت ان کے پاس پہنچے۔ بھائی کو دیکھ کر آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور یہ اشعار پڑھے۔

احق الناس ان یبکی علیه
فتی ابکی الحسین بکربلاء
اخوه و ابن والده علی
ابوالفضل المضرج بالدماء
و من واساه لا یثنیه خوف
و جادله علی عطش بماء(۱۳)

۱) "سب سے زیادہ رونے کا حق اس جوان پر ہے جس نے حسینؑ کو دشت کربلا میں رلایا۔

۲) وہ ان کا بھائی اور ان کے پدر نامدار علیؑ کا بیٹا ہے۔ وہ ابوالفضل ہے جس کا جسم مطہر خون سے نہایا ہوا ہے۔

۳) جس نے مواسات میں کسی خوف کی پرواہ نہ کی اور پانی لانے کے لئے تلوار کھینچی" (۱۴)۔

حواشی

۱۔ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، جلد سوم (النجف: المطبعۃ الحیدریۃ

Marfat.com

۱۹۵۶ء) ' ص - ۲۵۶

۲- سید آغا مہدی ' سوانح حیات حضرت عباس دلاورؑ مسمی بہ العبد الصالح (کراچی : جمیعت خدام عزا ' ۱۳۹۱ھ) ص - ۱۴۰

۳- ابو مخنف ' مقتل الحسین علیہ السلام و مصرع اہل بیتہ و اصحابہ فی کربلا (النجف : المطبعۃ الحیدریہ ' ۱۳۴۷ھ) ص - ۵۷

۴- سید آغا مہدی ' محولہ بالا ' ص - ۱۴۱

۵- ابو مخنف ' محولہ بالا ' ص - ۵۸

۶- سید نجم الحسن ' ذکر العباس علیہ السلام (لاہور : شیعہ جنرل بک ایجنسی ' ۱۹۵۶ء) ' ص - ۲۶۴

۷- ابو مخنف ' محولہ بالا ' ص - ۵۸

۸- سید نجم الحسن ' محولہ بالا ' ص - ۲۶۸ ؛ سید آغا مہدی ' محولہ بالا ' ص - ۱۵۵

۹- ابو مخنف ' محولہ بالا ' ص ۵۹ ؛ ابو القاسم سحاب ' زندگانی حضرت خامس آل عبا ابیعبداللہ الحسین سید الشہداء علیہ الآلاف التحیتہ و الثنا (طہران: کتابفروشی و چاپخانہ دانش : ۱۳۷۴ قمری) جلد دوم ' ص - ۱۰۵

۱۰- سید آغا مہدی ' محولہ بالا ' ص - ۱۵۵ - ۱۵۶

۱۱- ابو القاسم سحابؔ ' محولہ بالا ' ص - ۱۰۲ - ۱۰۳

۱۲- سید آغا مہدی ' محولہ بالا ص - ۱۴۱

۱۳- ابو القاسم سحاب ' محولہ بالا ' ص - ۱۰۵

۱۴- سید آغا مہدی ' محولہ بالا ' ص - ۱۶۳

Marfat.com

حضرت علی اکبرؑ کی رجز خوانی

رسول خدا نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا حسین منی و انا من حسین یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اس حدیث کا دوسرا حصہ اس قربانی پر روشنی ڈالتا ہے جو امامؑ نے اسلامی اقدار کی حفاظت اور بقا کے لئے دی۔ اس قربانی کے مختلف پہلو اور انداز ہیں۔ اس میں مال و متاع بھی شامل ہے' اصحاب اور اعزہ و اقرباء کی جانی قربانیاں بھی شامل ہیں۔ ہر سن و سال کا مجاہد میدان کربلا میں نظر آتا ہے۔ بچے' جوان اور بوڑھے سب ہی موجود ہیں' لیکن شوق جہاد اور جذبہ شہادت ان سب کا ایک ہے۔ قافلہ مجاہدین کی منزل ایک ہے' حصول مقصد کے لئے کاوشوں کا رخ ایک ہی جانب ہے۔ اس مضمون میں جواں سال شبیہہ رسولؐ حضرت علی اکبرؑ کے جہاد کے اس پہلو کی جانب توجہ دلاتی ہے جس کو رجز خوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے

شہزادہ اپنے پدر نامدار سے اذن جہاد طلب کر کے میدان کا رخ کرتا ہے۔ امام حسینؑ نے اس وقت جو کلمات ادا فرمائے وہ اس محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں جو نواسہ رسولؐ کو اپنے جوان بیٹے سے تھی' اس کے علاوہ شہزادے کے اس ارفع و اعلیٰ مقام کو بھی بتاتے ہیں جو پیغمبرؐ خدا کی نسبت سے ان کو حاصل تھا۔ آپ نے فرمایا "پروردگار! اس قوم کے خلاف گواہ رہنا اب میدان میں وہ نوجوان جا رہا ہے جو صورت' سیرت اور گفتار میں تیرے رسولؐ سے سب سے زیادہ مشابہ تھا اور جب ہم تیرے نبیؐ کی زیارت کے مشتاق ہوتے تھے' تو اسے دیکھ لیا کرتے تھے" (۱) اسی موقع پر امام حسینؑ کی زبان مبارک

Marfat.com

سے نکلا ہوا ایک اور جملہ بھی ملتا ہے جو آپ نے ابن سعد کو مخاطب کر کے فرمایا: یا ابن سعد قطع اللہ رحمک کما قطعت رحمی ولم تحفظنی فی رسول اللہ (۲) "اے ابن سعد خدا تجھ کو اسی طرح قطع رحم میں مبتلا کرے جس طرح تو نے میرے حقوق قرابتداری کا لحاظ نہ کیا تو نے رسول اللہ کی خاطر سے میرے حقوق کی کچھ بھی نگہداشت نہ کی" (۳)۔

وقت جہاد رجز خوانی: محسن الملت السید محسن نواب رقمطراز ہیں کہ جب شہزادے نے میدان کا رخ کیا' تو یہ کلام زبان پر جاری تھا۔

انا علی ابن الحسین بن علی
نحن و بیت اللہ اولی بالنبی
واللہ لا یحکم فینا ابن الدعی(۴)

"میں ہوں علی اکبرؑ حسین کا بیٹا جو علیؑ کے بیٹے ہیں۔ خدا کے گھر کی قسم ہم کو نبیؐ کا حق سب سے زیادہ پہنچتا ہے۔ خدا کی قسم جھوٹے نسب والے کا بیٹا ہم پر حکومت نہیں کر سکتا" (۵)۔

علامہ علی نقی النقوی نے شہدائے کربلا میں لکھا ہے کہ "مناقب ابن شہر آشوب میں جو رجز کے اشعار نقل کئے ہیں وہ یہ ہیں":

انا علی بن الحسین بن علی
من عصبہ جد ابیھم النبی
نحن و بیت اللہ اولی بالوصی
وللہ لا یحکم فینا ابن الدعی
اضربکم بالسیف احمی عن ابی
اطعنکم بالرمح حتی ینثنی

Marfat.com

طعن غلام ہاشمی علوی (۶)

میں ہوں حسینؑ بن علیؑ کا فرزند، میرے باپ کے نانا رسولؐ اللہ ہیں۔ خدا کی قسم! ہم وصی رسولؐ کے سب سے زیادہ قرابتدار ہیں بخدا... ہم ہیں (جھوٹے نسب والے) کی اولاد حکومت نہیں کر سکتی۔ میں تم کو تلواریں لگاؤں گا اپنے باپ کی حمایت میں اور نیزہ کے وار کروں گا یہاں تک کہ نیزہ ٹیڑھا ہو جائے ایسے حملے جو ایک ہاشمی اور علوی جوان کو کرنا چاہئیں (۷)

اس رجز میں جناب علی اکبرؑ نے اپنا خاندانی تعارف کروایا ہے۔ اپنے حق کو یاد دلایا ہے اور آخر میں اس شجاعت و بہادری کا اعلان کیا ہے جو اس خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔

زیارت شہداء میں رجز کے اشعار یہ ہیں۔

انا علی بن الحسین بن علی
نحن و بیت اللہ اولی بالنبی
اطعنکم بالرمح حتی ینثنی
اضربکم بالسیف حمی عن ابی
ضرب غلام ہاشمی عربی
واللہ لا یحکم فینا ابن الدعی(۸)

یہ رجز بھی وہی ہے جو پہلے ابن شہر آشوب کی روایت کے حوالے سے درج کیا گیا ہے۔ اس میں قدرے لفظی اختلاف موجود ہے۔

جہاد علی اکبرؑ: بحار الانوار میں آپ کے جہاد کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔

اس کے بعد کفار پر حملہ کیا اور اس قدر اشقیاء کو قتل کیا کہ کشتوں کے

Marfat.com

پشتے لگادے منقول ہے کہ باوجود شدت تشنگی حضرت علی اکبرؑ نے ایک سو بیس اشقیاء فی النار کئے۔ اس کے بعد مجروح جسم کے ساتھ اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں آکر کہا "اے پدر بزرگوار! پیاس کی شدت سے جاں بلب ہوں"۔ باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا اپنی زبان میرے منہ میں ڈالو۔ بیٹے نے حکم کی تعمیل کی ...(۹) اور پھر فوراً" ہی اپنی زبان امامؑ کے دہن سے نکال کر کہنے لگا: بابا جان! آپ کی زبان تو میری زبان سے بھی زیادہ خشک ہے... بیٹا جاؤ تھوڑی دیر اور جہاد کرو تم بہت جلد اپنے جد بزرگوار جناب رسولؐ خدا سے ملاقات کرو گے وہ تمہیں چھلکتا ہوا جام دے کر ایسا سیراب کریں گے کہ پھر تم کبھی پیاسے نہ رہو گے" (۱۰)۔

دوسری بار میدان جهاد میں: حضرت علی اکبرؑ دوسری بار میدان جنگ کی طرف گئے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے:

الحرب قد بانت له الحقائق
و ظهرت من بعدها مصادق
والله رب العرش لانفارق
جموعكم او نعمل البوارق(۱۱)

"لڑائی کی حقیقتیں ظاہر ہو گئیں اور اس کے بعد اس کے مصادق (بہادر اور شجاع لوگ) ظاہر ہو گئے۔ خدا کی قسم! جب تک تلواروں کی بجلیاں تم کو جھلس نہ دیں، ہم تم سے جدا نہ ہوں گے" (۱۲)

شہادت علی اکبرؑ اور امام کے کلمات: کتب مقاتل میں لکھا ہے کہ مرہ بن منقذ نے نیزے کا ایک ایسا وار کیا کہ شہزادہ گھوڑے پر سنبھل نہ سکا۔ آخری الفاظ فرما رہے ہیں "بابا جان! میرا آخری سلام ہو' یہ ہیں' میرے دادا رسولؐ

Marfat.com

اللہ آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں ہمارے پاس جلد آ جاؤ"۔ بعض روایات میں علی اکبرؑ کے آخری کلمات اس طرح مروی ہیں "بابا جان! یہ میرے دادا رسولؐ اللہ ہیں جنہوں نے مجھے اپنے چھلکتے جام سے ایسا سیراب کر دیا جس کے بعد میں کبھی پیاسا نہ ہوں گا اور وہ آپ سے فرما رہے ہیں جلدی کرو' جلدی تمہارے لئے بھی ایک جام پہلے سے تیار ہے" (۱۳)

علامہ علی نقی النقوی کہتے ہیں کہ "علی اکبرؑ کی شہادت کا امام پر بڑا اثر ہوا" آپ نے فرمایا:

قتل اللہ قوما قتلوک یا بنی ما اجراھم علی الرحمن و علی رسولہ و علی انتھاک حرمہ الرسول علی الدنیا بعدک العفا"

"خدا فنا کر دے اس جماعت کو جس نے تجھے قتل کیا۔ اے میرے فرزند! کتنی جرأتیں بڑھ گئی ہیں ان لوگوں کی' خدا اور رسولؐ کے مقابلے میں۔ تیرے بعد دنیا کی زندگی پر خاک ہے" (۱۴)

امامؑ کے لئے وہ وقت بہت سخت تھا جب آپ نے شبیہہ رسولؐ کو خون میں نہاتے ہوئے دیکھا۔ اس مناسبت سے عمادزادہ نے اپنی کتاب "مجموعہ زندگانی چہاردہ معصومؑ" میں درج ذیل اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں حضرت علی اکبرؑ کے حسن و جمال کے ساتھ ساتھ امامؑ کے اپنے موقف پر سختی سے قائم رہنے کا ذکر بھی ہے۔ انہی جذبات کا اظہار ان میں کیا گیا ہے:۔

لن نر عین نظرت مثلہ
من مختف یمشی و من فابل
یغلی فھی اللحم حتی اذ
انضح لم یغل علی آکل
کان اذا شبت لہ نارہ

Marfat.com

اوقدها بالشرف القابل
کیما یراها بائس مرمل
او فرد حی لیس بالاهل
لا یوثر الدنیا علی دینه
ولا یبیع الحق بالباطل
اعنی ابن لیلی ذالسدی والندی
اعنی ابن بنت الحسب الفاضل (۱۵)

حواشی

۱۔ السید محسن نواب ' شہدائے آل ابو طالب' (لکھنؤ : امامیہ مشن ' ۱۳۸۷ ھ) ' ص۔ ۱۳

۲۔ علی نقی النقوی ' شہدائے کربلا ' حصہ سوم (لکھنؤ : امامیہ مشن ' ۱۳۵۷ھ) ص۔ ۲۹

۳۔ ایضاً۔ ص۔ ۳۰

۴۔ السید محسن نواب ' محولہ بالا ' ص۔ ۱۵

۵۔ ایضاً ' ص۔ ۱۵۔ ۱۶

۶۔ علی نقی النقوی ' محولہ بالا ' ص۔ ۳۱

۷۔ ایضاً ' ص۔ ۳۱۔ ۳۲

۸۔ ایضاً ' ص۔ ۳۲

۹۔ محمد باقر المجلسی ' بحار الانوار (اردو) ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری ' حصہ اول (لاہور : ادارہ علوم آل محمد ' ۱۹۶۲ء) ص۔ ۲۴۹

۱۰۔ السید محسن نواب ' محولہ بالا ' ص۔ ۱۷

۱۱۔ ابوالقاسم سحاب ' زندگی حضرت خامس آل عبا ابی عبد اللہ الحسین سید الشہداء علیہ الآلاف التحیتہ و الثناء (تہران : کتابفروشی و چاپخانہ دانش ' ۱۳۷۴ھ) جلد

Marfat.com

دوم ' ص - ۹۴

۱۲- ابن شہر آشوب ' مناقب ' ترجمہ سید ظفر حسن نقوی (جلد پنجم ' کراچی : شمیم
بکڈپو ' ۱۳۸۴ھ) ص - ۵۰

۱۳- السید محسن نواب ' محولہ بالا ' ص - ۱۸

۱۴- علی نقی النقوی شہدائے کربلا ' حصہ سوم ' ص - ۳۶

۱۵- عماد زادہ ' مجموعہ زندگی چہاردہ معصوم علیہم السلام (تہران : مئولف ' س -
ن) جلد دوم ' ص - ۳۴

Marfat.com

امام حسینؑ کی رجز خوانی

امام حسین علیہ السلام نے کربلا کے میدان میں دشمن کے لشکر کو مخاطب کر کے اپنا تعارف کروایا' خاندانی فضائل بیان کئے تاکہ اشقیاء کو معلوم ہو جائے کہ وہ کس مقدس ہستی سے برسرپیکار ہیں۔ بلاغت امام حسینؑ کے حوالے سے ہمیں وہ خطبات بھی ملتے ہیں جو آپ نے اس مقصد کے لئے ارشاد فرمائے۔ اس کے علاوہ آپ نے رجز خوانی بھی کی۔ رجز کے اشعار میں بھی اپنا تعارف کروایا۔ گویا یوں معلوم ہوتا ہے کہ اتمام حجت کے لئے آپ نے رجز خوانی بھی کی۔ ان اشعار کو پڑھنے سے فصاحت و بلاغت نمایاں طور پر نظر آتی ہے جو اس مقدس خاندان کا طرہ امتیاز ہے۔

علامہ مجلسی بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ جب آپ نے میدان جنگ کا قصد کیا تو یہ اشعار پڑھے:

سامضی فما بالموت عار علی الفتی
اذا مانوی خیرا و جاهد مسلما
و واصی الرجال الصالحین بنفسه
وفارق مذموما و خالف مجرما
اقدم نفسی لا ارید بقاء ها
لنلقی خمیسا فی الهیاج عرمرما
فان عشت لم ازمم و ان مت لم الم
کفی بک ذلا ان تعیش قرغما (۱)

ترجمہ: میں عنقریب میدان قتال کی طرف جاتا ہوں کیونکہ مرنا انسان کے لئے

Marfat.com

ذلت نہیں ہے بشرطیکہ اس کی نیت نیک ہو اور وہ حالت اسلام میں جہاد کر رہا ہو۔

وہ اپنی جان دے کر اچھے لوگوں کی مدد کرے۔ برے لوگوں سے الگ ہو جائے اور مجرم کی مخالفت کرے۔

میں اپنے نفس کو لشکر کثیر کی طرف دھکیلتا ہوں اس کی بقا نہیں چاہتا۔

اگر میں بچ گیا یا مارا گیا تو برا نہیں کہا جاؤں گا۔ ہاں اگر تو ذلت کے ساتھ زندہ رہے تو یہ باعث رسوائی ہو گا۔

رخصت آخر کے بعد کا رجز: علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں لکھتے ہیں کہ امامؑ رخصت آخر کے لئے خیمے کے دروازے پر آئے اور بلند آواز سے پکارے۔ یا سکینۃ یا فاطمۃ یا زینب یا ام کلثوم علیکن منی السلام۔ اے سکینہ' اے فاطمہ' اے زینب اور اے ام کلثوم تم پر میرا آخری سلام ہو(۴) ... اس کے بعد آپ شہادت کے ارادے سے میدان کار زار میں آئے اور رجز پڑھنے لگے۔ اس کے بیس اشعار ہیں۔ ان میں امام علیہ السلام نے ان لوگوں کے ان جرائم کا ذکر کیا جو وہ پہلے کر چکے تھے۔ اپنا تعارف کروایا اور مخاطب گروہ کو بتایا کہ تم مجھے بے جرم و خطا قتل کرنے پر آمادہ ہو چکے ہو۔اپنے فضائل کا تذکرہ بھی کیا۔ اصل اشعار کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ بعد میں ان کا ترجمہ لکھا جائے گا۔

(۱) کفر القوم فدما و قد رغبوا
عن ثواب اللہ رب الثقلین

(۲) قتل القوم علیا وابنہ
حسن الخیر کریم الابوین

Marfat.com

(٣) حنقا منهم و قالوا جمعوا
احشروا الناس الى حرب الحسين

(٤) يا لقوم من انام رذل
جمعوا لجمع لاهل الحرمين

(٥) ثم صاروا و تواصوا كلهم
باجتياحى و رضاء الملحدين

(٦) لم يخاف اللّه فى سفک دمی
لعبيد اللّه نسل الكافرين

(٧) وابن سعد قد رمانی عنوة
بجنود كوكوف الهاطلين

(٨) لا لشيئى كان منى قبل ذا
غير فخرى بضياء الفرقدين

(٩) بعلى الخير من بعد النبى
والنبى القرشى الوالدين

(١٠) خيرة اللّه من الخلق ابى
ثم امى فابنا الخيرتين

(١١) فضة قد خلصت من ذهب
فانا الفضة و ابن الذهبين

(١٢) من له جد كجدى فى الورى

Marfat.com

او كشيخى فابن العلمين

(۱۳) فاطم الزهراء امى و ابى
قاصم الكفرة ببدر و حنين

(۱۴) عبدالله غلاما يا فعا
و قريش يعبدون الوثنين

(۱۵) اللات و العزى معا
وعلى كان صلى القبلتين

(۱۶) فابى شمس و امى قمر
فانا الكواكب و ابن القمرين

(۱۷) وله فى يوم احد رفعة
شفت الغل بغض المعسكرين

(۱۸) ثم فى الاحزاب و الفتح معا
كان فيها حتف اهل الفيلقين

(۱۹) فى سبيل الله ماذا صنعت
امه السوء معا بالعترتين

(۲۰) عترة البر النبى المصطفى
على الورد يوم الجحفلين(۳)

ترجمہ:

(۱) یہ قوم کافر ہو گئی ہے اور پہلے ہی سے یہ ثواب الٰہی سے روگرداں ہے۔

Marfat.com

(۲) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے علیؑ اور حسنؑ کو مار ڈالا جو مجسمہ خیر و محترم والدین کے فرزند تھے۔

(۳) ایسا انہوں نے پرانے کینہ کی بنا پر کیا ہے اور اب یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ حسینؑ سے لڑنے کے لئے اکٹھا کرو۔

(۴) یہ کیسے رذیل لوگ ہیں جنہوں نے وارث حرمین سے لڑنے کے لئے لشکر اکٹھا کئے ہیں۔

(۵) اور ایک دوسرے کو میرے ہلاک کرنے کے لئے تاکید کر رہے ہیں تاکہ دو ملحد (عمر سعد و ابن زیاد) راضی ہو جائیں۔

(۶) میرا خون بہانے میں ان کو اللہ کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ابن زیاد کو راضی رکھنا چاہتے ہیں جو دو کافروں کی نسل سے ہے۔

(۷) پسر سعد جور و ستم کے ساتھ طوفان کی طرح اُمڈے ہوئے لشکروں کو لے کر مجھ پر حملہ آور ہوا ہے۔

(۸) حالانکہ میرا کوئی قصور نہیں ہے سوائے اس کے کہ دو نیر فلک نبوت و امامت پر مجھے فخر ہے۔

(۹) ایک ان میں سے علیؑ بن ابی طالب ہیں جن کا مرتبہ نبیؐ کے بعد ہے اور دوسرے قریشی والدین کے فرزند نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

(۱۰) میرے باپ اور میری ماں (دونوں) خلق خدا میں سے برگزیدہ اور منتخب ہیں اور میں انہی دونوں برگزیدہ ہستیوں کا فرزند ہوں۔

(۱۱) اس چاندی کا کیا کہنا جو طلائے خالص سے نکھار کر بنائی گئی ہو، میں وہی مصفا چاندی ہوں جو دو سونوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱۲) بتاؤ! زمانہ میں میرے جد (نامدار) جیسا جد یا باپ کس کو نصیب ہوا ہے پس میں ایسی بلند ہستیوں کا فرزند ہوں۔

Marfat.com

(۱۳) میری ماں فاطمہ زہراؑ اور باپ بدر و حنین میں کافروں کی گردن توڑنے والے ہیں۔

(۱۴) جنہوں نے بچپن میں خدائے یکتا کی اس وقت عبادت کی جبکہ قریش دو بتوں کی پرستش کرتے تھے۔

(۱۵) دو بت لات و عزیٰ ہیں جبکہ علیؑ نے اس وقت دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔

(۱۶) میرا باپ آفتاب ہے اور میری ماں ماہتاب اور میں دونوں چاند اور سورج کا فرزند درخشاں ستارہ ہوں۔

(۱۷) میرے باپ کے اقبال نے جنگ احد میں دشمنوں کے لشکر کو شکست دے کر مسلمانوں کی پیاس بجھائی تھی۔

(۱۸) اس کے بعد بروز احزاب اور فتح مکہ بھی اس کی نصرت سے فتح نصیب ہوئی۔

(۱۹-۲۰) اے اشقیاء کی قوم! خدا کے لئے بتاؤ کہ تم نے ان دو بزرگواروں کی عترت یعنی نبی مصطفےؐ اور علیؑ شیر خدا (درمیدان وغا) کے ساتھ کیا سلوک کیا (۴)

وقت جہاد کا رجز: اس کے بعد آپ نے تلوار میان سے نکالی اور یہ اشعار پڑھے۔ بحار الانوار میں اس رجز کے اشعار کی تعداد سات ہے جبکہ ابو القاسم سحاب کی کتاب "زندگانی حضرت خامس آل عبا ابی عبداللہ الحسینؑ سید الشہداء" میں دس شعر درج کئے ہیں۔ ابو القاسم سحاب نے لکھا ہے کہ یہ حماسہ سرائی اور رجز خوانی بہت بلیغ ہے۔ ان اشعار میں بھی امام علیہ السلام نے اپنا تعارف کروایا ہے۔ خاندانی فضائل کا ذکر کیا ہے۔ اپنے شیعوں کے مقام و مرتبہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ آخر میں اپنے زائر کی فضیلت بیان کی ہے۔ اشعار یہ

Marfat.com

ہیں:۔

(۱) انا ابن علی الطهر من آل هاشم
كفاني بهاذا مفخرا حين افخر

(۲) جدی رسول اللّه اکرم من مشی
و نحن سراج اللّه فی الارض یزهر

(۳) و فاطم امی من سالته احمد
و عمی یدعی ذوالجناحین جعفر

(۴) و فینا کتاب اللّه انزل صادقا
وفینا الهدی و الوحی بالخیر یذکر

(۵) و نحن امان اللّه للناس کلهم
نسر بهذا فی الانام و نجهر

(٦) و نحن ولاة الحوض نسقی محبنا
بکاس رسول اللّه من لیس ینکر

(۷) اذا ما اتی یوم القیامته ظامئا
الی الحوض یسقیه بکفیه حیدر

(۸) امام مطاع اوجب اللّه حقه
علی الناس جمعا و الذی کان ینظر

(۹) و شیعتنا فی الناس اکرم شیعة
و مبغضنا یوم القیامه یخسر

Marfat.com

(۱۰) فطوبی لعبد زارنا بعد موتنا
بجنة عدن صفوها لا یکدر(۵)

(۱) میں آل ہاشم میں سے پاک و پاکیزہ علیؑ کا فرزند ہوں میرے لئے یہی فخرو مباہات کافی ہے جب میں فخر کروں۔

(۲) اور میرے جد نامدار رسولؐ خدا ہیں جو کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ صاحب تکریم ہیں اور ہم زمین پر اللہ تعالی کا روشن چراغ ہیں۔

(۳) اور میری مادر گرامی فاطمہؑ ہیں جو حضرت محمدؐ کی دختر ہیں اور میرے عم محترم جعفر طیار ہیں جن کو دو پر دیئے گئے ہیں۔

(۴) اور کتاب خدا (قرآن) ہمارے خاندان میں صدق و راستی سے نازل ہوئی ہے اور ہمارے ذریعہ سے ہدایت اور وحی الہی خیر و خوبی سے یاد کی جاتی ہے۔

(۵) اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کے لئے امان قرار دیا ہے اور ہم اپنی اس امان کو تمام لوگوں کے لئے بظاہر اور درپردہ کام میں لاتے ہیں۔

(۶) اور ہم حوض کوثر کے مالک ہیں' اپنے دوستوں کو رسولؐ خدا کے جام سے سیراب کریں گے اور اس کو بھی جو ہمارا انکار نہیں کرتا۔

(۷) اور قیامت کے دن جب ہمارا محب حوض کوثر کی طرف پیاس کی حالت میں آئے گا' تو اس کو حیدر کرارؑ اپنے دست (سخاوت) سے سیراب کریں گے۔

(۸) وہ ایسے امامؑ ہیں جن کی اطاعت واجب ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق کو تمام لوگوں پر واجب قرار دیا ہے۔

(۹) اور لوگوں میں سے ہمارے شیعہ سب سے بہتر ہیں اور ہمارے دشمن قیامت کے دن خسارے میں رہیں گے۔

Marfat.com

(۱۰) پس خوش نصیب ہے وہ انسان جو ہماری موت کے بعد جنت میں ہماری زیارت کرے وہ ایسا باغ ہے جس کی تروتازگی میں کمی نہیں آتی۔

حواشی

۱۔ محمد باقر المجلسیؒ، بحارالانوار (اردو) در حالات حضرت امام حسینؑ (جلد اول) ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری (لاہور: ادارہ علوم آل محمد، ۱۹۶۲ء) ص ۔ ۲۷

۲۔ ایضاً، ص ۔ ۲۵۴

۳۔ ایضاً، ص ۔ ۲۵۵

۴۔ ایضاً، ص ۔ ۲۵۵-۲۵۶

۵۔ ابوالقاسمؒ سحاب، زندگانی حضرت خامس آل عبا ابی عبداللہ الحسین سید الشہداء علی آلاف التحیۃ والثنا (جلد دوم) (تہران: کتاب فروشی وچاپخانہ دانش، ۱۳۷۴ھ) ص ۔ ۱۳۹ ۔ ۱۴۰

Marfat.com

شہادت امام حسین علیہ السلام پر جنوں کی نوحہ خوانی

خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا وما خلقت الجن والانس الا یعبدون (الذاریات:۵۶) "اور میں نے نہیں پیدا کیا جنات اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی طرح جن بھی مکلف ہیں۔ لغت میں جن دکھائی نہ دینے والی مخلوق کو کہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں سورہ الاحقاف اور سورہ الجن میں ان کے ایمان لانے کا ذکر ملتا ہے۔ سورہ الجن کی اٹھائیس آیات میں سے انیس میں جنات کے بارے میں بحث ملتی ہے۔ رسالتمآب پر ان کا ایمان لانا' قرآن کا سننا اور اس پر ایمان لانا اور قیامت پر اعتقاد جیسے مضامین شامل ہیں۔ جنوں میں نیک اور بد بھی ہیں۔ ان کی ایک جماعت مسلمان ہے اور ایک ظالم ہے۔ ان نکات کی تفصیل سورۃ الجن میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جنوں کے آئمہ طاہرینؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کے واقعات ملتے ہیں۔ سید علی اکبر قرشی نے قاموس قرآن کی دوسری جلد میں مادہ جن کے تحت بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جن آئمہ اطہارؑ کے پاس آتے تھے اور مسائل پوچھتے تھے۔ انہوں نے اصول کافی کی پہلی جلد کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بارے میں سات احادیث وارد ہوئی ہیں ایک حدیث سدیر صیرفی سے نقل کی گئی ہے۔ اس حدیث کے آخری حصے میں سدیر صیرفی کے استفسار پر امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ قوم جن میں سے ہمارے خدمت گار ہیں۔ جب ہم کسی کام کو

Marfat.com

فوری طور پر چاہتے ہیں، تو ان کو بھیج دیتے ہیں(۱)

کتب تاریخ اور مقاتل میں امام علیہ السلام کی شہادت پر جنوں کی نوحہ خوانی کے واقعات ملتے ہیں۔ آپ کی شہادت ایسا اندوہ ناک سانحہ تھا جس کے اثرات کائنات کی تمام مخلوق پر بہت شدت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آثار شہادت کا اتنے واضح انداز میں اعلان کروایا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کے الفاظ میں یہ "شہادت جہری" (اعلانیہ شہادت) قرار پائی۔ انہوں نے اپنی کتاب "سرالشہادتین" کے مقدمہ میں اس کو صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس کے اردو ترجمے کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

جب آپ کی شہادت واقع ہوئی ہے تو اس وقت بھی ایسے خلاف عادت واقعات اور آپ کی کرامات ظاہر ہوئیں جس کی بدولت آپ کی شہادت کی شہرت مزید پھیل گئی مثلاً" مٹی کا خون ہو جانا' آسمان سے خون برسنا' غائبانہ مرثیوں کی آوازیں سنائی دینا' جنوں کا رونا اور نوحہ خوانی کرنا' جنگلی درندوں کا آپ کے لاشہ اقدس کی حفاظت و نگہبانی کے لئے اس کے اردگرد طواف کرنا اور آپ کے قاتلوں کے نتھنوں میں سانپوں کا گھسنا' اس قسم کے اور بھی بے شمار واقعات ظہور پذیر ہوئے جو سب شہید کربلا کی شہادت کو شہرت عام اور ذکر دوام بخشنے والے اسباب اور موجبات سے تعلق رکھتے ہیں تاکہ تمام حاضرین و غائبین اس اندوہناک حادثہ کے وقوع پذیر ہونے سے باخبر ہو جائیں بلکہ قیامت تک نبی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس واقعہ ہائلہ پر ہمیشہ آہ و بکا اور رنج و الم کے اظہار کو جاری و باقی رکھنا اور (ریگزار کربلا میں اہل بیت پر توڑے جانے والے قیامت خیز مصائب و آلام) کے دردناک واقعات کا متواتر ذکر ہوتے رہنا یہ شہادت جہری کا ہی نتیجہ

Marfat.com

ہے' تو اب امام عالی مقام کی شہادت کا چرچا اور شہرہ ہر اعتبار سے ملاء اعلیٰ میں' ارض و سماء میں' عالم غیب و شہادت میں' جنوں اور انسانوں میں' عالم حیوانات و جمادات میں الغرض پوری کائنات میں اپنی انتہا کو پا چکا ہے (۲)۔

بحار الانوار میں بھی ان آثار کے حالات بہت شرح و بسط کے ساتھ ملتے ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد رونما ہوئے۔ ان میں شفق کی سرخی' آسمان کا رونا' مخلوقات کی آہ و زاری' جنوں کی نوحہ خوانی اور دوسرے بہت سے آثار کا ذکر ملتا ہے۔ اس کتاب کا جدید ایڈیشن ایک سو گیارہ جلدوں میں بیروت میں مؤستہ الوفاء کی جانب سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا۔ اس کی دو جلدیں ۴۴ اور ۴۵ امام حسینؑ کے حالات پر مشتمل ہیں۔ اس کی جلد ۴۵ باب ۴۳ کا عنوان :نوح الجن علیہ صلوات اللہ علیہ (امام حسینؑ پر جنوں کا نوحہ ہے)۔ اس میں ان مختلف روایات کو جمع کر دیا گیا ہے جو امامؑ کی شہادت پر جنوں کی نوحہ خوانی سے متعلق ہیں۔ ان میں سے بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کا ذکر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سرالشہادتین میں کیا ہے (۳)۔

اس کے علاوہ ارجح المطالب میں عبید اللہ بسمل امرتسری نے بھی چند روایات کو نقل کیا ہے (۴)۔

مقتل ابو مخنف میں بھی شہادت کے بعد جنوں کے نوحہ کرنے کے واقعات ملتے ہیں۔ پیش نظر مضمون میں ان کتب کی روایات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

قاتلان حسینؑ پر لعنت: صاحب ذخیرہ نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام حسینؑ کی شہادت کی رات کسی کی آواز سنی' لیکن کوئی دکھائی نہ دیتا تھا اس نے یہ شعر پڑھے:

Marfat.com

ایها القاتلون جھلا حسینا
ابشروا بالعذاب و التنکیل
کل اھل السماء تبکی علیکم
من نبی و ملائک و قبیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد
و موسٰی و صاحب الانجیل (۵)

۱۔ اے جہالت سے امام حسینؑ کو قتل کرنے والو! تم کو عذاب الٰہی اور قابل عبرت سزا کی بشارت ہو۔
۲۔ تمام اہل آسمان' انبیاء' فرشتے ان شہداء کے حال پر روتے ہیں۔
۳۔ (اے قاتلو) تم پر حضرت سلیمان' حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی زبان سے لعنت کی گئی ہے۔

تکبیر و تہلیل کا قتل: روایت کی گئی ہے کہ بصرہ میں رات کے وقت ایک ہاتف یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا گیا۔

ان الرماح الواردات صدورھا
نحو الحسین تقاتل التنزیلا
و یھللون بان قتلت و انما
قتلوا بک التکبیر والتھلیلا
فکانما قتلوا اباک محمدا
صلی علیه او جبریلا(۶)

۱۔ جو نیزے حسینؑ کو مارے ہیں حقیقت میں وہ قرآن کو مارے ہیں۔

Marfat.com

۲۔ اور وہ حسینؑ کو قتل کر کے خوشی میں تہلیل و تکبیر کی آوازیں بلند کرتے ہیں، حالانکہ آپ کے قتل کے ساتھ انہوں نے تکبیر اور تہلیل کو ہی قتل کر دیا۔
۳۔ گویا کہ انہوں نے آپ کے جد نامدار (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور جبرئیل کو شہید کر دیا۔

قاتلوں سے سوال: کامل الزیارات میں عبداللہ بن حسان الکنانی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ جنوں نے حسین بن علی بن ابی طالب پر نوحہ خوانی کی۔ اشعار یہ ہیں۔

ما ذا تقولون اذ قال النبی لکم
ماذا فعلتم و انتم آخر الامم
باھل بیتی و اخوانی و مکرمتی
من بین اسری و قتلی ضرجوا بدم(۷)

یعنی کیا کہو گے پیغمبرؐ خدا کے جواب میں جب وہ تم سے پوچھیں گے کہ اے آخری امت تم نے میرے اہل بیت بھائیوں اور ناموس کے ساتھ کیا سلوک کیا، اور کس قصور میں ان کو قید کیا اور خون میں رنگین کیا۔

جنوں کا گریہ: کتاب کامل الزیارات میں داؤد الرقی سے نقل کیا گیا کہ اس نے اپنی دادی سے نقل کیا کہ جب امام حسینؑ شہید کر دیے گئے تو جنوں نے ان اشعار کے ساتھ آپؑ پر گریہ کیا۔

یاعین جودی بالجر و ابکی فقد حق الخبر
ابکی ابن فاطمۃ ورد الفرات فماصدار
الجن تبکی شجوھا لما اتی منہ الخبر
قتل الحسین و رھطہ تعسالذلک من خبر

Marfat.com

فلابکنیک حرقتہ عند العشاء و بالسحر
ولابکنیک ماجری عرق و ماحمل الشجر(۸)

یعنی اے آنکھ! آنسو بہا کیونکہ شہادت کی خبر سچ ثابت ہوئی۔ فرزند فاطمہؑ پر آنسو بہاؤ جو فرات کے کنارے پر ایسے اترے کہ پھر وہاں سے نہ نکلے۔ جب سے یہ خبر پہنچی ہے جن ان پر گریہ کر رہے ہیں۔ ہائے یہ کیسی خبر ہے کہ حسینؑ اور ان کے ساتھی قتل کر دیے گئے۔ اے حسینؑ! میں آپ پر صبح و شام ضرور روؤں گا اور اس وقت تک ضرور آنسو بہاتا رہوں گا جب تک رگوں میں خون رواں ہے اور درختوں پر برگ و بار باقی ہے۔

نصیبین کے سردار جن کا نوحہ: کتاب مجالس شیخ مفید اور امالی شیخ ابو جعفر طوسی میں ایک مرد تمیمی سے روایت ہے جو ایک بلندی پر سکونت رکھتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ میں شہادت حسینؑ سے آگاہ نہ تھا۔ گیارہ محرم کی رات کو اپنے دوست کے ہمراہ ایک ٹیلہ پر بیٹھا تھا کہ میں نے ایک ہاتف کی آواز سنی جو یہ شعر پڑھ رہا تھا(۹)۔

واللہ ماجئتک حتی بصرت بہ
بالطف منعفر الخدین منحورا
و حولہ فتیۃ تدمی نحورھم
مثل المصابیح یطفون الدجی نورا
و قد حثثت قلوصی کی اصادفھم
من قبل ان تتلاقی الحرد الحورا
فعاقنی قدر واللہ بالغہ
وکان امرا قضا اللہ مقدورا

Marfat.com

کان الحسین سراجا یستضاء بہ
اللہ یعلم انی لم اقل زورا
مجاورا لرسول اللہ فی غرف
و للوصی و للطیار مسرورا (۱۰)

۱۔ خدا کی قسم! میں تمہارے پاس آیا ہی تھا کہ میں نے کربلا میں انہیں ایسا ذبح کیا ہوا پایا کہ ان کے رخسار مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔

۲۔ اور ان کے گرد وہ جوان تھے جن کے حلقوموں سے خون بہہ رہا تھا اور ان کے نور سے اندھیرے چھٹ گئے تھے۔

۳۔ ہم نے اپنے ناقوں کو دوڑایا تاکہ شاید ان تک پہنچ جائیں اور ان کو' قبل اس کے کہ بہشتی حوریں ان کو اپنی آغوش میں لیں' پالیں۔

۴۔ لیکن تقدیر نے نہ چاہا اور تقدیر الہی ہو کر ہی رہتی ہے۔

۵۔ حسینؑ ایک چراغ تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ بات جھوٹ نہیں کہی۔

۶۔ حق تعالی اس ضریح مطہر پر رحمت نازل کرے جس میں حسینؑ خوش خودفن ہیں۔

۷۔ حسینؑ بہشت کے غرفوں میں پیغمبرؐ خدا' وصی مصطفےؐ اور جعفر طیارؓ کے جوار میں خوش ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ تو کون ہے؟ خدا تجھ پر رحم کرے۔ اس نے کہا کہ سردار قبائل جن ہوں جو نصیبین میں رہتے ہیں اور ہم امام حسینؑ کی مدد کو گئے تھے تاکہ اپنی جانیں ان پر فدا کریں۔ جب حج سے فارغ ہو کر وہاں پہنچے' تو حضرت کو شہید پایا (۱۱)

حسینؑ عظمت کے پہاڑ: بروایت ابو نعیم مزیدہ بن جابر حضرمی کی ماں نے

Marfat.com

جنوں کا یہ نوحہ سنا۔

انعی حسینا هبلا   کان حسینا جبلا( )

یعنی رو رو کر تمہیں حسینؑ کی سنائی سناتا ہوں جو کردار کے مالک اور عظمتوں کے پہاڑ تھے۔

مدینہ میں دلدوز آوازیں: مقتل ابو مخنف میں ام المومنین ام سلمہؓ کے اس خواب کی روایت موجود ہے جس میں آپ نے پیغمبرؐ خدا کے سر اور ریش پر خاک پڑی ہوئی دیکھی۔ وہ پریشان ہو کر بیدار ہوئیں۔ اس وقت انہوں نے مدینہ منورہ میں دلدوز آوازیں سنیں۔ ام المومنین نے ایک کنیز سے کہا کہ وہ جا کر معلوم کرے کہ یہ شور کیسا ہے۔ وہ کنیز مدینہ میں پھرتی رہی یہاں تک کہ اس نے ایک جنیہ کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔

مسح الرسول جبینه
فله بریق فی الخدود
ابواه من علیا قریش
و جده خیر الجدود
زحفوا الیه بالقنا
شر البریه و الوفود
قتلوه ظلما ویلهم
سکنوا به نار الخدود

۱۔ ان (حسینؑ) کی پیشانی کو پیغمبرؐ خدا چومتے تھے۔ ان کے رخسار کیا ہی پر نور تھے۔

۲۔ ان کے ماں باپ قریش کی عزت تھے اور ان سے بہتر کسی نواسہ کو نانا نہ ملا۔

Marfat.com

۳۔ ایسے شخص پر بدترین مخلوق اور خبیث ترین گروہ نے نیزے تانے۔
۴۔ ان کا ناس جائے' انہوں نے اس حسینؑ کو ظلم سے قتل کر دیا اور اس طرح ہمیشہ کے لئے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

راوی کہتا ہے کہ جب کنیز (حضرت) ام سلمہؓ کے پاس آئی اور جو کچھ اس نے سنا تھا وہ بیان کیا' تو آپ نے دونوں ہاتھ سر پر رکھے اور بولیں واحسیناہ یعنی ہائے حسینؑ (۱۳)

حضرت ام سلمہؓ کی روایت کو بحارالانوار میں بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے لئے ایک پورا باب مختص کیا گیا ہے اور اس کا عنوان "جناب ام سلمہؓ کے خواب کے بیان میں" ہے۔ اس پوری روایت کو اسی کتاب کے حوالے سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ اس میں مقتل ابو مخنف کی روایت کا باقی حصہ بھی آجائے گا۔

"کتاب امالی میں شیخ طوسی علیہ الرحمتہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز گھر میں سو رہا تھا۔ اچانک جناب ام سلمہؓ کے گھر سے فریاد کی آواز بلند ہوئی۔ یہ سن کر میں باہر نکلا اور ام المومنین! کے گھر پر آیا۔ میں نے دیکھا کہ مدینہ کے مرد اور عورتیں وہاں جمع ہیں۔ میں نے نزدیک جاکر پوچھا اے ام المومنین! آپ کس لئے فریاد و فغاں کر رہی ہیں؟ مگر آپ نے مجھ کو جواب نہ دیا اور بنی ہاشم کی عورتوں کی طرف منہ کر کے فرمایا: اے دختران عبدالمطلب! میری مدد کرو اور میرے رونے میں میرا ساتھ دو۔ خدا کی قسم تمہارا سردار سید جوانان بہشت اور نواسہ رسولؐ اور گل گلزار حسینؑ شہید ہوا۔ میں نے کہا اے ام المومنین! یہ خبر آپ کو کیسے معلوم ہوئی؟ فرمایا: اس وقت پیغمبرؐ خدا کو میں نے خواب میں دیکھا' بال پریشان کئے ہوئے باحال تباہ تشریف لائے ہیں۔ میں نے سبب پوچھا۔ فرمایا کہ آج میرا فرزند حسینؑ

Marfat.com

اور اس کے اصحاب و اہلبیت شہید ہو گئے اور میں ان کے دفن میں مصروف تھا' اس وقت فارغ ہوا ہوں۔ جب خواب سے بیدار ہوئی۔ سراسیمہ حجرہ کی جانب دوڑی' مجھ کو کوئی ہوش نہ تھا۔ میں اس خاک کی طرف دوڑی جو جبرئیل کربلا سے لائے تھے اور پیغمبرؐ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دی تھی اور کہا تھا جب یہ لہو ہو جائے تو جاننا کہ تمہارا حسینؑ شہید ہو گیا۔ یہ خاک حضرت نے مجھے دی تھی۔ اس وقت میں نے شیشی کو دیکھا اس میں تازہ خون جوش مار رہا ہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ام سلمہؓ نے اس خون کو شیشی میں دیکھا اور نوحہ و ماتم برپا کیا' آخر خبر پہنچی کہ امام حسینؑ اسی دن شہید ہوئے (۱۴)۔

حواشی

۱۔ سید علی اکبر قرشی' "قاموس قرآن" جلد دوم (طہران : دارالکتب الاسلامیہ ۱۳۶۴ھ)' ص ۶۴۔۶۵

۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی' "شہادت حسین ترجمہ سرالشہادتین" ترجمہ از ریاض احمد صمدانی (لاہور : ادارہ معارف نعمانیہ' ۱۹۹۱ء) ص ۔ ۹ ۔ ۱۰

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی' "ترجمہ سرالشہادتین" از سید کاظم رضا (لاہور : مکتبہ تعمیر ادب' ۱۹۶۶ء) ص ۔ ۹۴ ۔ ۹۵ (ان صفحات پر تفصیل درج ہے)

۴۔ عبیداللہ بسمل امرتسری "ارجح المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی بن ابی طالب" (لاہور : شیخ جان محمد الہ بخش' ۱۳۵۱ھ)' ص ۔ ۳۷۴

۵۔ محمد باقر المجلسی' "بحار الانوار' الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار" ' جلد ۴۵ (بیروت : مؤسستہ الوفاء' ۱۹۸۳ء)' ص ۔ ۲۳۵

۶۔ ایضاً' ص ۔ ۲۳۵

۷۔ ایضاً' ص ۔ ۲۳۷

۸۔ ایضاً' ص ۔ ۲۳۸

۹۔ محمد باقر المجلسی' "بحار الانوار (اردو)" ترجمہ از سید طیب آغا الموسوی جلد

Marfat.com

دوم (لاہور : ادارہ علوم آل محمد ' ۱۹۶۴ء) ' ص - ۱۱۳

۱۰- محمد باقر المجلسی "بحار الانوار" ' جلد ۴۵ ' ص - ۲۳۹ - ۲۴۰

۱۱- محمد باقر المجلسی ' "بحار الانوار (اردو)" جلد دوم ' ص - ۱۱۴

۱۲- شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی "ترجمہ سر الشہادتین" ' از سید کاظم رضا ' ص - ۹۵

۱۳- ابومخنف ' "مقتل الحسین علیہ السلام و مصرع اہل بیتہ واصحابہ فی کربلا ' المشہور مقتل ابی مخنف" (النجف الاشرف : المطبعہ الحیدریہ ' ۱۳۴۷ھ) ' ص - ۱۱۲ - ۱۱۳

۱۴- محمد باقر المجلسی ' "بحار الانوار (اردو)" جلد دوم ' ص - ۱۰۶ - ۱۰۷

Marfat.com

بحار الانوار میں باب المراثی

"بحار الانوار" حدیث کی ایک عظیم الشان کتاب ہے۔ اس کا پورا نام "بحار الانوار الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار" ہے۔ اس کے مؤلف شیخ محمد باقر المجلسی (المتوفی ۱۱۱۰ھ یا ۱۱۱۱ھ) ہیں۔ زیر حوالہ تالیف کی عظمت کے بارے میں سید طیب آغا الموسوی الحسینی الجزائری کہتے ہیں۔ یہ حدیث کا انسائیکلوپیڈیا Encyclopaedia ہے۔ موصوف اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو ۲۵ جلدوں پر تقسیم کیا۔ بعد میں پندرھویں جلد کو زیادہ ضخیم ہونے کی وجہ سے دو جلدوں پر منقسم کیا۔ گویا پندرھویں جلد کے دو حصے ہو گئے مگر اس کے بعد کے مجلدات پر اس تقسیم کے لحاظ سے نمبر نہیں لگائے گئے۔ اس بنا پر بظاہر کتاب ۲۵ جلدوں پر ختم ہوتی ہے مگر فی الواقع اس کی چھبیس جلدیں ہیں(۱)

اس کتاب کی تازہ طباعت بیروت سے "مؤسسۃ الوفاء" کی جانب سے ۱۹۸۳ء میں ایک سو گیارہ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی پہلی جلد کو نمبر نہیں لگایا۔ بلکہ اس کو "المدخل" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ جلد مؤلف کے حالات پر مشتمل ہے۔ جلد ایک سے لے کر ایک سو سات تک اصل کتاب کے متن کا احاطہ کرتی ہیں۔ آخری تین جلدیں کتاب کی فہرست پر مشتمل ہیں۔ ۱۰۸ ویں جلد پہلی اٹھائیس جلدوں (بشمول المدخل) کی فہرست پر محیط ہے۔ ۱۰۹ویں جلد پینتیس سے تریسٹھ مجلدات کی فہرست پر مشتمل ہے۔ آخری جلد چونسٹھ سے ایک سو دس تک کی فہرست ہے۔ ان تین جلدوں کی وجہ سے اتنی ضخیم کتاب سے مطلوبہ معلومات کی تلاش و جستجو میں آسانی ہو گئی ہے۔ ایک لحاظ

Marfat.com

سے یہ آخری جلدیں اشاریے (Index) کا کام دیتی ہیں۔

اس اشاعت کی دو جلدیں ۴۴ اور ۴۵ تاریخ الحسینؑ کے واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ ۴۵ ویں جلد کے باب چوالیس کا عنوان باب "ماقیل من المراثی فیہ صلوات اللّٰہ علیہ" ہے۔ راقم السطور نے اس کتاب کو "باب المراثی" سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں جن کے رثائی اشعار شامل کیے گئے ہیں ان میں سے اکثر کے نام یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ عقبہ بن عمرو السہمی، الکمیت، دعبل، الخزاعی، کشاجم، خالد بن معدان، سلیمان بن قتبہ الہاشمی، السوی، الزاہی، الناشی، المرتضیٰ، الرضی، الصنوبری، الشافعی الجوہری ابوالفرج ابن جوزی، شیخ الخلیعی، ابن حماد، خالد بن عفران، احمد بن منصور بن علی القطیعی المعرف بالقطان، ابوالحسن علی بن احمد الجرجانی، علی بن حسین اللہ وادی، زینب بنت فاطمہ، جعفر بن عثمان الطائی، ابوالعلا المعری، منصور بن السمری، اسماعیل بن عباد اور ابولرح الخزاعی۔ان کے علاوہ چند نامعلوم شعرا کے اشعار بھی شامل ہیں۔ جناب ام کلثومؑ کا ایک مرثیہ جلد نمبر ۴۵ کے باب ۳۹ میں موجود ہے۔ اس باب کا عنوان "باب الوقائع المتاخرۃ عن قتلہ علیہ السلام" شہادت کے بعد کے واقعات ہے۔ اس مرثیے کا حوالہ بھی اسی مضمون میں بعد میں آئے گا۔ جناب زینبؑ کے دو اور جناب ام کلثومؑ کے ایک مرثیے کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا جائے گا۔ شہادت امامؑ کے پہلے مرثیہ نگار عقبہ بن عمرو السہمی کے مرثیے کا بیان شروع میں کیا جاتا ہے۔

عقبہ بن عمرو السہمی کا مرثیہ: امالی میں شیخ مفید علیہ الرحمتہ نے ابراہیم بن راحہ سے نقل کیا ہے کہ امام حسینؑ کے بارے میں سب سے پہلا مرثیہ عقبہ بن عمرو السہمی نے کہا۔ یہ اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:۔

اذ العین قرت فی الحیاۃ وانتم

Marfat.com

تخافون فی الدنیا فاظلم نورها
مررت علی قبر الحسین بکربلا
ففاض علیه من دموعی غزیرها
فمازلت ارثیه وابکی لشجوه
ویسعد عینی دمعها وزفیرها
و بکیت من بعد الحسین مصائب
اطافت به من جانبیها قبورها
سلام علی اهل القبور بکربلا
وقل لها من سلام یزورها
سلام باصال العشی و بالضحٰی
تودیه نکباء الریاح ومورها
ولا برح الوفاد زوار قبره
یفوح علیهم مسکها و عبیرها(۲)

"یعنی اگر زندگانی دنیا میں آنکھوں کو ٹھنڈک ہو اور (اے آل محمدؐ) تم ستائے جاؤ تو آنکھوں میں ٹھنڈک کے بدلے ظلمت آ جاتی ہے۔ میں کربلا میں قبر حسینؑ کی طرف سے گزرا' تو میری آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہہ نکلا۔ میں ہمیشہ ان کا مرثیہ پڑھتا رہوں گا اور ان پر روتا رہوں گا۔ اور میری آنکھ اشکوں کو روانی دینے میں میری مدد کرے گی۔ حسینؑ کے بعد اس گروہ پر میں گریہ کروں گا جن کی قبریں تربت حسینؑ کے دونوں جانب ہیں۔ میرا سلام ہو کربلا کے ان اہل قبور پر اور میرا سلام جوان تک پہنچے' وہ ان کے مرتبہ کے دیکھتے ہوئے بہت تھوڑا ہے۔ میرا سلام ان پر شام و سحر باد مخالف اور غبار اڑانے والی ہوا پہنچاتی ہے۔ ہمیشہ اس قبر پر زائروں کا جھرمٹ رہے اور وہ اس

Marfat.com

پر مشک و عنبر چھڑکتے رہیں" (۳)۔

جناب زینبؑ کے مرثیے: اس بارے میں حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے دو مرثیے شامل ہیں۔ پہلے مرثیے کے بیس اشعار ہیں اور دوسرے کے سترہ۔ پہلا مرثیہ اہل بیتؑ کے فضائل سے شروع ہو جاتا ہے۔

تمسک بالکتاب ومن تلاہ
فاھل البیت ھم اھل الکتاب
بھم نزل الکتاب وھم تلوہ
وھم کانوا الھداۃ الی الصواب(۴)

یعنی قرآن اور اس کے قرین سے تمسک کر کیوں کہ اہل بیتؑ ہی صاحب کتاب ہیں۔ انہیں پر کتاب نازل ہوئی اور وہی نیکی کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں

اس کے بعد تین اشعار حضرت علیؑ کے مناقب میں ہیں۔ ایک شعر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور حسنینؑ کی فضیلت میں ہے۔ اس کے بعد خاک کربلا کا بیان شروع ہوتا ہے۔

علی الطف السلام و ساکنیہ
و روح اللہ فی تلک القباب(۵)

یعنی خاک کربلا اوراس کے رہنے والوں پر سلام ہو۔ اور اس پاک زمین پر خدا کی رحمت ہو۔

بعد کے سات اشعار میں شہدائے کربلا کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد تین اشعار میں اہل حرم کے مصائب کا ذکر ہے۔ بندش آب کا بیان بھی ملتا ہے۔ آخری شعر اس گہرے رنج و غم کی ترجمانی کرتا ہے جو

Marfat.com

شہادت امامؑ پر جناب زینبؑ کے دل میں راسخ ہو چکا ہے۔ اس شعر کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

فلی قلب علیه ذو التهاب
ولی جفن علیه ذو انسکاب(۶)

"یعنی میرے دل میں آتش غم بھڑک رہی ہے اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں" (۷)۔

جناب زینبؑ کے دوسرے مرثیے کے سترہ اشعار ہیں۔ یہ مرثیہ اس وقت کہا جب آپ کو شہر دمشق میں داخل کیا گیا۔ اس کے شروع میں دمشق کے رہنے والوں کو خطاب کر کے کہا ہے کہ کیا حسینؑ کی شہادت پر تمہارا دل نہیں کڑھتا، پانی کی بندش اور امام کے طلب کرنے کا ذکر ہے۔ پھر آپ کی شہادت کا تذکرہ ہے۔ بعد میں اہل حرم کے مصائب کا بیان ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ان کے قافلے کو جنگلوں میں پھرایا گیا اور ایک منادی ندا کر رہا تھا کہ آکر قافلے کو دیکھ لو۔ بیبیاں نالہ و فریاد کر رہی تھیں۔

یقلن یا محمد یا جدنا یا احمد
قد اسرتنا الاعبد و کلنا ثواکل(۸)

"یعنی وہ یہ نالہ فریاد کر رہی ہیں کہ اے جد امجد! اے محمد مصطفیؐ اے احمد مجتبیؐ! یہ غلام ہم کو قید کر کے لئے جاتے ہیں اور ہم سب اپنے عزیزوں کے غم میں صاحب عزا ہیں" (۱)۔

اس مرثیے کے آخری چار اشعار میں دربار شام میں سر امام حسینؑ کے پیش کرنے اور اس کی بے حرمتی کرنے کا بیان بھی ملتا ہے۔

جناب ام کلثوم کا مرثیہ: یہ مرثیہ بحار الانوار کی جلد ۴۵ کے باب ۳۹ میں

Marfat.com

ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب اہل حرم کا قافلہ واپس مدینہ کی طرف جانے لگا تو جناب ام کلثومؑ روتی تھیں اور اس مرثیے کے اشعار پڑھتی تھیں۔ اس کا پہلا شعر یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مدینۃ جدنا لا تقبلینا
فبالحسرات والاحزان جئنا(۱۰)

"اے ہمارے نانا کے مدینہ تو ہم کو قبول نہ کر' کیونکہ ہم غم و اندوہ لے کر آئے ہیں" (۱۱)۔

اس مرثیے کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس میں آپ نے ان مقدس رشتوں کو سامنے رکھ کر شعر کہے ہیں جو ان کے خاندان رسالتمابؐ سے ہیں۔ اس طرح انسانی نفسیات کا وہ گوشہ ابھر کر سامنے آتا ہے جس کا اظہار اکثر ایسے مواقع پر ہوتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کا خاندان کربلا میں بے گور و کفن پڑا ہے۔ حسین علیہ السلام کو شہید کیا اور آپ کی نسبت کی وجہ سے ہماری کوئی رعایت نہ کی۔ اصل شعر کے الفاظ یہ ہیں۔

وقد ذبحوا الحسین ولم یراعوا
جنابک رسول اللہ فینا(۱۲)

اس کے بعد آپؑ نے مادر گرامی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو خطاب کر کے اشعار کہے ہیں۔ ان میں اہل حرم کا اسیر ہونا' مصائب و آلام برداشت کرنے کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ زندہ ہوتیں تو ہماری حالت دیکھ کر قیامت تک روتیں اور نوحہ کرتیں۔

فلودامت حیاتک لم تزالی

Marfat.com

الی یوم القیامته تنلبینا(۱۳)

اس کے بعد چچا حسن مجتبیٰؑ کو خطاب کر کے نوحہ کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ کا بھائی کربلا کی ریت پر بے سر پڑا ہوا ہے۔

اس خطاب کے بعد مدینہ سے نکلنے اور واپسی کے وقت کی صورت حال کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔ منظر کشی بہت درد ناک ہے۔ اس کے ساتھ تین اشعار میں اپنے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

و نحن بنات یس و طه
و نحن الباکیات علی ابینا
ونحن الطاهرات بلا خفاء
و نحن المخلصون المصطفونا
ونحن الصابرات علی البلایا
و نحن الصادقون الناصحونا(۱۴)

یعنی ہم یاسین اور طہٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ہم اپنے باپ پر گریہ کناں ہیں۔ ہم وہ پاکیزہ مخدرات ہیں جن کی طہارت پردہ خفا میں نہیں ہے اور ہم خالص برگزیدہ ہیں۔ ہم آزمائشوں پر صبر کرنے والے ہیں اور ہم سچے اور صدق و صفا والے ہیں (۱۵)۔

اس مرثیے کے آخر میں سات اشعار میں مختلف مصائب کا بیان ہے اور آخری شعر میں سننے والوں سے کہا ہے کہ ہم پر گریہ و بکا کرو۔

وهذی قصتی مع شرح حالی
الا یا سامعون ابکوا علینا(۱۶)

Marfat.com

اور یہ ہے میری داستان غم اور میرے حال کا مفصل بیان۔ اے سننے والو! ہم پر گریہ کرو۔

حواشی

۱۔ محمد باقر 'المجلسی' بحار الانوار (اردو) حضرت امام حسین علیہ السلام ترجمہ و تنقیح سید طیب آغا الموسوی الحسینی الجزائری حصہ اول (لاہور' ادارہ علوم آل محمد: ۱۹۶۲ء) ص ۔ ۷

۲۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵ (بیروت 'مؤسسۃ الوفا: ۱۹۸۳ء) ص ۔ ۲۴۲

۳۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) حصہ دوم (لاہور : ادارہ علوم آل محمد ' ۱۹۶۴ء) ص ۔ ۱۱۵ ۔ ۱۱۶

۴۔۵ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵ ' ص ۔ ۲۸۵

۶۔ ایضاً ص ۔ ۲۸۶

۷۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) حصہ دوم 'ص ۔ ۱۲۴

۸۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵ ۔ ص ۔ ۲۸۸

۹۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) حصہ دوم' ص ۔ ۱۲۵

۱۰۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵ ص ۔ ۱۹۷

۱۱۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) حصہ دوم 'ص ۔ ۸۴

۱۲۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵' ص ۔ ۱۹۷

۱۳۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' ۴۵ ' ص ۔ ۱۹۷

۱۴۔ ایضاً ' ص ۔ ۱۹۸

۱۵۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار (اردو) حصہ دوم ' ص ۔ ۸۵۔۸۶

۱۶۔ محمد باقر المجلسی' بحار الانوار ' جلد ۴۵ ' ص ۔ ۱۹۸

Marfat.com

اہل حق حریت آموز از حسینؑ

یہ سال (۱۹۷۷ء) سال اقبال ہے۔ علامہ کے افکار و آثار پر کثرت کے ساتھ تحریری آثار (Graphic Records) وجود میں آ رہے ہیں۔ تمام علمی اور ادبی ادارے اقبالیات کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق و تدقیق میں مصروف ہیں۔ علامہ اقبال کی شاعری اور افکار کے وہ پہلو جو اب تک تشنہ تکمیل تھے ان پر محققین کام کر رہے ہیں۔ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیغام اقبال کی تشریح و توضیح کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ "معارف اسلام" کے شہید نینوا نمبر کے لئے کلام اقبال کے حوالے سے لکھا جائے۔ مندرجہ بالا موضوع کی وسعت تو بہت زیادہ ہے۔ اس وقت مختصراً" یہ دیکھنا مقصود ہے کہ اقبال نے قوم کو جو درس دیا ہے اس میں انہوں نے اسوۂ حسینی کی مثال دے کر اپنے پیغام کو پرزور الفاظ میں پہنچایا ہے۔

علامہ کے کلام میں جہد مسلسل اور عمل پیہم کی دعوت بہت زور دار الفاظ میں ملتی ہے۔ وہ حرکت و عمل کو ہی راز حیات سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک بے عملی اور جمود افراد و اقوام کو قعر مذلت میں لے جاتا ہے۔ چونکہ اقبال بہت بڑے مفکر تھے' اس لئے انہوں نے چشم بینا سے اسی وقت کے حالات کا مطالعہ کیا اور ایک مدبر کی حیثیت سے ان کا تجزیہ کیا۔ اسی فکر کے سوز و ساز' اور 'پیچ و تاب میں انہوں نے اپنے پیغام کے خطوط مرتب کیے۔ ان کی ملی اور قومی شاعری میں ایسا پیغام ملتا ہے جو عین وقت کے تقاضوں کے مطابق تھا۔

"اقبال نے جس عہد میں ہوش سنبھالا وہ بہت یاس انگیز عہد تھا ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا اور تہذیب فرنگ اپنی اثراندازی کے باعث

Marfat.com

عروج پر تھی۔ مسلمان حکومتیں یکے بعد دیگرے گر رہی تھیں۔ اور فرنگی ریشہ دوانیاں اپنے کمال کو پہنچ چکی تھیں۔ مغربی اقوام کا تسلط دراصل مسلمانوں کے جمود' اندرونی خلفشار' اور تعیش کا نتیجہ تھا" (۱)۔

"سیاسی زوال کے ساتھ تہذیبی و فکری زوال لازمی ہوتا ہے۔ محکوم قوم اپنے حاکموں کی نقل اتارنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ غالب قوم کی تہذیب و تمدن' اس کے علوم و فنون اور اس کے آداب و اطوار شعوری اور غیر شعوری طور پر غالب آتے ہیں اور محکوم قومیں فکری الجھاؤ کا شکار ہو کر عملی تقلید کو اپنا لیتی ہیں۔ تقریباً" تقریباً" یہی کیفیت مسلم اقوام کی تھی۔ محکومی کا قدرتی نتیجہ فکری غلامی اور عملی بے یقینی تھا۔ فرنگیوں نے اپنے مخصوص طرز عمل سے مسلمانوں کے فکری اور علمی اداروں کو بے اثر کیا اور ان کی ذی وقار قدروں کی تحقیر کی" (۲)۔

علامہ اقبال کی نظر تاریخ اسلام پر ہے' وہ اس میں سے ایسی ہستیوں کا کردار نمایاں کرتے ہیں جو اسوۂ حسنہ کی تصویر پیش کرتا ہے۔ ان کے فعال اور قابل تقلید کارناموں کی مثالوں سے وہ قوم کی خوابیدہ قوتوں کو بیدار کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کلام اقبال کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو ہمیں یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ انہوں نے رسولؐ و آل رسولؐ کے اسوہ کو بہت تکرار کے ساتھ پیش کیا ہے۔ حسینؑ کے نانا رسولؐ خدا' ان کے پدر گرامی علی مرتضیٰؑ' ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ زہراؑ اور ان کے بھائی حسن مجتبیٰؑ کا ذکر بکثرت ملتا ہے یوں اس خانوادۂ رسالت کو مثال میں پیش کرتے ہیں۔

وہ مغربی تعلیم و فلسفہ سے بھرپور استفادہ کے بعد خاک مدینہ و نجف کو ہی اپنی آنکھ کا سرمہ بناتے ہیں۔ اس عظیم ہستی کا بار بار تذکرہ کرتے ہیں جس کے ہاں "نان جویں" اور "قوت حیدری" لازم و ملزوم ہیں۔ اس بیت الشرف

Marfat.com

کی غلامی پر فخر کرتے ہیں جہاں "آسیا گردانی" اور "قرآن خوانی" کو ایک ہی وقت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ قوت شبیری کو لا الہ کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ یہی وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کے ہاں علم و عمل اپنی معراج پر دکھائی دیتے ہیں۔

حسینیت میں حرکت و عمل کا پہلو بہت نمایاں اور واضح ہے۔ امامؑ عالی مقام نے اس وقت کے حالات کا غور سے مطالعہ کیا۔ امامت کی آنکھ نے ماضی کے آئینے میں جھانک کر دیکھا اور مستقبل کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کیا جو قیامت تک کے لئے اسلام پسند افراد و اقوام کا دستور العمل رہے گا۔ حسینی اقدام اور شبیری اسوہ میں ایسی روشنی جلوہ فگن ہے جو نہ صرف عمل کی راہوں کو روشن کرتی ہے بلکہ ذہنوں کو بھی تیز کرتی ہے۔ آپ نے دنیاوی سازو سامان کی کم مائیگی کے باوجود اس طاقت کا مقابلہ کرنے کا عزم صمیم کیا جو اسلام کے نام پر غیر اسلامی شعائر کو فروغ دینا چاہتی تھی اور اسلام کا "اسمی و رسمی" لبادہ اوڑھ کر نواسہ رسولؐ سے اپنی خلافت پر مہر تصدیق ثبت کرانا چاہتی تھی۔ حسینی اقدام نے ثابت کر دیا کہ اگر اسلام کے لئے قربانی کی ضرورت ہو تو اس کے لئے سب سے زیادہ قیمتی چیز بھی قربان کی جا سکتی ہے۔ حسینی اقدام کے ہر ہر قدم پر ہمیں عمل پیہم اور سعی مسلسل کی تصویر بام عروج پر نظر آتی ہے۔ علامہ بھی اسوۂ شبیری سے بہت متاثر ہوتے ہیں اور اس عظیم الشان کارنامہ کی مثال دے کر وہ اس جمود کو توڑنا چاہتے ہیں جو دور غلامی کی وجہ سے قوم کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ وہ رسم شبیری ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں تاکہ غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دیا جائے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری(۳)

"علامہ موصوف فقر خانقاہی اور رہبانیت کے خلاف آواز حق بلند

Marfat.com

کرتے ہوئے مسلمانان عالم کو اسوۂ شبیری پر گامزن ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اسوۂ شبیری یقین محکم اور عمل پیہم سے عبارت ہے۔ اس میں جمود نہیں' بلکہ جہد ہے" (۴)۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خیر و شر کا مقابلہ جاری و ساری رہتا ہے۔ نیکی اور برائی کی قوتیں آپس میں ٹکراتی رہتی ہیں۔ اسوۂ حسینی نے باطل کی قوتوں کو ایسی شکست فاش دی ہے کہ اب وہ کسی بھی ہیئت میں نمودار ہوں حسینی اقدام کا اثر ان کو بے اثر کرنے کے لئے کافی ہے۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی (۵)

اسی مضمون کو علامہ نے ایک دوسرے مقام پر اس طرح باندھا ہے۔

نہ ستیزہ گاہ جہاں نئی' نہ حریف پنجہ فگن نئے
وہی فطرت اسد اللہی' وہی مرحبی' وہی عنتری (۶)

رموز بے خودی میں واقعہ کربلا کے متعلق ایک باب ہے۔ اس کا عنوان "در معنی حریت اسلامیہ و سر حادثہ کربلا" ہے۔ اس میں علامہ اقبال نے اپنے مخصوص انداز میں امام حسینؑ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ محولہ بالا مضمون کو اس میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

زندہ حق از قوت شبیری است
باطل آخر داغ حسرت میری است (۷)

حق شبیری قوت سے زندہ ہے اور باطل آخر حسرت کی موت کا داغ بن جاتا ہے (یعنی اس کا انجام ہمیشہ حسرت ناک ہوتا ہے)۔

Marfat.com

تا قیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد (۸)

قیامت تک کے لئے ظلم و جور اور مطلق العنانی کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ امام حسینؓ ہی کی موج خون سے آزادی کا چمن سرسبز و شاداب ہے۔
آج کے ترقی یافتہ دور میں سیاسیات عالم کے مطلع پر حقوق انسانی کی آواز بہت زور شور سے بلند کی جا رہی ہے۔ علم سیاسیات کے طلبہ جانتے ہیں کہ حریت و آزادی کی کتنی اہمیت ہے۔ اس علم کے اساتذہ و طلبہ کو چاہئے کہ وہ واقعات کربلا پر نگاہ ڈالیں اور اقدام حسینی کے ایک ایک قدم پر غور کریں اور دیکھیں کہ امامؑ نے اپنی جان پر کھیل کر حریت کے علم کو بلند رکھا۔ حقوق انسانی پر ڈاکہ ڈالنے والے خود حرف غلط کی طرح مٹ گئے، مگر حسینؓ کا نام زندہ جاوید ہے جنہوں نے اقدار انسانی کی حفاظت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

در نوائے زندگی سوز از حسینؓ
اہل حق حریت آموز از حسینؓ (۹)

زندگی کے نغمے میں صرف حضرت امام حسینؓ کی وجہ سے سوز پیدا ہوا اور اہل حق نے انہیں ہی سے آزادی کا سبق لیا۔

حواشی

۱۔ خالد علوی، اقبال اور احیائے دین (لاہور: المکتبۃ العلمیہ، ۱۹۷۱ء)، ص۔

Marfat.com

۲۳

۲۔ ایضاً ' ص ۔ ۲۴

۳۔ (علامہ) محمد اقبال ' ارمغان حجاز (لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز ' ۱۹۵۵ء) ' ص ۔ ۲۶۲

۴۔ احسن عمرانی ' اقبال در مدح محمدؐ وال محمدؐ (لاہور : حق برادرز ' ۱۹۷۷ء) ' ص ۔ ۱۹۳

۵۔ (علامہ) محمد اقبال ' بال جبریل (لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز ' ۱۹۶۲ء) ' ص ۔ ۱۰۵

۶۔ (علامہ) محمد اقبال ' بانگ درا (لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز ' ۱۹۶۰ء) ' ص ۔ ۲۸۵

۷۔۸ (علامہ) محمد اقبال ' مثنوی اسرار و رموز یعنی اسرار خودی و رموز بیخودی (ہردو یکجا) (لاہور : شیخ مبارک علی ' ۱۹۴۰ء) ' ص ۔ ۱۲۷

۹۔ ایضاً ' ص ۔ ۱۷۸

Marfat.com

فائز کی فارسی مرثیہ گوئی
(مع انتخاب مراثی)

نواب صدر الدین محمد خان بن نواب زبردست خان بن نواب ابراہیم خان بن علی مردان خان دہلی کے ایک امیر تھے۔ فائز تخلص کرتے تھے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ان کا اردو دیوان سید مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم نے مرتب کیا اور اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۴۶ء میں انجمن ترقی اردو (ہند) کی طرف سے شائع ہوا۔ اسی دیوان کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۵ء میں اسی انجمن کی طرف سے طبع ہوا۔ دوسرے ایڈیشن میں اضافے بھی کئے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا اردو کلام اس صدی کے پانچویں عشرے میں منظر عام پر آچکا تھا۔ لیکن ان کا فارسی کلام ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوا۔

فائز دہلوی نے بہت سے رسالے اور کتابیں لکھیں۔ یہ مختلف موضوعات سے متعلق ہیں۔ اس وقت ہمارے پیش نظر ان کی فارسی کلیات ہے اور اس کا بھی وہ پہلو جو مرثیہ گوئی پر مشتمل ہے۔ ان کی کلیات کے تین قلمی نسخوں کا ذکر رضوی ادیب مرحوم نے کیا۔

کلیات فائز کے صرف تین نسخوں کا اب تک پتہ چلا ہے۔ ایک جامعہ ملیہ دہلی کے کتب خانے میں تھا (جو کہ ان کے بقول اب غائب ہو چکا ہے)... دوسرا آکسفورڈ یونیورسٹی کی باڈلین لائبریری (Bodleian Library) میں ہے... تیسرا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں ہے جس میں فائز کا اردو دیوان شامل نہیں ہے(۱)۔

یہ امر تعجب انگیز ہے کہ تذکرہ نویسوں نے فائز کے فارسی کلام

Marfat.com

اور کلیات کی طرف پوری توجہ نہیں دی اور نہ ہی ان کے تعارف کی کماحقہ کوشش کی ہے۔تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند' شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی میں فائز کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے۔ "ان کی ولادت اور وفات کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مقالہ نگار نے فائز دہلوی اور دیوان فائز' طبع دوم ۱۹۶۵ء کو نہیں دیکھا۔ اس میں فائز کی تاریخ کے بارے میں لکھا ہے:۔

"تاریخ محمدی کا مصنف ۱۱۵۱ھ کے تحت لکھتا ہے صدر الدین محمد خان بن زبردست خان بن ابراہیم خان بن علی مردان خان ... از امرائے ہند در ماہ صفر "شاہ جہاں آباد فوت شد"۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فائز کا انتقال صفر ۱۱۵۱ھ میں ہوا (۲)۔

فائز نے فارسی کلیات کے شروع میں خطبہ کے نام سے ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں شاعری کے بارے میں اپنے خیالات و نظریات کا اظہار کیا ہے۔ وہ عام لوگوں کی قصیدہ گوئی اور مدح سرائی کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے کلیات کے خطبے میں ایک جگہ قصیدہ گوئی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا ہے۔

میں نے لوگوں کی مدح سرائی نہیں کی کہ اس سے گدائی کی بو آتی ہے۔ قدما اس معاملے میں مجبور تھے اس لئے کہ بادشاہوں کی فرمائش سے شعر کہتے تھے یا ان کی مدح میں تاکہ تقرب کا وسیلہ ہاتھ آئے۔ میں ان دونوں باتوں سے بری ہوں کہ اپنی نشانی چھوڑ جانے کے سوا کوئی غرض اور مطلب نہیں ہے۔ بادشاہ حقیقی کے سوا کوئی مدح کے قابل نہیں ہے۔ یا آئمہ ھدیٰ کی مدح کرنا چاہیئے کہ موجب ثواب اور کار خیر ہے۔ دنیوی اغراض کے لئے اپنے مثل کو سراہنا عقل کے نزدیک مستحسن نہیں ہے (۳)۔

Marfat.com

چنانچہ ان کے اس نظریے کی عکاسی ان کی کلیات میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ اس میں حمد، نعت منقبت اور مرثیے کے بارے میں اشعار ہمیں نظر آتے ہیں۔ کلیات کے آغاز میں ایک صفحے پر بیت شماری کی ہے۔ اس میں مراثی کے سامنے تین سو چوالیس کا عدد لکھا ہے یعنی مراثی کے اشعار کی تعداد ۳۴۴ ہے۔ جامعہ ملیہ دہلوی والے نسخے میں مرثیے موجود نہیں ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں جو نسخہ محفوظ ہے، اس میں مرثیے موجود ہیں۔ یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ۱۱۴۲ھ میں مکمل ہوئی جیسا کہ اس جلد کے آخری دو اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔

شکر کہ این نسخہ بپایان رسید
بہ دو جہان ساز بسامان رسید
سال تمام آنکہ بپرسد بگو
در سنہ الف و صد و چہل و دو

اس کی دوسری جلد ۱۱۴۹ھ میں تمام ہوئی (ورق ۴۱۸) پہلی جلد کے اوراق ۱۸۴ ب تا ۱۹۶ الف پر مرثیے موجود ہیں۔ اس کتاب کی طبعی حالت (Physical Condition) ایام کے ساتھ کئی مقامات سے شکستہ ہو گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات سے عبارت پڑھی نہیں جا سکتی۔ تاہم مجموعی طور پر اس کی حالت اچھی ہے۔ کتابت دیدہ زیب اور قلم جلی ہے۔

انتخاب مراثی: ذیل میں فائز کے مراثی کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔ مرثیہ نقل کرنے سے پہلے اس کا خلاصہ مضمون دے دیا ہے۔ اور ہر مرثیے کا ایک عنوان بھی قائم کر دیا۔ فائز کے کلام کو پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ انداز بیان نہایت سادہ ہے۔ تکلف بالکل نہیں ہے۔ صنعت ایہام کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ شاعر جو کچھ کہنا چاہتا ہے بہت سادہ اور آسان انداز سے کہہ دیتا ہے۔

Marfat.com

(۱) ۔ مہمان کربلا: اس درج ذیل مرثیے کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اشقیاء نے کربلا کے مہمان پر پانی بند کر دیا۔ اطفال بنی ہاشم نے اپنی آنکھوں سے اپنے بھائیوں اور انصار کے قتل کو دیکھا۔ جوانان بنی ہاشم کی لاشوں سے میدان کربلا اٹا پڑا ہے۔ اہل بیتؑ کا اتنا خون بہایا گیا کہ بیابان کربلا میں خون کی ندیاں جاری ہو گئیں۔ ابن سعد نے اتنا ظلم وجور روا رکھا کہ اہل بیتؑ کے جوانوں نے تشنہ لب جانیں راہ خدا میں نثار کیں۔ ظلم و جور کی انتہا ہے کہ بوستان مصطفوی کا ایک درخت بھی باقی نہ رہا اور بوستان نبوت کے تمام پھول مرجھا گئے۔

کردند منع آب ز مہمان کربلا
ای وای از غریبی یاران کربلا
دیدند قتل یار و برادر بچشم خویش
افسوس از یتیمی طفلان کربلا
در ہر طرف ز آل نبی سروری افتاد
پر گشتہ شد تمامی میدان کربلا
از خون اہل بیت زبیداد مرتدان
جوہائی خون روان بہ بیابان کربلا
از جور ابن سعد جوانان اہل بیت
دادند تشنہ جان بہ بیابان کربلا
زین ظلم و جور دوحہ آن بوستان نماند
یک گل بہ بوستان نبوت نشان نماند

(ورق ۱۸۵ ب)

(۲) شب عاشور: دوسرے نمبر پر جو مرثیہ نقل کیا جاتا ہے اس کا عنوان

Marfat.com

شب عاشور قائم کیا ہے کیونکہ اس میں بار بار اسی رات کا ذکر ہے۔ اس کے کل اکتیس اشعار ہیں۔ لیکن بعض مقامات سے الفاظ پڑھے نہیں جا سکتے۔ اس کے تیس اشعار یہاں پر درج کیے جاتے ہیں۔ اس مرثیے میں ان تمام مصائب و آلام کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو شب عاشور گزرنے کے بعد روز عاشور میں رونما ہوں گے۔ دسویں محرم کے تمام واقعات کی تفصیل اس میں بیان کی گئی ہے۔

امشب است آن شب کہ صبحش فتنہ ہا خواہد شدن
قتل عام عترت خیر الوری خواہد شدن
امشب است آن شب کہ فردایش ز ظلم شامیان
سر ز پیکر ہا درین میدان جدا خواہد شدن
امشب است آن شب کو صبح آن مصاف و شمنست
قتل اولاد علیؑ مرتضیٰ خواہد شدن
امشب است آن شب کہ صبح آن زدست کوفیان
بر یتیمان علی جور و جفا خواہد شدن
امشب است آن شب کہ صبح آن حسینؑ ابن علیؑ
پیکرش پامال سم اسپہا خواہد شدن
امشب است آن شب کہ روز دیگرش از جور شمر
در یتیمی ہا سکینہ مبتلا خواہد شدن
امشب است آن شب کہ صبحش ماجرای رو دہد
کز وقوعش زینبؑ اندر نالہ ہا خواہد شدن
امشب است آن شب کہ فردایش بحکم ابن سعد
زینبؑ بیچارہ در قید و بلا خواہد شدن

Marfat.com

امشب است آن شب که فردایش بنالد ذوالجناح
زانکه از پشتش امام دین جدا خواهد شدن
امشب است آن شب که بر عرش برین از ظلمها
بی دماغ و رنجه روح مصطفیٰ خواهد شدن
امشب است آن شب که روز دیگرش از خنجری
مدعای شمر ذی الجوشن روا خواهد شدن!
امشب است آن شب که پیش مرتضےٰ از بیکسی
سر برهنه در نجف خیر النساء خواهد شدن
امشب است آن شب که تا صبحش بصحرای نجف
اشکها جاری زچشم مرتضیٰؑ خواهد شدن
امشب است آن شب که چون اہل زمین بالای چرخ
عیسیٰؑ گردون نشین هم در بکا خواهد شدن
امشب است آن شب که فردایش بوقت نیمروز
ہر شهیدی جانب دارالبقا خواهد شدن
امشب است آن شب که صبحش حضرت خیر النساء
سر برهنه رو بدشت کربلا خواهد شدن
امشب است آن شب که فردایش حسینؑ تشنه لب
ہمچو گل از خون خود رنگین قبا خواهد شدن
امشب است آن شب که از ظلم و جفای شامیان
برفلک روح الامین در گریہا خواهد شدن
امشب است آن شب که روز دیگرش بعد زوال
کشته آن سرور به تیغ پر جفا خواهد شدن

Marfat.com

امشب است آن شب کہ نو داماد قاسم میشود!
صبح آن در خیمہ اش ماتم سرا خواہر شدن
امشب است آن شب کہ فردایش ز ظلم ظالمان
غارت و تاراج اندر خیمہ ہا خواہد شدن
امشب است آن شب کہ فردایش شہیدان را تمام
دستہا رنگین زخون ہمچون حنا خواہد شدن
(ورق ۱۹۱ ب تا ۱۹۲ ب)

(۳) ۔ **حسینؑ تشنہ لب:** اس مرثیے میں امام حسینؑ کی پیاس کا ذکر ہے ۔ ایام محرم میں سیاہ پوشی اس لئے کی جاتی ہے کیونکہ ماتم امام حسینؑ میں تمام کائنات ماتم سرا ہے۔ شہادت امام حسینؑ کی وجہ سے آسمان پر مہر و ماہ بھی سیاہ پوش ہو گئے ہیں ۔ ایسا سانحہ دنیا میں کبھی بھی رونما نہیں ہوا۔ مرثیہ کے فارسی الفاظ یہ ہے۔

ای مسلمانان حسینؑ تشنہ لب در کربلاست
گریہ کردن در غم آن شاہسوار دین بجاست
در غمش چون کعبہ پوشیدن سیہ مارا رواست
زانکہ گیتی سر بسر از ماتمش ماتم سراست
زین مصیبت گشت مہر و ماہ بر گردون سیاہ
بدعتی زین سان نشد در خلق عالم ہیچگاہ
(ورق ۱۸۶ ب)

(۴) ۔ **بندش آب:** اس مرثیے میں پانی کی بندش کا تذکرہ ہے۔ شدت پیاس سے ہر نفس بے تاب ہے ۔ پانی در یتیم کی مانند نایاب ہو گیا۔ مومنین

Marfat.com

شہیدان کربلا کی پیاس کی سختی کو یاد کر کے گریہ وزاری کرتے ہیں۔ دشت کربلا میں العطش العطش کی آوازیں بلند ہوتی رہیں، مرثیے کے آخر میں امام کی شہادت، سر کا جسم اطہر سے جدا کرنا، خیمے میں جناب زینبؑ کے بے تاب ہونے کا ذکر ہے۔

آب ہمچون آبرو در کربلا نایاب شد
وز عطش جان شہیداں ہر نفس بے تاب شد
قطرہ از آب شد نایاب چون در یتیم
گرچہ در گیتی ندیدہ کس کہ قحط آب شد
چون زراہ تشنگی شد جان مظلومان کباب
زین مصیبت چشمہای مومنان پر آب شد
شد بلند آوازہ در آن دشت صوت العطش
مضطرب دلہا درون سینہ چوں سیماب شد
چون شہیدان را نباشد حاجت غسل و کفن
پیکر شاہ شہیدان غرقہ در خوناب شد
آن تن نازک کہ شد پروردہ بر دوش نبیؐ
خاک بہر پیکر او بستر سنجاب شد
سرور دین را جدا کردند سراز تن بہ ظلم
درمیان خیمہ زینبؑ زین جفا بیتاب شد
لعن کن فائز بشمر و خولی و ابن زیاد
کز جفا شان دیدہ چرخ برین پر آب شد
(ورق ۱۹۵ ب تا ۱۹۶ الف)

(۵)۔ **شہدائے بنی ہاشم:** اس مرثیے میں حضرت محمدؐ مصطفیٰ کو مخاطب

Marfat.com

کر کے شہدائے بنی ہاشم کا ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت امام حسینؑ، حضرت علی اکبرؑ، حضرت علی اصغرؑ، حضرت عباسؑ علمدار اور دیگر شہدائے کربلا کا ذکر ہے۔ رسالتمآبؐ سے خطاب ہے کہ آپ ان شہیدوں کو کربلا کے میدان میں دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ ان کی شہادت سے جناب زینبؑ کی کیا حالت ہے۔ آل عبا کے سر نوک نیزہ پر ہیں۔ امام زین العابدینؑ بے کس و بے مددگار ہیں۔

یا مصطفیؐ حسین خودت در بلا ببین
افتادہ سر جدا رہ کربلا ببین
در خاک و خون طپیدہ علی اکبرؑ حسینؑ
جان دادہ قاسم حسنؑ مجتبیٰ ببین
معصوم را اگرچہ نکشتہ کسی بدہر
اصغر شہید گشتہ ز تیر جفا ببین
بریدہ ہر دو دست وفتادہ بخاک و خون
عباسؑ را بہ پیکر گلگون قبا ببین
دل خستہ و دریدہ قبا دربکا و حزن
زینبؑ باہ و نالہ بغم مبتلا ببین
رخت بنی امیہ نہ لائق بہاشمی است
اولاد فاطمہؑ ہمہ نیلی قبا ببین
این سر بلندی است زامت باہلبیت
سر برسنان نیزہ ز آل عبا ببین
نی یار و نی رفیق و نی ہمدم نہ مونسی
زین العبادؑ بے کس و بی اقربا ببین

Marfat.com

فائز اگرچہ عاصی و مجرم بود بحشر
سویش بعشق بندگی مرتضیٰ ببین
(ورق ۱۶۳ الف تا ۱۹۳ب)

(۶) ۔ بوستان فاطمہؑ: اس میں بیان کیا گیا ہے کہ گلستان فاطمہ سلام اللہ علیہا خزاں رسیدہ ہے ۔ امام حسینؑ کی شہادت اور اہل بیتؑ پر مصائب و آلام کی وجہ سے دختر رسولؐ کے دل پر غم کا داغ ہے ۔ میدان حشر برپا ہو گا' اس وقت جناب سیدہ نالہ و شیون کریں گی ۔ یزید کے گھر میں تو خوشی و مسرت کے آثار ہیں' لیکن شبستان فاطمہؑ ماتم سرا کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اولاد ہند تو عیش و عشرت میں ہے' لیکن اسیران اہلبیت قید و بند میں ہیں۔ وہ قوم قیامت کے روز کس طرح رسولؐ خدا کا سامنا کرے گی جس نے دختر رسولؐ کے عزیزوں کو قتل کیا۔ آخر میں آواز العطش کا ذکر ہے اور شمر لعین پر لعنت کی گئی ہے ۔ اب اصل مرثیہ نقل کیا جاتا ہے۔

آن نخل قد کشیدہ بستان فاطمہؑ
و آن سرو سرفراز گلستان فاطمہؑ
در خاک و خوں فتادہ بصحرائی کربلا
بنگر خزاں شدہ است بہ بستان فاطمہؑ
از کشتن حسینؑ بہ جفا ہا بر اہلبیتؑ
داغی نشستہ بر دل سوزان فاطمہؑ
روز جزا کہ قاضی محشر خدا بود
باید شنید شیون و افغان فاطمہؑ
گردون پر خاک بسر میکند مدام
چون کشتہ اند جوانان فاطمہؑ

Marfat.com

شادی و خرمی ہمہ در خانہ یزید
ماتم سرا شدہ است شبستان فاطمہؑ
اولاد ہند جملہ بعشرت ز بے غمی
در قید اہل شام عزیزان فاطمہؑ
روز جزا چسان بہ نبی روبرو شوند
قومی کہ کشتہ اند یتیمان فاطمہؑ
می بود گر نبیؐ بچسان می نمود گوش
آواز العطش زغریبان فاطمہؑ
فائز بشمر لعن بکن ہر نفس مدام
کز وی خراب گشت گلستان فاطمہؑ

(۷)۔ **گلستان فاطمہؑ:** اس مرثیے کا حاصل مضمون یہ ہے کہ گلستان فاطمہؑ تاراج ہو گیا۔ حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد اولاد علیؑ کا کوئی پرسان حال نہ رہا ۔ امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی آنکھوں میں آنسو ہمیشہ کے لئے رواں رہیں گے ۔ اسیروں کو بے محمل اونٹوں پر سوار کرایا گیا اور یہ قیدیوں کا قافلہ دمشق کی جانب جا رہا ہے ۔ جس کسی نے دیکھا اس نے استفسار کیا کہ کون گروہ ہے؟ جواب ملا کہ فاطمہؑ کی بیٹیاں اور کنیزیں ہیں ۔ شمر لعین نے امام حسینؑ کا سر جسم اطہر سے جدا کر دیا' تو اس سے ایوان فاطمہؑ میں نالہ و شیون بلند ہوا ۔ شہیدان کربلا کی پیاس کی وجہ سے بنت رسولؐ کو سخت رنج و الم ہوا۔

از پا فتاد نخل گلستان فاطمہؑ
تاراج گشت نو گل بستان فاطمہؑ
بعد از علیؑ کسی نماند غمگسار شان

Marfat.com

گشتند بیوسیلہ یتیمان فاطمہؓ
از ماتم حسینؓ علیؓ تا بروز حشر
خون میچکد دیدۂ گریان فاطمہؓ
دارالخلافہ گشتہ شبستان ابن ہند
زندان سراست محفل طفلان فاطمہ[۴]

(ورق ۱۹۵ ب)

حواشی

۱۔ سید مسعود حسن رضوی ادیب ' فائز دہلوی اور دیوان فائز (دہلی : انجمن ترقی اردو ہند ' ۱۹۶۵ء) ' ص ۔ ۱۰۱

۲۔ ایضاً ' ص ۔ ۶۳

۳۔ سید مسعود حسن رضوی ادیب ' فائز دہلوی اور اس کا دیوان (دہلی : انجمن ترقی اردو ' ۱۹۴۶ء) ' ص ۔ ۶۸

Marfat.com

احزان الصدور
(عزائی ادب کی ایک غیر مطبوعہ کتاب)

امام حسینؑ اور واقعات کربلا کے بارے میں ادب، نظم اور نثر دونوں صورتوں میں ملتا ہے۔ اس کی مزید دو قسمیں کی جا سکتی ہیں۔ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ۔ اول الذکر تک قارئین اور تحقیق کرنے والوں کی رسائی آسانی سے ہو جاتی ہے، لیکن مؤخر الذکر کی دستیابی آسان نہیں۔ تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے والے جانتے ہیں کہ بعض کمیاب مطبوعہ کتب بھی آسانی سے نہیں ملتیں۔ معرف اداروں یا بڑے بڑے ذاتی کتب خانوں میں ان کے ملنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ مخطوطات کی تلاش اور دستیابی اس سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ مواد کی کمیابی اور مشکل سے دستیابی کا سامنا تحقیق کرنے والے کرتے ہیں تاریخی تحقیق (HISTORICAL RESEARCH) میں یہ مسائل خاص طور پر موجود ہیں۔

انہی مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے تحقیق و جستجو کا عمل آسان ہو سکے۔ غیر مطبوعہ کتب کی فہرست سازی نے ایک باقاعدہ فن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ فہرست ساز (CATALOGUER) قلمی کتاب کا تعارف کراتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ کہاں پر موجود ہے۔ ان فہرست نگاروں کا دائرہ وسعت ابن الندیم المتوفی ۳۸۵ھ یا ۳۹۰ ہجری سے لے کر عصر حاضر کے معرف مخطوطہ شناس صلاح الدین المنجد تک پھیلا ہوا ہے۔ مشرقی علماء کے علاوہ اہل مغرب نے بھی اس فن کی طرف

Marfat.com

توجہ دی اور ان لوگوں نے اپنے کتب خانوں میں موجود قلمی کتب کی فہرست سازی نہایت تفصیل و توضیح سے کی۔ ان میں براؤن BROWNE' ایتھے ETHE' ریو RIEU وغیرہ کے نام بہت شہرت رکھتے ہیں۔ ان لوگوں نے برٹش میوزیم لندن اور انڈیا آفس لائبریری میں موجود خطی ذخائر کا تعارف شرح و بسط سے اپنی فہرستوں میں کروایا ہے۔ اہل مغرب کی ایسی فہرستوں کو دیکھ کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ فلاں مخطوطے کا موضوع کیا ہے اور وہ کہاں موجود ہے۔

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ مسلمانوں نے اس کام کی ابتداء کی اور اپنے عروج کے زمانے میں بڑی بڑی فہرستیں تیار کیں۔ ان میں سے بعض تو دست برد زمانہ سے ضائع ہو گئیں اور بعض ابھی تک موجود ہیں۔ عہد حاضر میں پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں ابھی تک اس شعبے میں کام کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ ان ممالک میں خطی ذخائر (MSS COLLECTIONS) کا ایک قابل قدر حصہ غیر منظم اور غیر مرتب صورت میں اداروں یا ذاتی کتب خانوں میں پڑا ہوا ہے۔ ابھی تک اس کی نہ تو فہرست سازی کی گئی ہے اور نہ اس کی تنظیم۔ اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہے کہ تلاش و جستجو کرنے والوں کو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ ہمارے ہاں پاکستان یا دیگر اسلامی ممالک میں موجود خطی ذخیروں کے وسائل کیا ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تحقیق و تدقیق کا عمل تیز رفتاری سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ پندرھویں صدی ہجری کے استقبال کی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ اگر ہم اس طرف بھی توجہ مبذول کریں اور علمی دنیا کے اس خلا کو پورا کرنے کی سعی کریں تو یہ دنیائے علم و فضل کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

عام طور ا یسے کام قومی کتب خانے (NATIONAL LIBRARIES) کرتے ہیں۔ ہماری نیشنل لائبریری اسلام آباد میں بننے والی ہے۔ اس وقت یہ

Marfat.com

لیاقت میموریل لائبریری کراچی میں کام کر رہی ہے۔ قومی کتب خانے کے ارباب اختیار کے تعاون سے ان کوششوں میں ارتباط پیدا ہو سکتا ہے جو اس وقت اس شعبے میں کی جا رہی ہیں۔ اگر تمام ادارے، جامعات، کالج و دیگر ادبی انجمنیں -- اپنے ہاں موجود مخطوطات کی فہرستیں تیار کر لیں اور ذاتی کتب خانوں کے ذخیروں کی فہرستیں بھی سرکاری یا غیر سرکاری سرپرستی میں بنالی جائیں، تو ان سب فہرستوں کو ملا کر جامع فہرست بن سکتی ہے۔ جن کو مخطوطات کی نیشنل یونین کیٹیلاگ (NATIONAL UNION CATALOGE OF MSS) کہا جا سکتا ہے۔

راقم السطور کو ان مشکلات کا احساس ہے جو اس راہ میں موجود ہیں۔ یہ مشکلات نوعیت اور اطراف کے اعتبار سے کئی پہلو رکھتی ہیں۔ تاہم اگر کام کی مربوط ابتداء اس موقع پر ہو جائے تو کتابیاتی تنظیم (BIBLIOGRAPHICAL CONTOL) کے اس خلا کو پر کرنے میں پیش رفت ہو سکتی ہے۔

تاریخی تحقیق میں بلاشبہ وہ تحقیق بھی شامل ہے جو امام حسینؑ اور واقعات کربلا کے بارے میں کی جاتی ہے۔ اس شعبے میں بھی نہ تو تمام موجود وسائل کی نشاندہی ہوئی ہے اور نہ ان کی تفصیل و توضیح۔ ہمارے ہاں اس موضوع سے متعلق ایسی بہت سی قلمی کتابیں موجود ہیں جو ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئیں۔ اگر واقعات کربلا سے متعلق ایسی تمام خطی کتب کی فہرست سازی کر دی جائے تو یہ ایک گرانقدر کام ہو گا (۱)۔

اس وقت درج ذیل غیر مطبوعہ کتاب کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔

احزان الصدور

Marfat.com

مئولف صدر الدین محمد خان بن زبردست خان
المتخلص بفائز المتوفی ۱۱۵۱ھ
اوراق: ۷۷' سطور: ۱۵' تقطیع: ۲۴ x ۱۴س م
خط: نستعلیق' کاتب: نامعلوم' تاریخ کتابت ۱۱۳۳ھ (؟)
طلب نمبر: PE II 92 کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور۔

آغاز:

الحمد لله العلی الولی الجمیل الحمید العظیم الجلیل الفعال لما یرید الذی یحکم بین اهل الحق و الباطل--- اما بعد چنین گوید احقر انام کلب امیر المومنین و عترت طاهرین صدر الدین محمد خان بن زبردست خان غفر الله ذنوبهما یوم المیزان..

زیر حوالہ مخطوطے کو دیکھنے سے اس کے ظاہری محاسن بھی معلوم ہوتے ہیں مثلاً" اس کے پہلے صفحے پر مصنف کی مہر پڑی ہوئی ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی ملک تھا یا مصنف نے اس کو دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ عبارت بھی درج ہے۔ "بتاریخ غرہ جمادی الثانی ۱۱۳۵ھ داخل کتاب خانہ شد"۔ اس پر ایک اور مہر لگی ہوئی ہے جو اس کے وقف ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ نسخہ مکمل حالت میں ہے لیکن قدرے کرم خوردہ ہے۔ اس کے باوجود بہت صاف ہے اور آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے ورق ۷۶ یا ۷۷ پر مشکل الفاظ کے معانی درج ہیں' لیکن خط کا نمایاں طور پر مختلف ہونا بتاتا ہے کہ ان اوراق کا کاتب کوئی دوسرا شخص ہے۔

Marfat.com

اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حصے کو اندوہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ تالیف کا مقصد یہ ہے کہ عشرہ محرم میں ہر اندوہ کو مجلس کے طور پر پڑھا جائے گویا یہ کتاب دہ مجلس کی طرز پر لکھی گئی ہے۔ مصنف نے مقدمے میں مقصد تالیف کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

---"درایام عاشور جمیع محبان اہل بیت تعزیہ میکنند و کتب تاریخ کہ مشتمل برجور و ستم اعدای دین است بمطالعہ می آرند تا بوسیلہ آن مغموم و مہموم شوند بنا بر آن بخاطر قاصر رسید کہ خلاصہ مضمون آن عبارات جان سوز و مختصر آن کلمات غم اندوز تحریر نماید۔ ہرچند درین مقدمہ بقدر حال ہریک از جگر سوختگان وادیٔ غموم رسالہا مرقوم نمودہ اند، لیکن چوں بوسیلہ خواندن آن مطالب حسنہ عظیم برائی محرر اوراق ثبت میگردد، خواست کہ بفحوای الدال علی الخیر کفاعلہ (دلالت کنندہ بر خیر مثل خیر کنندہ است) داخل این ثواب گردو --- این رسالہ مسمی باحزان الصدور است بردہ اندوہ امید کہ باعث حزن و بکا دخول جنت مومنین گردد کہ من بکیٰ علی الحسینؑ او تباکی وجب لہ الجنۃ...."

ان الفاظ کی روشنی میں ہم ہر اندوہ کو مجلس کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اس لحاظ سے اس نسخے کی دس مجالس ہیں۔ ان کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

پہلی مجلس: اس میں انبیاء علیہم السلام کے مصائب و آلام کو لکھا گیا ہے جن گزشتہ انبیاء کے قصص کو بیان کیا گیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

(ا) قصہ حضرت ابو البشر (حضرت آدم علیہ السلام)

(ب) قصہ حضرت نوح علیہ السلام

(ج) قصہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہما السلام

Marfat.com

(د) قصہ حضرت ایوب صبور علیہ السلام
(ھ) قصہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام
(و) قصہ در شہادت حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام

دوسری مجلس: اس میں حضرت سید الانبیاءؐ کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ دنیا کی ناپائیداری کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا کہ موت کے سامنے سب شاہ و گدا برابر ہیں:۔

در بارگاہ حشر چہ سلطان چہ بینوا
بر آستان مرگ چہ دربان چہ پادشاہ

اسی مقصد کو قرآن حکیم کی اس آیت سے واضح کیا ہے۔ کل نفس ذائقۃ الموت (آل عمران : ۱۸۵) عربی کا یہ شعر بھی اسی مضمون کی وضاحت کے لئے لکھا ہے

لوکان انسان یدوم بقاء
لما مات خیر المرسلین محمدؐ

یعنی اگر کسی انسان کو اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہوتا' تو خیر المرسلین حضرت محمد مصطفیؐ وفات نہ پاتے۔ گویا

جو زندہ ہے وہ موت کی تکلیف سہے گا
جب احمدؐ مرسل نہ رہے کون رہے گا

مجلس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اسی سے ہر انسان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ دنیا مقام فنا ہے۔

اندیشہ زمرگ مصطفیؐ باید کرد
شادی و طرب جملہ رہا باید کرد

Marfat.com

او باشرف و کمال چون زنده نماند
مارا طمع خام چرا باید کرد

تیسری مجلس: جناب سیدہ فاطمہ زہرا سلام علیہا کے حالات سے متعلق ہے۔ آپ کے مصائب کو آپ ہی کے شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ رسالتمابؐ کی وفات کے بعد غم و الم کے پہاڑ سیدہؑ پر ٹوٹ پڑے۔ اس تکلیف دہ اور اذیت ناک حالت کی ترجمانی کے لئے فرمایا:۔

صبت علی مصائب لو انہا
صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی مجھ پر اتنے مصائب و آلام پڑے کہ اگر وہ دنوں پر پڑتے، تو وہ (سیاہ) راتیں بن جاتے۔

چوتھی مجلس: یہ مجلس امیر المومنینؑ حضرت علی علیہ السلام کے حالات کے بارے میں ہے۔ شروع میں ذکر کیا گیا ہے کہ آپؑ کی ولادت باسعادت خانہ کعبہ میں ہوئی

گوہر چو پاک بود صدف نیز پاک بود
آمد میانہ حرم پاک در وجود

آخر وقت شہادت بھی آ پہنچا اور آپ نے فرمایا فزت برب الکعبہ یعنی رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ کسی نے حضرت علیؑ کی ولادت و شہادت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا خوب کہا ہے۔

کسی را میسر نہ شد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

پانچویں مجلس: اس میں حضرت امام حسنؑ کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

کئی مقامات پر فارسی اشعار کا استعمال کیا گیا ہے۔ ایک اقتباس ترجمے کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے:

حضرت امام حسنؓ کا آخری وقت ہے۔ دل و جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر طشت میں گر رہے ہیں۔ امام حسینؓ تشریف لاتے ہیں۔ امام حسنؓ جو گفتگو فرماتے ہیں، اس کو ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

شربت آب کین زمان خوردم
کرد سوراخ در دل و جگرم
حلق تا ناف جملہ پر خون شد
پارہ پارہ شد است جملہ برم
گفت در خواب جد من بامن
کہ بیا نزد من کہ منتظرم

امام حسنؓ کی وفات حسرت آیات پر تعزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وا حسرتا کہ سرو روان از چمن برفت
یعنی کہ نور دیدہ زہرا حسنؓ برفت

چھٹی مجلس: حضرت مسلم بن عقیل کی سفارت سے متعلق ہے۔ اس کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ امام حسینؓ نے حضرت مسلم بن عقیل کو کوفے اس لئے بھیجا تھا تاکہ وہاں کے حالات اور بلانے والوں کی بات کی سچائی کو دیکھا جائے، کیونکہ انہوں نے لکھا تھا کہ: مارا امام و پیشوای نیست تابا و اقتداء کنیم و مسائل حلال و حرام از وفراگیریم--- آخر میں آپ کی شہادت کا تذکرہ ہے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت مسلم بن عقیل کو قتل کرنے کے لئے بالائے بام لے جا رہے تھے تو آپ اس وقت حضرت محمد مصطفٰے پر درود و سلام بھیج رہے تھے اور فرما رہے تھے۔ اللھم احکم بیننا و بین قومنا بالحق و انت

Marfat.com

خیر الحاکمین یعنی اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان صحیح فیصلہ فرما اور بے شک تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ جب سفیر امامؑ اوپر تشریف لے گئے اور مکہ کی جانب رخ کیا اور فرمایا: السلام علیک یا ابن رسول اللہ: اے فرزند رسولؐ میرا آخری سلام قبول کیجئے۔ کیا آپ کو مسلم کے حالات کی کچھ خبر ہے؟ میری خواہش تھی کہ ایک بار آپ کے چہرے کی زیارت کرلوں لیکن افسوس اب یہ حسرت قیامت کے روز پوری ہوگی۔

ساتویں مجلس: اس میں حضرت مسلم بن عقیل کے دونوں فرزندوں کے حالات درج ہیں اور ان کی شہادت کو بیان کیا گیا ہے۔

آٹھویں مجلس: اس میں امام کی شہادت کی خبر اور ثواب گریہ کے متعلق روایات درج کی ہیں۔ رسول خداؐ کی زبان اطہر سے پانچ بار خبر شہادت بیان کرنے کا ذکر ہے۔ آخر میں گریہ کے ثواب کے بارے میں یہ حدیث درج ہے:

"من بکی علی الحسین او تباکی وجبت لہ الجنتہ"۔

نویں مجلس: اس میں سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ امامؑ مکے سے نکل کر آرہے ہیں' تو راستے میں آپ کو حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملتی ہے۔ اپنے ساتھیوں سے فرماتے ہیں کہ تمہیں اجازت ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔ اس پر اصحاب حسینؑ نے کہا: "ہزار جان ما فدائی تو باد یا ابن رسولؐ اللہ" یعنی اے فرزند رسولؐ! ہماری ہزار جانیں آپ پر قربان ہو جائیں۔ آخر وہ مقام بھی آگیا جہاں پر لشکر حر نے آپ کا راستہ روکا۔ ایک جگہ پر آکر آپ کا اسپ وفادار رک گیا۔ آپ نے پوچھا کہ اس زمین کا کیا نام ہے؟ بتایا گیا کہ کربلا۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: "اللہ اکبر ارض کرب و بلاء و سفک الدماء" یعنی اللہ اکبر! یہ کرب و بلا

Marfat.com

اور خون بہنے کی زمین ہے۔

گر نام این زمین بیقین کربلا بود
این جا نصیب ہمہ کرب و بلا بود
کار مخدرات من اینجا تبہ شود
پشت مبارزان من اینجا دوتا شود

پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب حر لشکر ابن سعد سے الگ ہو کر خدمت امام حسینؓ میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے، تو آپ فرماتے ہیں: "ھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ" یعنی وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

اس مجلس میں دیگر شہدائے کربلا مثلاً" حضرت عباسؓ علمدار، حضرت علی اکبرؓ اور حضرت علی اصغرؓ کی شہادت کے واقعات بھی درج کئے ہیں اور آخر میں امام حسینؓ کی شہادت کا تذکرہ کیا ہے۔ مجلس کا اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے۔

"دگر چہ گویم وچہ نویسم کہ نہ زبان راقوت تقریر است و نہ زبان خامہ راطاقت تحریر است قلم اینجا رسید و سر بشکست لعنۃ اللہ علی الظالمین"۔

دسویں مجلس: اس آخری مجلس میں ان واقعات کا ذکر ہے جو شہادت کے بعد پیش آئے۔ اسیران کربلا کا پہلے کوفے اور پھر شام جانا اور اس کے بعد مدینے واپسی۔ دربار یزید کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام عالی مقام کے سر اقدس کو طشت میں رکھ کر یزید کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ ایک چھڑی آپ کے دندان مبارک پر مارتا ہے۔ اس پر ایک صحابی رسولؐ اس کو ٹوکتے ہیں فائز اس موقع پر یہ شعر لکھتے ہیں۔

آن لب کہ بوسہ داد برو بارہا رسولؐ
سویش بچوب کردہ اشارت کجا رواست

Marfat.com

آن سرکہ برکنار نبیؐ داشتی وطن
در طشت زرنہادہ بہ پیش تو کجا رواست

آخر میں اہل حرم کی مدینہ میں واپسی کے حالات لکھے ہیں اور اس آہ و زاری کی تصویر کشی کی ہے جو انہوں نے روضہ رسولؐ پر جا کر کی الفاظ یہ ہیں ---اور ان کے ساتھ ہی مجلس اور کتاب کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

---اما اہل بیت کہ بمدینہ رسیدند از گرد راہ بروضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ باہ دردناک از جگر چاک چاک نعرہ برکشیدند و گفتند واجداہ وا محمداہ و اسیداہ و اسنداہ ما یتیمان خاندان توئیم ما غریبان دودمان توئیم۔

مطلقاً در جہان کون و فساد
کس چنین تعزیت ندارد یاد

حواشی

۱۔ یہ مضمون ماہنامہ خیر العمل ' لاہور میں نومبر ' دسمبر ۱۹۸۰ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا ۔ کتابیاتی تنظیم کے شعبے میں موجود اُس وقت تک کی صورت حال کو زیر بحث لایا گیا ہے ۔ اب یہ صورت کافی حد تک بدل چکی ہے ۔ ادارہ تحقیقات فارسی ' ایران و پاکستان' اسلام آباد کی طرف سے پاکستان میں موجود فارسی مخطوطات کی ایک توضیحی اور جامع فہرست شائع کی جارہی ہے جس کی اب تک چودہ (۱۴) جلدیں شائع ہو چکی ہیں ۔ اسی طرح دوسرے ذخائر مخطوطات کی بعض فہارس بھی منظر عام پر آچکی ہیں ۔

Marfat.com

۲۔ فائز کے سوانحی حالات کے لیے دیگر مصادر کے علاوہ درج ذیل مضمون سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سید جمیل احمد رضوی "فائز دہلوی ' کلیات کا تعارف اور انتخاب کلام" مشمولہ دانش ' اسلام آباد دورہ ا' شمارہ ۴ (زمستان ۱۳۶۴ ش / ۱۴۰۶ھ) ۱۳۳ ۔ ۱۶۴

Marfat.com

کربلا میں موالیوں کی جانثاری

امام حسینؑ علیہ السلام ۲ محرم الحرام ۶۱ ھ کو کربلا کے میدان میں اترے۔ اس وقت آپؑ کے ساتھ اعوان و انصار اور اعزہ کی ایک مختصر لیکن منتخب جماعت تھی۔ آپؑ کے دشمنوں اور دوستوں کی تعداد کے متعلق علامہ محمد اقبالؒ نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے۔

دشمنان چوں ریگ صحرا لا تعد
دوستان او بہ یزداں ہم عدد (۱)

اصحاب امام حسینؑ بہت سے امتیازی خصائص کے مالک تھے۔ ان میں بچے، جوان اور بوڑھے شامل تھے۔ ان میں زاہد شب زندہ دار، سید القراء اور مختلف قبائل عرب کے اشراف بھی موجود تھے۔ علامہ علی نقی مرحوم نے جن خصوصیات کا ذکر "شہید انسانیت" میں کیا ہے، ان کو مختصر طور پر اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

ان (بنی ہاشم کے علاوہ اصحاب امام حسینؑ) سے آٹھ اصحاب رسولؐ تھے۔

اصحاب حضرت علیؑ تابعین میں شمار ہوتے ہیں، ان کی تعداد اکیس تھی۔

ان میں سے چھ حافظ قرآن تھے۔ نو علماء اور راویان حدیث میں سے تھے۔

دس ایسے تھے جو اپنے زمانے کے مانے ہوئے شجاع تھے۔ ان میں اکثر زاہد شب زندہ دار تھے (۲)

Marfat.com

امام حسین علیہ السلام کے انصار میں موالی (غلام) بھی تھے جو شہادت کے بلند درجہ پر فائز ہونے کے لیے عزم صمیم سے سرشار تھے۔ کسی تحریک کے قائد کا کمال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اپنے رنگ میں رنگ دے۔ قافلہ حسینی کے ہر فرد میں حسینیت کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اشراف عرب تو بہادر اور شجاع تھے ہی، میدان کربلا کے جہاد میں آپ کے ساتھ غلاموں نے بھی ایسی داد شجاعت دی کہ تاریخ میں ان کے کارنامے محفوظ ہو گئے۔ ان کی جاں نثاری کو مؤرخین نے خراج عقیدت پیش کیا۔ ان شہداء کی عظمت کا کیا کہنا جن کو معصومؑ نے سلام پیش کیا ہو۔

اس مضمون میں موالی شہداء کا مختصر تذکرہ قارئین کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ علی نقی مرحوم نے "شہید انسانیت" کے ستائیسویں باب میں انصار امام حسینؑ اور ان کی قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں موالی (غلام) شہداء کی تعداد چودہ ہے۔ مرحوم نے اس کتاب کی تالیف سے پہلے ایک اور کتاب: "شہدائے کربلا" کے عنوان سے تین جلدوں میں لکھی تھی جس کی پہلی جلد امامیہ مشن، لکھنؤ کی جانب سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی۔ بعد میں دو اور جلدیں شائع ہوئیں۔ اس کی پہلی اور دوسری جلد میں میدان کربلا کے غلام شہداء کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس کتاب کے مطابق بھی موالی شہداء کی تعداد چودہ ہے۔ اس میں ان کے حالات تفصیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ ابوالقاسم سحاب نے امام حسین علیہ السلام کے حالات میں فارسی زبان میں ایک ضخیم کتاب دو جلدوں میں لکھی۔ اس کا عنوان "زندگانی حضرت خامس آل عبا ابی عبداللہ الحسین سید الشہداء علیہ آلاف التحیتہ والثناء" ہے۔ اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۷۶ پر یہ عنوان قائم کیا ہے: "اسامی موالیان شہداء کہ درر کاب امام شہادت یافتند" یعنی ان موالی شہداء کے نام جنہوں نے امامؑ کے ساتھ شہادت پائی۔ اس میں ان

Marfat.com

شہیدوں کی تعداد آٹھ لکھی ہے۔ اس کتاب کے مطابق ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں ۱۔ نصر بن ابی نیزر ۲۔ سعد بن حرث خزائی ۳۔ منج ابن سہم ۴۔ قارب بن عبداللہ لیثی دئلی ۵۔ اسلم بن عمرو (ترکی غلام) ۶۔ سلیمان بن زرین ۷۔ حرث بن نبھان ۸۔ جون بن حوی نوبی (غلام ابوذرؓ) (۳) "شہدائے کربلا" میں درج ذیل چودہ نام لکھے ہیں:۔

۱۔ منج بن سہم ۲۔ سعد مولیٰ عمرو بن خالد ۳۔ حارث بن نبھان ۴۔ سالم مولیٰ عامر بن مسلم العبدی ۵۔ سلیم ۶۔ شبیب بن عبداللہ ۷۔ قارب مولیٰ الحسینؑ ۸۔ نصر بن ابی نیزر ۹۔ شوذب بن عبداللہ ۱۰۔ جون (غلام ابوذر غفاریؓ) ۱۱۔ غلام ترکی ۱۲۔ سالم بن عمرو بن عبداللہ مولیٰ بنی المدینہ الکلبی ۱۳۔ سعد بن حارث مولیٰ امیرالمومنینؑ ۱۴۔ رافع بن عبداللہ مولیٰ مسلم الازدی۔

تحریک کربلا میں ایک اور غلام شہید سلیمان بن زرین کا نام آتا ہے۔ ان کے ہاتھ امامؑ نے اشراف بصرہ میں سے یزید بن مسعود، منذر بن جارود وغیرہ کے نام ایک خط بھیجا تھا۔ اس کا ذکر صاحب مقتل لھوف نے کیا ہے۔ (۴) "بحار الانوار" میں علامہ مجلسی نے بھی ان کا نام لکھا ہے (۵) ان کو ابن زیاد کے حکم سے سفر بصرہ کے دوران ہی شہید کر دیا گیا۔ اس طرح ان کو شامل کر کے موالی شہداء کی تعداد پندرہ ہو جاتی ہے۔ اب ان کے مختصر حالات درج کیے جاتے ہیں۔ پہلے سفر بصرہ کے شہید سلیمان بن زرین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد میدان کربلا کے موالی شہداء کے حالات درج کیے جائیں گے۔

سلیمان بن زرین (سفر بصرہ کے شہید): یہ حضرت امام حسینؑ کے غلاموں میں سے تھے اور آپ کے قابل اعتماد لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ یہ وہی ہیں جو امام علیہ السلام کے خط کو مکہ سے بصرہ میں لے گئے اور اسے متعلقہ

Marfat.com

لوگوں تک پہنچایا۔ ان کی والدہ کا نام کبشہ تھا۔ یہ امام حسینؑ کی کنیزوں میں سے تھیں۔ ان کو امامؑ نے ایک ہزار درھم میں خریدا تھا اور ان کو اپنی زوجہ ام اسحاق کی خدمت میں مقرر کیا تھا۔ اس کے بعد ان کا نکاح ابوزرین کے ساتھ کر دیا۔ ان سے سلیمان بن زرین پیدا ہوئے۔ زیارت ناحیہ (قائمیات) میں ان کے نام سلام موجود ہے السلام علی سلیمان مولی الحسین بن امیرالمومنین و لعن اللہ قاتلہ سلیمان بن عوف الحضری۔ یہ شہید بصرہ کے اس سفر میں امام علیہ السلام کا خط پہنچانے کے بعد ابن زیاد کے حکم سے شہید کر دیے گئے (۶)

منجح بن سھم: یہ شہید حضرت مجتبیٰ، حضرت سیدالشہداء اور جناب علیؑ بن الحسینؑ کے غلاموں میں سے ہیں۔ ان کا نام لے کر زیارت قائمیہ میں سلام کہا گیا ہے۔ وہ حضرت امام حسنؑ کے فرزندوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے کربلا میں آئے۔ چونکہ یہ تین اماموں کے غلاموں میں شامل رہے، اس لیے (ان کے بارے میں) ارباب رجال نے اختلاف کیا ہے۔ بہر حال وہ ان غلاموں میں سے ہیں جنہوں نے عاشورہ کے دن کربلا میں شہادت پائی۔ ان کی والدہ کا نام حسنیہ تھا جن کو حضرت ابیعبد اللہ علیہ السلام کی کنیزوں میں شمار کیا گیا ہے ... یہ شہید میدان جنگ میں اپنے شایان شان بہادری اور لڑائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسان بن بکر حنظلی کے ہاتھوں شہادت کے درجے پر فائز ہوئے (۷)

سعد مولیٰ عمرو بن خالد: "شہدائے کربلا" میں ان کے حالات لکھتے ہوئے علامہ علی نقی لکھتے ہیں :۔

اہل سیر کا بیان ہے کہ یہ شریف النفس بلند ہمت غلام تھے جنہوں نے اپنے مالک عمرو بن خالد کا آخر وقت تک ساتھ دیا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ اسی مختصر قافلہ میں آکر امامؑ سے ملحق ہوئے تھے جو (منزل) عذیب الہجانات میں

Marfat.com

امامؑ کے پاس پہنچا تھا اور میدان جنگ میں بھی وہ انہی ہمراہیوں کے ساتھ شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے (۸)

حرث بن نبہان: "شہدائے کربلا" اور شہید انسانیت میں ان کا نام حارث بن نبہان درج ہے۔ ابوالقاسم سحاب نے ان کا نام حرث بن نبہان لکھا ہے۔ مؤخوالذکر کی کتاب سے ان کے حالات ترجمہ کی صورت میں لکھے جاتے ہیں:۔

یہ شہید پیغمبرؐ اکرم کے چچا حضرت حمزہؓ بن حضرت عبدالمطلب کے غلام تھے۔ ان کے والد نبہان حضرت حمزہؓ کی غلامی کا افتخار رکھتے تھے۔ وہ بہادر اور طاقتور لوگوں میں سے تھے۔ حرث، باپ کی وفات کے بعد، حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں آگئے۔ اس کے بعد حضرت حسن مجتبیٰؑ اور حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کی خدمت میں رہے۔ حضرت امام حسینؑ کے خدمت گار کی حیثیت سے مدینہ سے مکہ اور پھر کربلا تک آپؑ کی خدمت کرتے رہے اور وفاداری کا ثبوت دیا۔ یہ ان شہداء میں سے ہیں جو حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے (۹)

سالم مولیٰ عامر بن مسلم العبدی:۔ علامہ علی نقی نے رجال شیخ طوسی کے حوالے سے ان کے بارے میں لکھا:

اپنے مالک کے ساتھ اسی قافلہ میں جو یزید بن ثبیط قیسی کے ساتھ بصرہ سے کربلا آیا تھا، امامؑ کی خدمت میں آئے اور روز عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔ زیارت شہداء میں ان پر سلام کیا گیا ہے۔ السلام علی سالم مولی عامر بن مسلم (۱۰)

سلیم: امام حسنؑ کا غلام باوفا کربلا میں نصرت امام حسینؑ میں شہید ہوا (۱۱)

شبیب بن عبداللہ: علامہ علی نقی نے "تنقیح المقال" اور "ابصار العین"

Marfat.com

کے حوالے سے ان کے بارے میں لکھا:۔

حارث بن سریع ہمدانی جابری کے غلام' صحابی رسولؐ اور حضرت امیرالمومنینؑ کے ساتھ جمل' صفین' نہروان تینوں لڑائیوں میں شرکت کا شرف حاصل کیے ہوئے' کوفہ کے باشندہ تھے۔ کربلا میں سیف بن حارث بن سریع اور مالک بن حارث بن سریع دونوں اپنے آقا زادوں کی محبت میں امامؑ کی خدمت میں پہنچے اور روز عاشور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے (۱۲)

قارب مولیٰ الحسینؑ: علامہ علی نقی مرحوم نے "ناسخ التواریخ" اور "تنقیح المقال" کے حوالے سے ان کے بارے میں لکھا:۔

قارب بن عبداللہ بن اریقط لیثی دئلی' ان کی ماں فکیہہ امام حسینؑ کی حرم سرا میں جناب رباب مادر سکینہ کی کنیز تھیں۔ ان کی شادی عبداللہ بن اریقط کے ساتھ ہوئی جن سے قارب کی ولادت ہوئی۔ قارب اپنی ماں کی ہمراہی میں امام حسینؑ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور پھر کربلا آئے اور حملہ اولیٰ میں قتل ہوئے۔ زیارت شہدائے میں ان پر سلام کیا گیا ہے۔ السلام علیٰ قارب مولیٰ الحسینؑ بن علیؑ (۱۳)

نصر ابی نیزر (غلام امیرالمومنینؑ): نصر بن ابی نیزر امیرالمومنینؑ کے معروف باغبان تھے۔ یہ آپ کے وفادار اور خدمت کرنے والے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے والد ابی نیزر جیسا کہ عسقلانی نے لکھا' ایران کے شاہزادوں میں سے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی نسل میں سے ہیں' جنہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بچپن ہی سے حضرت رسولؐ خدا کی تربیت میں آ گئے۔ انہوں نے حضرت امیرالمومنینؑ کے نخلستان میں باغبانی کے شغل میں مہارت حاصل کی تھی۔ نصر بن ابی نیزر ایسے شہید ہیں جنہوں نے اپنے والد

Marfat.com

کی وفات کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی خدمت میں کئی سال گزارے۔ یہ مدینہ سے مکہ تک امامؑ کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے کربلا میں آئے اور امام حسینؑ کے ساتھ اپنی جان نثار کر دی۔ وہ میدان جنگ کے مانے ہوئے شجاع اور جری تھے۔ یہ پہلے حملہ میں شہید ہوئے (۱۴)

شوذب بن عبداللہ: ہمدان کی ایک شاخ قبیلہ شاکر کے غلام زادوں سے عابس بن ابی شیب شاکری سے وابستہ تھے۔ شیعان کوفہ میں اپنے اوصاف کی بنا پر نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ اور ایک طرف تو میدان جنگ کے شہسوار تھے، دوسری طرف احادیث کے حافظ اور حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے استفادہ کیے ہوئے تھے۔ اور کوفہ میں اس باب میں مرجعیت رکھتے تھے۔ لوگ ان سے احادیث حاصل کرنے آیا کرتے تھے (۱۵)

جب عابس حضرت مسلم بن عقیل کا خط حضرت امام حسینؑ کے نام لے کر مکہ معظمہ گئے تھے، تو شوذب ان کے ساتھ تھے۔ پھر امام علیہ السلام کے ساتھ عراق اور کربلا پہنچے تھے۔ علامہ علی نقی نے "شہدائے کربلا" میں ان کے حالات "تنقیح المقال"، "ابصار العین" اور "تاریخ طبری" کے حوالے سے لکھے ہیں۔ روز عاشور شوذب کی شہادت کے واقعہ کو اس طرح لکھا ہے:۔

روز عاشور عابس نے اپنے باوفا غلام سے کہا: "کیوں شوذب تمہارا کیا ارادہ ہے"؟ شوذب نے کہا: "ارادہ کیا ہے؟ یہی کہ آپ کے ساتھ رہ کر فرزند رسولؐ کی نصرت میں جنگ کروں اور قتل ہوں"۔ عابس نے کہا: "شاباش! مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اچھا تو پھر بڑھو آگے اور امامؑ کے اوپر جان نثار کرو۔ تاکہ امام تمہاری مصیبت بھی اسی طرح دیکھ لیں جیسے اپنے دوسرے اصحاب کی اور میں بھی تمہارے غم کو برداشت کر کے ثواب کا مستحق بنوں۔ یقیناً اگر اس وقت کوئی ایسا شخص میرے ساتھ ہوتا جس پر مجھے اس سے زیادہ اختیار

Marfat.com

ہوتا جتنا مجھے تم پر اختیار حاصل ہے' تو میری خوشی ہوتی کہ وہ میرے سامنے جائے تاکہ میں اس کی مصیبت کو برداشت کروں' کیوں کہ آج تو دن ایسا ہے جس میں جتنا انسان سے ہو سکے اتنا اجر و ثواب حاصل کر لے' کیونکہ آج کے دن کے بعد پھر عمل کا دفتر ختم ہے اور حساب کے سوا کچھ نہیں ہے"۔ شوذب آگے بڑھے۔ امام حسینؑ کو سلام کیا اور پھر جنگ کر کے شہید ہوئے۔ وہ غلام عالم کے سرتاجوں سے زیادہ عزت دار تھا کہ اس پر امامؑ نے زیارت شہداء میں سلام کیا ہے۔ السلام علی شوذب مولیٰ شاکر(۱۶)

جون (غلام ابوذرؓ غفاری): ان کے نام و نسب کے بارے میں "تاریخ طبری" کے حوالے سے علامہ علی نقی نے شہید انسانیت میں لکھا:۔

جون بن حوی بن قتادہ بن اعور بن ساعدۃ بن عوف بن کعب بن حوی مولیٰ ابی ذر غفاریؓ۔ حبشی نسل سے فضل بن عباس بن عبدالمطلب کے مملوک تھے۔ حضرت علیؑ نے ڈیڑھ سو اشرفی میں انہیں خرید فرمایا تھا اور ابوذر غفاریؓ کو ہبہ کر دیا تھا تاکہ ان کی خدمت کریں۔ چنانچہ وہ ابوذرؓ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ربذہ میں بحالت جلاوطنی بھی ان کے ساتھ رہے۔ جب ۳۲ھ میں ابوذرؓ کا انتقال ہوا' تو جون مدینہ واپس آکر پھر حضرت علیؑ کی خدمت میں رہنے لگے اور آپؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ اور پھر امام حسینؑ کے پاس رہے (۱۷)

محمد علیؑ عالمی نے اپنی تالیف "شاگردان مکتب امام" میں روز عاشور جون اور حضرت امام حسینؑ کے درمیان مکالمہ اور پھر ان کی شہادت کی تفصیل کو درج کیا ہے۔ اس کی تفصیل ذیل میں ترجمہ کی صورت میں پیش کی جاتی ہے:۔

جون نے عاشورا کے دن حضرت امام حسینؑ سے میدان جنگ میں

Marfat.com

جانے کی اجازت طلب کی۔ ان پر حضرت نے فرمایا: " تو آزاد ہے جہاں چاہے چلا جا' کیونکہ تو سلامتی کے لیے ہماری پیروی میں تھا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ تو ہماری راہ میں زحمت اٹھائے۔" جون نے عرض کیا: "اے فرزند رسولؐ راحت کے دنوں میں آپ کے خاندان کے پیالے چاٹوں' لیکن مصیبت کے وقت آپؑ کی دوستی سے ہاتھ روک لوں۔ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ میرے جسم سے بو آتی ہے۔ حسب و نسب کے لحاظ سے پست ہوں' اور میرا رنگ بھی سیاہ ہے' لیکن آپ (جو دو عطا سے کام لیتے ہوئے) مجھے جنتی بنا دیں' میری بو خوشبو سے بدل جائے' میرا حسب شریف ہو جائے اور میرا چہرہ بھی روشن ہو جائے۔ خدا کی قسم! میں آپ کی مدد کرنے سے ہاتھ نہ روکوں گا یہاں تک کہ میرا سیاہ خون آپ کے (پاک و پاکیزہ) خون میں نہ مل جائے۔" جون نے اس قدر اصرار کیا کہ اس کو میدان میں جانے کی اجازت مل گئی۔

جب وہ میدان جنگ میں گئے' تو کوفہ کے لشکر کے سامنے یہ رجز خوانی کی:۔

کیف تری الفجار ضرب الاسود۔ بالمشرفی والقنا المسدد
یذب عن آل النبی احمد۔ اذب عنهم باللسان والید
ارجو به الجنة یوم المورد

یعنی بدکردار لوگ سیاہ غلام کی ضربت کو تلوار اور مضبوط نیزے کے ساتھ کس طرح دیکھیں گے کہ وہ آل محمدؐ کا دفاع کرتا ہے۔ میں ہاتھ اور زبان سے ان کا دفاع کروں گا اور اس عمل کی وجہ سے قیامت کے دن بہشت کی امید رکھتا ہوں۔

وہ اس بہادری کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ امام حسینؑ ان کی لاش کے قریب آئے اور دعا کی: الھم بیض وجهه

Marfat.com

وطیب ریحه واحشره مع الابرار وعرف بینه وبین محمد و آل محمد۔ یعنی "اے خدا! اس کے چہرے کو روشن کر دے' اس کی بو کو خوشبو میں بدل دے' اس کو نیکو کاروں کے ساتھ اٹھا اور اس میں اور محمدؐ و آل محمدؐ کے درمیان شناسائی قرار دے"۔ امام باقر علیہ السلام نے اپنے پدر امام سجاد علیہ السلام سے روایت کی کہ لوگوں نے جون کے بدن کو دس روز کے بعد اس حالت میں پایا کہ مشک کی خوشبو اس سے آ رہی تھی (۱۸)

غلام ترکی (اسلم بن عمرو): یہ امام حسینؑ علیہ السلام کے غلام تھے۔ قرآن مجید کے قاری (حافظ) خط و کتابت کے ماہر اور بہت شجاع تھے۔ ان کا شمار امامؑ کے خطوط کی کتابت کرنے والوں میں کیا جاتا تھا۔ روایت ہے کہ امام حسینؑ نے ان کو اپنے بھائی حضرت حسنؑ مجتبیٰ کی وفات کے بعد خریدا تھا۔ پھر ان کو حضرت سید سجادؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ان کے والد ترکستان کے رہنے والے تھے۔ جب امامؑ مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے' تو اسلم بھی ان کی خدمت میں حاضر تھے یہاں تک کہ کربلا میں پہنچے (۱۹)

روز عاشور اسلم بن عمرو کی اجازت طلبی اور شہادت کے واقعہ کو علامہ علی نقی نے اپنی کتاب "شہدائے کربلا" کی جلد دوم میں اس طرح لکھا ہے:۔

اس بنیاد پر کہ امام نے یہ غلام اپنے فرزند زین العابدینؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔ "روضتہ الاحباب" کی یہ روایت بالکل قرین قیاس ہے کہ جب امامؑ سے اس نے اجازت جہاد مانگی' تو حضرتؑ نے فرمایا کہ خیمہ میں جا کر سید سجادؑ سے اجازت حاصل کرو۔ غلام گیا اور سید سجادؑ سے اجازت حاصل کی۔ پھر تمام اہل حرم کو سلام رخصت کر کے وہ میدان جنگ میں آیا۔ اس نے یہ رجز پڑھنا شروع کیا۔

Marfat.com

البحر من طعنی و ضربی یصطلی
والجو من نبلی وسهمی یمتلی
اذا حسامی فی یمینی ینجلی
ینشق قلب الحاسد المبجل

(یعنی) سمندر میں میرے نیزہ و شمشیر کی گرمی سے آگ لگ جائے اور فضا میرے تیروں کی پرواز سے مملو ہو جائے۔ جب میری تلوار میرے (داہنے) ہاتھ میں چمکتی ہے' (تو) مغرور حاسد کا دل شگافتہ ہو جاتا ہے۔

اس نے جنگ کی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ امام زین العابدینؑ کو جو معلوم ہوا کہ آپ کا غلام مصروف کار زار ہے' تو آپؑ کو اس کی جنگ دیکھنے کا اتنا شوق ہوا کہ فرمایا کہ خیمہ کی قنات سامنے سے ذرا ہٹا دی جائے اور آپؑ اس کی جنگ ملاحظہ فرماتے رہے۔

کچھ دیر لڑنے کے بعد وہ زخمی ہو کر گرا۔ امام حسینؑ نے یہ قدر فرمائی کہ آپؑ سرہانے تشریف لائے اور اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں اور اپنا رخسارہ اس غلام کے رخسارہ پر رکھا۔ غلام نے آنکھ کھولی اور امامؑ کی اس عزت افزائی کا مشاہدہ کیا' تو لبوں پر مسکراہٹ آئی اور روح جسم سے مفارقت کر گئی (۲۰) ابو القاسم سحاب نے لکھا کہ' جب امام نے اپنا رخسار ان کے رخسار پر رکھا' تو انہوں نے آنکھیں کھولیں' مسکرائے اور کہا: من مثلی وابن رسولؐ اللہ وضع خدہ علی خدی یعنی میری مثل کون ہے کہ فرزند رسولؐ نے اپنا رخسار میرے رخسار پر رکھا۔ اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی اور جنت کی طرف چلی گئی (۲۱)

سالم بن عمرو بن عبداللہ مولیٰ بنی المدنیتہ الکلبی: بنو المدینہ قبیلہ کلب قضاعہ کی ایک شاخ تھے۔ زید بن حارثہ صحابی اور محمد بن سائب کلبی

Marfat.com

صاحب تفسیر بھی اسی نسل سے تھے۔ سالم اسی خاندان کے غلام تھے اور شیعان کوفہ میں محسوب تھے۔ جناب مسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور حضرت مسلم کی شہادت کے بعد گرفتار کر لیے گئے مگر کسی طرح موقع پا کر نکل گئے اور اپنی قوم میں مخفی ہو گئے۔ جب امام حسینؑ کی کربلا پہنچنے کی خبر سنی، تو قبیلہ کلب کے لوگوں کے ساتھ کربلا آئے اور امام حسینؑ کے انصار میں داخل ہوئے اور روز عاشور درجہ شہادت پر فائز ہوئے (۲۲)

سعد بن حارث مولیٰ امیرالمومنینؑ: علامہ علی نقی "ابصار العین" اور "تنقیح القال" کے حوالے سے ان کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

وہ جناب امیرؑ کے غلام تھے۔ حضرتؑ کے بعد امام حسنؑ اور پھر امام حسینؑ کی خدمت میں رہے۔ علامہ مامقانی لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت رسولؐ کے زمانے کا بھی ادراک کیا اور امیرالمومنینؑ کے زمانہ میں وہ پولیس کے محکمہ کے افسر تھے اور آپؑ نے ان کو آذر بائیجان کا حاکم بھی مقرر کیا تھا۔ وہ امامؑ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ میں حضرتؑ کے ساتھ رہے اور پھر کربلا آئے اور روز عاشور اپنی جان امامؑ پر نثار کی (۲۳)۔ ابو القاسم سحاب نے ان کا نام سعد بن حرث لکھا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا (۲۴)

رافع بن عبداللہ مولیٰ مسلم الازدی: مسلم بن کثیر اعرج، جو کربلا کے جہاد میں حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے، کے غلام تھے۔ اپنے مالک کے ساتھ کربلا میں آئے اور بعد ظہر جنگ کر کے شہید ہوئے (۲۵)

حواشی

Marfat.com

۱۔ علامہ محمد اقبال ' "اسرار و رموز" (لاہور: شیخ غلام اینڈ سنز' ۱۹۵۹ء) ص۔ ۱۲۷

۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:
سید علیؒ نقی النقوی' "شہید انسانیت" (لاہور: امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ' س۔ ن)' ص۔ ۴۱۳ ۔ ۴۱۷

۳۔ ابو القاسم سحاب' "زندگانی حضرت خامس آل عبا ابیعبد اللہ الحسینؑ سید الشہداء علیہ آلاف التحیتہ والثناء" جلد دوم (تہران: کتابفروشی و چاپخانہ دانش' ۱۳۷۴ھ)' ص۔ ۷۶۔ ۸۰

۴۔ علامہ ابن طاؤس "تاریخ حسینی" (ترجمہ اللھوف علی قتلی الطفوف)' ترجمہ از ڈاکٹر آغا مہدی حسین (لاہور: افتخار بکڈپو' س۔ ن)' ص۔ ۲۵

۵۔ محمد باقر علامہ المجلسی" ' "بحار الانوار (اردو)" ترجمہ از مفتی طیب آغا الموسوی' جلد اول (لاہور: ادارہ علوم آل محمد' ۱۹۶۴ء ص۔ ۱۰۷

۶۔ ابو القاسم سحاب ' محولہ بالا' جلد دوم' ص۔ ۷۸

۷۔ ایضاً" ' ص۔ ۷۷

۸۔ السید علیؒ نقی (النقوی) ' "شہدائے کربلا" ' جلد اول (لکھنؤ: امامیہ مشن' ۱۹۳۷ء)' ص۔ ۴۵ ۔ ۴۶

۹۔ ابو القاسم سحاب' محولہ بالا ' جلد دوم' ص ۔ ۷۹

۱۰۔ السید علی نقی (النقوی)' "شہدائے کربلا"' جلد اول ' ص ۔ ۶۴

۱۱۔ ایضاً" ' ص ۔ ۶۴

۱۲۔ ایضاً" ' ص ۔ ۶۷

۱۳۔ ایضاً" ' ص ۔ ۷۸

Marfat.com

۱۴۔ ابو القاسم سحاب' محولہ بالا' جلد دوم' ص ۔ ۷۶۔ ۷۷

۱۵۔ سید علی نقی النقوی' "شہید انسانیت"' ص ۔ ۳۹۹

۱۶۔ السید علی نقی (النقوی)' "شہدائے کربلا"' جلد دوم' ص ۔ ۹۱۔ ۹۲

۱۷۔ السید علی نقی (النقوی)' "شہید انسانیت"' ص ۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶

۱۸۔ محمد علی عالمی' "گردان کتب امام" (قم: مؤسسہ انتشارات دانش' ۱۳۲۹ شمسی)' ص ۔ ۱۲۲۔ ۱۲۴

۱۹۔ ابو القاسم سحاب' محولہ بالا' جلد دوم' ص ۔ ۷۸

۲۰۔ سید علی نقی النقوی' "شہدائے کربلا"' جلد دوم' ص ۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶

۲۱۔ ابو القاسم سحاب' محولہ بالا' جلد دوم' ص ۔ ۷۸

۲۲۔ سید علی نقی (النقوی)' "شہدائے کربلا"' جلد دوم' ص ۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶

۲۳۔ ایضاً" ص ۔ ۱۳۷

۲۴۔ ابو القاسم سحاب' محولہ بالا' جلد دوم' ص ۔ ۷۷

۲۵۔ سید علی نقی النقوی' شہدائے کربلا' جلد دوم' ص ۔ ۱۴۷

Marfat.com

فہرست ماخذو مصادر

آغا مہدی سید۔ سوانح حیات حضرت عباس دلاور مسمی بہ العبد الصالح۔ کراچی: جمعیت خدام عزا' ۱۳۹۱ھ۔

آل رضا' سید۔ مراثی رضا۔ کراچی: خراسان اسلامک سنٹر' ۱۹۸۱ء۔

ابن حجر الهيتمى۔ الصواعق المحرقة۔ النجف الاشرف: مکتبہ الهدى' ۱۳۸۵ھ۔

ابن حجر الهيتمى۔ ترجمہ صواعق محرقہ ... مشہور بہ براہین قاطعہ' فارسی ترجمہ از کمال الدین بن فخر الدین جہرمی' تصحیح مولوی غلام حسین لاہوری و مولوی غلام رسول۔ لاہور: مطبع محمدی (س-ن) ۔

ابن حسن نجفی' سید۔ حضرت زینبؑ کے تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبے۔ کراچی: ادارہ تمدن اسلام' ۱۹۸۵ء۔

ابن شہر آشوب۔ مناقب آل ابی طالب' جلد سوم۔ النجف: المطبعۃ الحیدریہ' ۱۹۵۶ء۔

ابن شہر آشوب۔ مناقب' ترجمہ سید ظفر حسن نقوی' جلد پنجم۔ کراچی: شمیم بکڈپو' ۱۳۸۴ھ۔

ابن طاؤس' السید۔ تاریخ حسینی' مترجم ڈاکٹر آغا مہدی حسین۔ لاہور: افتخار بکڈپو (س-ن)۔ (یہ اللہوف فی قتلی الطفوف کا اردو ترجمہ ہے)۔

ابو القاسم سحاب۔ زندگانی حضرت خامس آل عباء ابی عبد اللہ الحسین سید الشہداء علیہ آلاف التحیۃ الثناء۔ جلد دوم۔ طہران: کتاب فروشی و چاپخانہ دانش' ۱۳۴۷ قمری۔

ابو مخنف۔ مقتل الحسین علیہ السلام و مصرع اہل بیتہ و اصحابہ فی کربلا المشہور بہ مقتل ابی

Marfat.com

مخنف۔ النجف الاشرف: المطبعۃ الحیدریۃ، ۱۳۶۷ھ۔

احسن عمرانی۔ اقبال در مدح محمدؐ و آل محمدؐ۔ لاہور: حق برادرز، ۱۹۷۷ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ ارمغان حجاز۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۵ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ مثنوی اسرار و رموز یعنی اسرار خودی و رموز بیخودی (ہر دو یکجا)۔ لاہور: شیخ مبارک علی، ۱۹۴۰ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ اسرار و رموز۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۵۴ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ بال جبریل۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۴۳ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ بانگ درا۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۶۰ء۔

اقبال، علامہ محمد۔ بانگ درا۔ لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۲ء۔

بسمل امرتسری، عبید اللہ۔ ارجح المطالب ... یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب۔ لاہور: شیخ جان محمد الہ بخش، ۱۳۵۱ھ۔

جوش ملیح آبادی۔ جوش کے مرثیے، مرتبہ ضمیر اختر نقوی۔ کراچی: محفوظ بک ایجنسی، ۱۴۰۷ھ۔

خالد علوی۔ اقبال اور احیائے دین۔ لاہور: المکتبۃ العلمیۃ، ۱۹۷۱ء۔

داؤد عسکر (مرتب)۔ جوئے شیر۔ کراچی: رشید اینڈ سنز، ۱۹۷۹ء۔
(حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اردو کلام کا مکمل اشاریہ...)

ریاض علی ریاض۔ شہید اعظم۔ حصہ دوم۔ کراچی: مکتبہ العلوم ٹرسٹ لائبریری (س۔ن)۔

سلطان محمد ابن تاج الدین حسن۔ تحفۃ المجالس۔ تہران: چاپخانہ اسلامیہ، ۱۳۲۸ھ۔

Marfat.com

شبلی نعمانی۔ موازنہ انیس و دبیر۔ لاہور: شیخ مبارک علی، ۱۹۳۹ء۔

صدیق شبلی و محمد ریاض۔ کشف الابیات اقبال۔ اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان،
۱۹۷۷ء۔
(علامہ اقبالؒ کے فارسی کلام کا اشاریہ)

الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر۔ تاریخ الطبری، تاریخ الرسل والملوک، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم۔
جلد۔۵۔ قاہرہ: دار المعارف، ۱۹۶۳ء۔

عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ۔ سر الشہادتین، اردو ترجمہ از سید کاظم رضا۔ لاہور: مکتبہ تعمیر ادب،
۱۹۶۶ء۔

عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ۔ شہادت حسینؓ ترجمہ سر الشہادتین، ترجمہ از ریاض احمد صمدانی۔ لاہور:
ادارہ معارف نعمانیہ، ۱۹۹۱ء۔

علی اکبر قرشی، سید۔ قاموس قرآن، جلد دوم۔ طہران: دار الکتب الاسلامیہ، ۱۳۶۴ھ۔

علی نقی النقوی۔ شہدائے کربلا، حصہ دوم و سوم۔ لکھنؤ: امامیہ مشن، ۱۳۵۶ھ۔ ۱۳۵۷ھ۔

علی نقی النقوی۔ شہید انسانیت۔ لکھنؤ: کتاب نگر (س۔ن)۔

علی نقی النقوی۔ شہید انسانیت۔ لاہور: امامیہ مشن ٹرسٹ (س۔ن)۔

علی الجعفری۔ رسولؐ و اہل بیت رسولؐ (علیہم السلام)، جلد اول۔ کراچی: خراسان اسلامک سنٹر،
۱۳۸۴ھ۔

علی جعفری، سید۔ مقصد حسینؑ۔ چاٹگام: مصنف (س۔ن)۔

عماد زادہ۔ مجموعہ زندگانی چہاردہ معصوم علیہم السلام، جلد دوم۔ تہران: مؤلف (س۔ن)۔

Marfat.com

فائز دہلوی، صدر الدین محمد خان بن زبردست خان۔ احزان الصدور (خطی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)۔

فائز دہلوی۔ صدر الدین محمد خان بن زبردست خان۔ کلیات فائز (خطی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)۔

قرآن۔ القرآن الحکیم، مترجمہ سید فرمان علی۔ لاہور: شیخ محمد حسین اینڈ سنز (س۔ن)۔

مشکوۃ باب مناقب اھل بیت النبیؐ۔

المجلسی، محمد باقر۔ بحار الانوار، الجامعۃ لدرر اخبار الائمۃ الاطہار، جلد۔ ۴۵۔ بیروت: موسستہ الوفاء، ۱۹۸۳ء۔

المجلسی، محمد باقر۔ بحار الانوار (اردو)، در حالات حضرت امام حسین علیہ السلام، ترجمہ از سید طیب آغا الجزائری۔ حصہ اول و دوم۔ لاہور: ادارہ علوم آل محمدؐ، ۱۹۶۲ء۔ ۱۹۶۴ء۔

مجلہ بیاد شاعر اہل بیت حضرت علامہ نجم آفندی۔ کراچی: بزم نجم آفندی، ۱۹۷۷ء۔

محمد رضی، سید۔ شہادت کبریٰ۔ کراچی: ادارہ نشر علوم دینیہ، ۱۹۷۹ء۔

محمد علی عالمی۔ شاگردان مکتب امام۔ قم: موسسہ انتشارات دانش، ۱۳۲۹ھ شمسی۔

محمد فواد عبد الباقی (مرتب)۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم۔ قاھرہ (؟): دار و مطابع الشعب (س۔ن)۔

محمد ہادی۔ خلاصۃ المصائب۔ آگرہ: مطبع احمدی، ۱۲۸۹ھ۔

مسعود حسن رضوی ادیب۔ فائز دہلوی اور دیوان فائز۔ دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۶۵ء۔

مسعود حسن رضوی ادیب۔ فائز دہلوی اور س کا دیوان۔ دہلی: انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۴۶ء۔

Marfat.com

محسن الامین الحسینی العاملی، السید - لواعج الاشجان فی مقتل ابی عبداللہ الحسین - النجف الاشرف: المطبعة الحیدریہ، ۱۹۶۲ء۔

محسن نواب، السید - شہدائے آل ابوطالبؑ - لکھنو: امامیہ مشن، ۱۳۸۷ھ۔

ناصر کاظمی - نشان خواب - لاہور: مکتبہ خیال، ۱۹۸۵ء۔

نجم الحسن، سید - ذکر العباسؑ علیہ السلام - لاہور: شیعہ جنرل بک ایجنسی، ۱۹۵۶ء۔

Mcgarry, K.J.Mass Communication. London: Clive Bingley, 1972.

Marfat.com

جس پر نظر اِک لُطف کی شبّیرؑ کریں
ادنیٰ ، اعلیٰ سب اُس کی توقیر کریں
جس سنگ کو چاہیں وہ بنا دیں پارس
جس خاک کو چاہیں ابھی اکسیر کریں
(میر انیسؔ)

Marfat.com

جب بیبیوں سے وداع ہوتے تھے حسینؑ
تقریر سے سب کے ہوش کھوتے تھے حسینؑ
سب کو تو تسلّی دیے جاتے تھے مگر
زینبؑ کی طرف دیکھ کے روتے تھے حسینؑ

(میر انیس)

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com